كل سبب ونسب منقطع يوم القيمة الا سببي ونسبي وصهري

من تصنيف

عالیجناب حضرت سید شاہ برکات حسین صاحب سجادہ نشین درگاہ

مارہرہ حضرت برکت اللہ صاحب قدس سرہ المسمیٰ بہ

# القول الصحيح الموثوق

# فی عقد سیدتنا ام کلثوم رض

# مع سیدنا الفاروق رض

حسب فرمائش جناب محمد فرید الدین خان صاحب المتخلص بہ گوہر متوطن بلدہ فیض بنیاد اکبرآباد

طبع فی مطبع ستارۂ ہند اکبرآباد

طبع اول ۵۰۰ جلد

قیمت فی جلد معہ محصول ۱۲/

۷۸۶

بعد حمد وصلواۃ کے عاصی برکات حسن الحسینی الواسطی البگرامی ثم المارہریوی ابن حضرت سید شاہ محمد امیر صاحب نور اللہ تعالیٰ مرقدہٗ خدمت مین برادران ایمانی کے عرض کرتا ہے۔
عرصہ تین سال کا ہوا کہ جناب قبلہ وکعبہ سید ابو القاسم صاحب مدظلہ العالی نے ایک خط مین کہ جو بنام اخوی معظمی سید مقبول عالم صاحب کے تہا نسبت اس کمترین خلایق کے یہ فقرات تحریر کئے تھے کہ (معلوم نہین کہ برکت ہمارے مارہرہ مین ہین یا کہین اور جگہ ہین اگر ہون تو بعد دعا کے میری طرف سے کھدینا کہ بہائی تمکو ذوق علم کلام سے سُنتا ہون کلام کے ساتھ سلام کو ترک نہین کرتے ہم بھی اس فن کو کچھ کچھ جانتے ہین کبھی تو یاد کیا کرو) اور کمترین نے بفحوائے اِسکے کہ مصرعہ کرم ہاے تو مارا کرد گستاخ۔ تفنناً للطبع اُسکے جواب مین ایک عریضہ محتوی بعض سوالات متقدمہ نکاح حضرت امّ کلثوم رضؓ کے لکہا جسکو جناب ممدوحی نے خدمت براعت انتساب سیّد کرار علیصاحب عرف کُنّان میان کہ جنکو سند پیش امامی بھی خاندان مجتہدین لکہنو سے حاصل ہے پیش کیا اُن حضرت نے جواب لکہکر حضور ممدوحی مین بھیجا چنانچہ بعد ڈیڑہ برس کی جب حقیر کو سنہ ۱۲۹۴ھ مین مارہرہ سے اتفاق جانے آرہ ضلع شاہ آباد کا ہوا۔ دوسرا خط جناب ممدوح کا بنام خال محترم حاج الحرمین الشریفین جناب حضرت سید غلام یحییٰ صاحب مدظلہ العالی کے آیا اوسمین بہ نسبت کمترین یہ تحریر فرمایا کہ جواب تمہارے سوال کا کُنّان میان صاحب نے ہمارے پاس بھیجدیا ہی اگر تم لکھو تو ہم بھیجدین۔ اوسوقت کمترین نے دوسرا عریضہ بطلب اُسکے خدمت مین جناب ممدوح کے روانہ کیا۔ چنانچہ اُسکے جواب مین صحیفۂ عالیہ

حضور ممدوحی معہ تحریر حضرت پیش امام صاحب بجواب سوالات مذکورہ بھیجا پہونچا اور حقیر نے لفظاً لفظاً اوسکو دیکھا الحمد للہ کہ اوسکا جواب بھی بوجہ احسن کتب اہل حق و مخالفین سے لکھا اور نام اس تحریر کا القول الصحیح الموثوق فی عقد حضرۃ امّ کلثوم مع حضرۃ الفاروق رکھا چنانچہ نقل عریضۂ ثانیہ خود اور نقل خط جناب ممدوحی جو متضمن کتابت حضرت کنّان میان صاحب معہ جواب حالیہ ہے بہ ترتیب درج کرتا ہون اعتذار اولی الابصار بخدا اس قسم کی تحریر کا میرا ارادہ نہ تہا حضرت پیش امام صاحب نے جواب سخت و سخیف مشتمل او پرسبّ و دشنام کی تحریر فرماکر ناحق میرے دست و قلم کو رنج دیا بلکہ اکثر جگہ بہ سبب شناعت کلام حضرت پیش امام صاحب کے مین نے اغماز و اعراض کیا اور قصداً اُس سخافت کے جواب سے گریز کی۔

| نیکو مثل است اینکہ ہر کس بدکرد | | بد با دگران نکرد و باخود بد کرد |
|---|---|---|

اللہم اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین آمین

نقل عریضۂ ثانیہ مذکورہ مبسملاً و حامداً و مصلیاً و مسلماً روحی فداک زبانی ماموں صاحب قبلہ حاجی سید غلام یحییٰ صاحب کے معلوم ہوا کہ جواب تحریر احقر کا سید کرار علیصاحب عرف کنّان میان نے خدمت حضور مین بہیجدیا ہے اور آپ عازم ارسال ہین اولاً حرف طلب سے پیشتر ایک عرض کرتا ہون مجھکو یاد ہے کہ سابقاً لکھ چکا ہون کہ شعار کبراء وطن ساتھ خوردون کے اور علیٰ ہذا بالعکس یہہ نہ تہا اور نہ ہی کہ امور مذہبیہ مین مکالم و مناظرہ اور بہ نظر احقاق و ابطال مباحث و مشاجر ہون بلکہ علی الضد ہمیشہ مساعیٔ جمیلہ اور ہمم عالیہ اوس طریقۂ حمیدہ کے اختیار مین صرف فرمائین کہ جس سے توثیق مبانیٔ وصلت و التیام اور استحکام ارکان پیوند و انضمام و وجوہ محبت و وفاق و شہود موالات و اتفاق فیما بینہم رہی پس عموماً و خصوصاً دونون طرح ترک ادب سمجھتا ہون کہ حضور سے داعی جواب ہون اور بعد عمل مطالعہ اُس کے اسقام و اعلال کو معروض اور باب مکالمہ کو و معارضہ کو مفتوح کردون سابقاً جو کچھ عرض کیا تہا وہ محض امتثال امر تہا ورنہ حاشا ثم حاشا کہ سر مکالمہ ہو بالخصوص حضور کے ساتھ باایںہمہ رضای حضور اولیٰ و اعلیٰ و انسب و ابہی اگر مرضی ہو بھیجدیجئے۔ یہ ظاہر ہے کہ خدمت کنّان میان صاحب نے اساطیر پیشین تحریر فرمائی ہونگی عوام علماء کا تو کیا ذکر حضرات مجتہدین اولین و آخرین نے اونہین اقاویل اولین کو مباحث

کلامیہ مین اولٹ پلٹ گڈمڈا ور ممزوج کرکے دفاتر واسفار مبسوطہ مدون فرمائی وہی تتبعؔ ہمارے کنتان میان صاحب نے اختیار فرمایا ہوگا بقول حضرت نظامی رح کے ؎

جنبشِ اول کہ قلم برگرفت — حرفِ نخستین زسخن درگرفت
پردۂ خلوت چو برانداختند — جلوۂ اول بہ سخن ساختند

ایک نتیجہ اس مفہوم کا سُنئے کہ چند سال پیشتر اشتہار کتاب استقصار الافحام مشتہر ہوا تھا اور بہت کچھ محامد اوسکی تحریر تہی میرے قلب مین شوق وشغف اوسکا ہوا آخر مجلدات اوسکی جو مین دیکھتا ہون تو اُن بزرگ (صاحب استقصا) کو اوسی لکیر کا فقیر پایا اور حسب وصیت سبحانیہ علی صاحبہا التحیات الرہبانیہ کہ کتب کلامیہ مین اسقدر رطب ویابس بہرتی کیئے جائین کہ خصم دیکہنے سے عاجز آجائے ایسی کتاب ضخیم اور فخیم فرمائی کہ واقعی ناظر اوسکا حیران اور مثل دودِ چراغ دماغ اوسکا پریشان ہوجائے۔ تحریر ایسی متشتت وغیر مرتب کہ ٹوٹے گھٹنا پہوٹے آنکھ۔ ہرگز عنوان کو معنون سے مناسبت اور اصلاجواب کو سوال سے مطابقت نہین۔ کہین اکاذیب مورخین سے ابطالِ احادیثِ محدثین کیا ہے کہ جنکی شان تنقید وتصحیح ہے اور انکا شعار تخلیط وتمزیج ہے۔ کہین روایات مجعولہ مین ایسا زور دیا ہے کہ زمین اور آسمان افترارات وعصبیت کے بناکر اُنکے قلابے ملا دئے ہین۔ کہین تحسین عبارات اور تشبیہہ واستعارات پر جو آگئے ہین تو صفحے کی صفحے سیاہ کردئے ہین آپ دیکہینگے تو خوب امتیاز صحیح وسقیم منسوخ ومستقیم ہوجائیگا۔ ایک تحریر مفتی امیر حیدر صاحب مغفور کی جو حضرت جدی سید افتخار علیصاحب مبرور روح اللہ روحہ بنسائم الجنات وشمائم القصور کے پاس آئے تھے مجھکو یاد آئی بجنسہ عرض کرتا ہون۔ چندروز میگزرد کہ بگوشم خورد کہ مولوی دلدار علی نامی جواب تحفۂ اثناء عشریہ مینویسد چون مرتبۂ علماء این عصر را از کلکتہ تا شاہجہان آباد بقدر حوصلۂ خود خوب می شناسم حیرتم رو داد کہ کدام کس است کہ بمقابلۂ پہلوانِ فضیلت شاہ عبدالعزیز دہلوی برآمد باز بہ دل گفتم کہ فیضِ مبدء فیاض منقطع نیست کسی بودہ باشد غرض بکمالِ شوق بواسطۂ نہال میانصاحب بلگرامی منشی ڈاک لکھنوا جزائے جواب کتاب را کہ ہنوز تمام نشدہ چند خبر و بر ڈاک طلبیدم بکرّات مرّات در آن دیدم بے تصنع کلامے است اشبہہ بہ ہذیانات مجانین کہ اصلاجواب را با سوال مناسبتے نیست فلک اگر میگزارد

عبارت تحفہ اثنا عشریہ وجواب مولوی دلدار علیصاحب وقبائح کہ در آن است بہ آن برادر منویسیم
انتہت العبارۃ وہی کیفیت اُن جناب (صاحب استقصا) کی ہے۔ ایک نمونہ اُن تموہیات کا دکھاتا
ہون یہ معلوم رہے کہ روایاتِ نفاق وارتداد وآثارِ عناد ولدادِ حضرات خلفا ثلثہ رض بالنسبتہ الی الرسول ص
المقبول وآلال رض الاطہار صلعم قبل وبعدِ ارتحالِ آنحضرت صلعم عیاذاً باللہ کتب شیعہ مین مطرد ومتوافر ومتواتر و
متکاثر ہین یہ امور اعلان ہین اسرار نہین کہ کوئی چھپا سکے اکابر واصاغر کی نگاہ مین بہ حسب اعتقادِ قوم مسلّم ہین
کتابین اسقدر مملو ہین گویا اغرا قادُن گنتی ہین۔ اب وہ حضرت بحثِ محمد بن ابی بکر مین دبی زبان سے
فرماتے ہین۔ آری امامتِ نواصب وخوارج برائے جناب خلیفہ بالتحقیق حضرت عتیق مسلّم و در ارتدادِ شان
حرفی نیست لیکن سندِ این امامت را بعد ارتحالِ جناب رسالت مآب صلعم زیب وزینت دادہ اند و در زمانِ
نکاح باسما جامۂ اسلام را از بر نکشیدہ و در عداوتِ اہلبیت نبوی بر ملا نکوشیدہ وبتکئی اریکۂ خصومت ولداد
علانیہ در آن زمان نگرویدہ پس توہم مخاطب کہ نکاحِ اسما با خداامش صحیح نباشد طرفی از صحت ندارد انتہی
مجھکو ایرادِ کلمات ذمیمہ سے بحث نہین یہ نتیجہ اونکی ملکات حمیدہ کا ہی حیرت یہ ہی کہ سیّد صاحب تو منکرین
حقائق پر شرف لیگئے وہ تو شاکِ فے الدقائق تھے یہ تو اُن امور سے منکر ہین جو کثرت تواتر واشتہار سے
بموجب عقائد قوم معاذ اللہ بدیہیات اور مشاہدات کا درجہ پا چکے ہین کوئی اخس وادونِ افرادِ شیعہ اس
سے انکار نہین کر سکتا چہ جائیکہ افاضلِ متجرین یہ اختراع جدید ہے کہ حیات حضرتِ نبوت مین وہ مسلم تھے
اور بعد رحلتِ حضرت خیمیت مرتبت مرتد ہوئے وہ تو حسب اصول تشتعین بالقطع والیقین معاذ اللہ ازل
سے معاندِ اہلبیت رض ورسول تھے سورۂ برات مین وہ منکوب کیئے گئے جیلش اُسامہ سے وہ منحرف ہوئے
وثیقہ خلافت مین وہ مخل ہوئے وغیرہ وغیرہ کہان تک عرض کرون عیاذاً باللہ۔ بخدا اتنے خدشات
پیدا ہوتے ہین کہ اگر لکھون تو بہت کچھہ لکھون تضیع اوقات اور تصدیعِ خدامِ عالی صفات سے اعراض
کرکے صرف دو باتون پر اقتصار کرتا ہون اولاً مقدمہ متنازع فیہا یہ ہے کہ موافق اصولِ حضرات طیبات
نکاح مومنہ کا ساتھ ناصبی کے اور عقدِ ناصبیہ ساتھ مومن کے حرام۔ چنانچہ سید صاحب بر سر تسلیم آکر بجواب
صاحب منتہی عم فیضہ فرماتے ہین کہ فاضلِ مخاطب برائے اظہار نہایت اطلاع خود تعدید اسما رکتب اہلحق

بیفائدہ میکند چہ این مسئلہ پر مشہور است واحدی از خواص وعوام انکار آن ندارد و محتاج بہ تجشم مونتِ ذکر اسماء
کتب کثیرہ نیست۔ اب مین بہی اس دعوی کو بلا نکیر مانتا ہون اور مسلم کہ جوازِ نکاحِ اسما ساتھ خلیفہ اولین کے
حالتِ حیاتِ نبوی باین اعتبار کہ متحلی بحلیۂ اسلام تھے متحقق مگر بعد ارتحالِ حضرت رسولؐ ایسے مخالف اسلام
سے معاذ اللہ کیون نہ نشوز وخلع اختیار کیا اور علی الدوام لباس وفراش بنکر اپنے نفس پر ترتبِ عقاب لیا
واجب تہا کہ حضرت مرتضویؑ بجبر دبر وزِ ارتداد دعویٔ ایقاعِ طلاق فرماتے اور خلافِ احکامِ منصوصۂ فرقانیہ پر
نجاتے بلکہ اونکو اوامر ونواہی مقدمۂ نکاح جتاتے اور تہدیدِ دنیوی اور وعیدِ اخروی سے ڈراتے جیسا
اکثر مسائل مین اظہارِ حق اُن جناب کا زمانۂ حضرات خلفاؓ مین کتب شیعہ مین موجود ہے معنی کیا کہ کتاب اللہ مین
تو نعلت مغائرت حکم مفارقت دے اور عورت کفِ نفس نکرے اب دیکھیے کہ جناب سیّد صاحب یہ محذورات
صریحہ اُٹھاتے ہین اور اتنا نہین ہوتا کہ دعویٔ صاحب منتہی پر کہ مبنی علی الصدق ہی سکوت فرمائین۔
بقولِ حضراتِ شیعہ خلفا کے وہی مثل ہوئی معاذ اللہ مصرعہ حیف کا فر مردن وآوخ مسلمان زیستین۔
عیاذاً باللہ اور حضرت سیّد صاحب اپنی عبارت مین لفظ برملا اور علانیہ اسواسطے استعمال فرماتے
ہین کہ جواب دینے والے کو بڑی گنجایش ملے اور اپنے بچانے کو بہی سپر ہو اب دوسرا شگوفہ دیکھیے
اوسی بحث مین جہان صاحب منتہی نے یہ فقرہ لکھا ہے۔ وآباد کرامِ سرورِ انام وبسیارے از سادات
کرام را بر اصول متشیعین بہرہ از طیبِ ولادت بدست نیامد۔ سیدی سندی معارضہ بالقلب فرماتے یعنی
جواب الزامی دیتے ہین۔ وطرفہ تر این است کہ مابعد میدانی کہ چندے از ائمہ وشیوخِ اہل سنت پناہ بخدا
در نسب اطہرِ جناب رسالت مآب نیز قدح کردہ اند۔ اولاً اس جگہ بحثِ ما نحن فیہ سے اعراض کر کے جملۂ
معترضہ عرض کرتا ہون کہ اگر کوئی کافر بیعت اسلام سے مشرف ہوا اور بمطالعۂ افادات سیّد صاحب
تحقیق عدمِ طیبِ ولادتِ آنحضرت پر معاذ اللہ نظر کرے تو فرمائیے کہ بجز سوء اعتقاد بلکہ الحاد وارتداد
کے اور کیا نتیجہ اوسکو حاصل ہوگا حضرت رسول اللہ صلعم کہ ذاتاً وصفاتاً ونسباً وحسباً ہر طرح مطیّب ومطہر تھے
بعلت اقبال سید صاحب کو کب شرف اونکا اُس نو مسلم کی نظر مین بر سر ہبوط اور چہرۂ نسب اونکا بفہم اُس
تازہ گرفتار کے حالتِ سقوط مین آگیا عیاذاً باللہ۔ اب فرمائیے کہ ظہور اس فساد کا موصل الی المطلوب

ہوا یا منتج نتیجہ منکوب بالجملہ اس جگھ دعوے صاحب منتہی کا اوپر سید صاحب کے قایم رہا اور سید صاحب اس ملزمہ کو اوپر اپنے مسلم اور متحتم کر چکے۔ رہا سید صاحب کا ادّعا سو اوسکا قبول وابا ہنوز اولی الالباب والنہی کے نزدیک ہماری طرف متحقق نہین ہوسکتا کما لا یخفی علے مہرۃ فن المناظرۃ ؎

مارا بہ تو صد حساب باقی　　　　می باقی و آفتاب باقی

نقل صحیفہ عالیہ جناب قبلہ وکعبہ سید ابو القاسم صاحب متضمن تحریر پیش امام صاحب ؎

منھ دیکھتا ہون قاصد فرخندہ فال کا　　　　نامہ کے ساتھ آئی ہے تصویر یار کی

عزیزی سعیدی ورشیدی سراپا احسن و مستحسن سید برکات حسن سلمہٗ دعای درازی عمر وجاہ مطالعہ ہو بعد مدت دراز نقوش خامہ تمہارا جلوہ طراز اور مسرت انبازا ور باصرہ افروز چشم اور نگاہ کا ہوا اللہ اکبر ماموں سالہاے بے انداز مین یاد آئی قرنہاے بیشمار مین بخت اور نصیب ماموں کے جگائے متحیر تھا کہ کوئی فراموش اور گم شدہ شے گران بہا ہاتھ آئی یا کسی نعمت غیر مترقبہ اور دولت غیر مترصدہ نے اپنی صورت دکھائی ؎

یہ بھی اک اتفاق قضا وقدر ہوا　　　　صاحب کہان مین اور کہان یاد آپکی

اسوقت مین واسطے جانے علاقہ بیرو نجات کے مستعجل ہون اور فرصت بہت کم رکھتا ہون جواب خط تفصیلی تمہارا کہ اطمینان طلب ہے معرض تحریر مین نہین لا سکتا خلاصہ یہ ہی کہ یاد آوری تمہاری کسی حیلہ اور ضرورت سے ہو میری روح اور قلب کی تازگی اور دل وجگر کی فربہی ہے ؎

ایسی یا قوتی میسّر ہو تو کھایا چاہیئے　　　　نامہ اُس گل کا ہے قوت بخش جان ناتوان

واللہ ایساجی ورود خط تمہارے سے خوش اور محظوظ ہوا کہ غنچہ کو اپنی شگفتگی خاطر پر رشک آیا ؎

گویا زبانی لایا تہا قاصد پیام دوست　　　　مارے خوشی کے منھ سے نکلتی نہین ہی بات

سچ اور انصاف یہ ہی کہ تحریر تمہاری بمرتبہ زبردست اور زور مند اور مشاقی ومہارت علم کلام مین تومند ہے عالمانہ اور مستعدانہ عبارت لکھتے ہو اور بکمال رزانت رای اور نازک خیالی اور فکر وذہن سے طایر المضمون شکار کرتے ہو بھلا ہماری تحریر کم مایہ کو تم سے کیا برابری ہماری فکر ناقص کی ابتری ہے جو تم سے ہمسری کرے تم واقع مین طالب علم جیّد اور فن مناظرہ مین قابل نظیر وسند ہو مین ناظر مناظرہ کا ہون اور شوق دیکھنے کتب

کلامیہ کا البتہ رکھتا ہون مباحثہ کی تحریر با خود ہا پسند نہین کرتا یہ جھگڑے بدون ظہور حضرت امام آخرالزمان
علیہ السلام دنیا سے نہ اوٹھین گے پہر اس مین گفتگو کرنا کیا فائدہ دل کی بُرائی جسکو منظور ہو وہ ایسے امور
کا ظہور اختیار کرے خصوصًا تم سے تو کسی طرح مباحثہ کا موقع نہین مین خود تذکرہ اوسکا کنان میان صاحب
سے کہکر چوکا - وجہ تذکرہ یہ تہی کہ امر خارج مبحث تم نے لکھا تہا مجھکو ادراک اُس حال مین دخل نہ تہا اور نہ مین
خود بقدر مبلغ علم اپنے جواب مناسب اوسکا لکھ بہیجتا در واقع کنّان میان صاحب نے جواب اوسکا تحریر فرمایا
بعض باتین اونہون نے خلاف تہذیب اور منافی شانِ اخوان وخویشاوندان لکھی تہین وہ مینے نکلوا ڈالین
جو کہ مجیب کو خواہ مخواہ مقابلہ مین مخالف اور مدعی کی ایک کوشش ہوتی ہے بعض فقرات اب بہی طعن آمیز
اوس مین رہ گئے ہین مینے چاہا تہا کہ اوسکو اپنے ہاتھ سے صاف کرکے اور اوسکو خارج کرکے روانہ کردون
عدیم الفرصتی سے نوبت اُسکے صاف کرنے کی نہین پہنچی اب کہ طلبی اوسکی تم نے تحریر فرمائی وہی کاغذ گندہ
پر جیسا اصل اونہون نے میرے پاس بہیجا تہا روانہ کرتا ہون تمہاری کتابون سے اوسکو مدلّل کیا ہے اور
نکاح حضرت ام کلثومؓ ساتھ خلیفۂ دومؓ کے محض بہتان وافترا ہے ملاحظۂ جواب سے تمکو واضح ہو جائیگا زیادہ
طولِ تحریر جواب سے مناظرہ کو مت دیجیو کیا فائدہ یہ قصہ ہرگز اختتام نہ پاویگا اور ویسے پاسداری اور حفظ مراتب
جیسا برادران اور بزرگان اور علمان وطن نسبت اخوانِ خلاف مذہب کے تہا وہ اب کہان رہا مذکور
اوسکا ہم تم مین رہ گیا ہے اطلاعًا تحریر کیا چاہیے کہ اب طریقہ اجراے کتابت اپنی کو ہمیشہ جاری رکہو
خیریت تمہاری جداگانہ دریافت ہوتی رہے زیادہ دعا انتہی بلفظہ -

## نقل تحریر حضرت پیش امام صاحب

الحمد للہ الذی جعلنی من امۃ محمد سید النبیین ومن شیعۃ علی سید الوصیین ولعثنا فی فرقۃ الحقۃ الناجیۃ
الاثنا عشریۃ واحفظنا من شر ابالسۃ السنیۃ الاشعریۃ والصلواۃ والسلام علے
خیر خلقہ محمد سید الانبیاء و وصیہ خیر الاوصیاء وعترتہ الطیب النجباء ولعنۃ اللہ علی مبغضہم ومنکرہم و
غصبۃ حقوقہم الی ما سعزت السحاب بین السماء والقعاء اما بعد برارباب الباب الذین من الشیعۃ
الاطیاب مخفی ومحتجب مباد کہ درین جزو زمان بعضے از حضرات اہل سنت کہ دم از تصوف میزنند وازبادہ محبت

عمری چنان سرشار ند کہ بیباکانہ دست از دین و دیانت برداشتہ درہتک و ہجر متی اولاد رسول مقبول
بہ دل وجان میکوشند و انواع انواع اتہام و کلمات خلافِ ادب مشعر بغض و نفاق بمقتضای الاناء یترشح بما فیہ
بہ نسبت ذریات طیبات رسالت برزبان نجس آوردہ بقلم میسپارند ازین جاست کہ درین روزہا یکے از
غلامان زادۂ خطاب سوالے متضمن اثباتِ عقدِ جناب عصمت مآب ام کلثوم بنت فاطمہ صلوٰۃ الله علیہا با عمر
ابن خطاب مثل نامۂ اعمالِ خود سیاہ کردہ استجوا باً پیش یکے عزیزان ذو المناقب والمفاخم جناب سید ابو القاسم
فرستادند جناب موصوف بمقتضائے علو ظرف خطاب ہمچو ذوی الاذباب خلافِ شانِ خود دانستہ بہ تحریر
جواب التفات نکردہ نخیف را بہ تعمیل این خدمت مامور فرمودند ہر چند کہ نخیف را چندین لیاقت درین فن
حاصل نیست بلکہ از جملہ فنون قصیر الباع است لیکن بمقتضای المامور معذور بہ تعمیل ارشاد پرداخت و ہر چہ
حاضر ذہن بود حوالہ کاغذ و قلم ساخت وما توفیقی الا باللہ وھو حسبی و نعم الوکیل۔ قال بعض المشککین
مجھکو دو امر مین ایسا شک رہتا ہے کہ وہ کسی طرح رفع نہین ہوتا آپکی خدمت مین از روی استفادہ عرض کرتا
ہون حاشا کہ سر بحث و خیال قیل و قال ہو خاندانہائے وطن اور مارہرہ اور آرہ اور کواتھ کا یہ طریقہ نہین
خصوص خدمت بزرگون مین جانب خوردون سے امید کہ آپ محض استفسار واسطے محو ہونے نقش شبہ
کے طبیعت عاصی سے جواب باصواب تحریر اور تسطیر فرمائین اول یہ کہ کمترین کو درباب نکاح حضرت ام کلثوم رض
بنت حضرت فاطمہ علیہا السلام کے جو حسب روایت کتب حدیث ساتھ حضرت خلیفہ ثانی کے ہوا تھا خلجان
رہتا ہے اگر یہ امر واقعی ہوا ہے تو روایت مصارعت وغیرہا حضرت سیدہ کی اور بے ادبی حضرت خلیفہ ثانی
کے اختلاق سے خالی نہین اور جب مصاہرت ثابت ہوئی تب جتنے تہمات کہ منظور ہین جاتے رہے اس
واسطے کمترین عرض کرتا ہے کہ حضور کی نظر سے کوئی تحریر ایسی گذری ہو کہ جس سے خلجان عاصی کا رفع ہو
ضرور اطلاع بخشئے گا۔ اور مین اوس جواب کو نہ مانونگا جیسا کہ جناب مجتہد دلدار علی صاحب نے مواعظ
حسینیہ مین تحریر فرمایا ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے ایک زن جنیہ بہ شکل حضرت امام کلثوم نجران سے طلب فرما کر
ہمجوابہ حضرت خلیفہ ثانی کی فرمائی بھلا حضور غور فرمائین کہ وہ نفس قدسی ایسے امر کی مرتکب ہوئی کہ جس
مین معاذ اللہ حیلہ و فریب ناجائز پایا جاوے اور وہ نفس رسول بظاہر عقد حضرت امام کلثوم کا فرمائین اور

بہ باطن زن جنیہ طلب کرین ذہن مین کسی طرح نہین آتا اور بڑی قباحت جناب امیرؑ پر جاشاعن جنابہم عاید ہوتی ہے بلکہ بہ مجبوری زبان قلم سے عرض کرتا ہون کہ سالہاسال ایک جنیہ اجنبیہ ہم بستر خلیفہ ثانی کے رہے حالانکہ مزوجہ اصل مین اور رہا اور یہ ہم بستری خلاف شرع واقع ہوا اور معاذ اللہ باعث اور مجوز اس کے حضرت امیرؑ ہون ہرگز عقل سلیم اور ذہن مستقیم قبول نہین کرتا اور مین اسکو بھی نہ مانونگا جیسا کہ مرزا محمد صاحب کشمیری نزہہ مین فرماتے ہین (بر تقدیر تسلیم صحت روایت و محفوظ بودن آن) تضعیف حدیث کلینی کی توہمات سے خالی نہین کسواسطے کہ وصایا جو آنحضرت صلعم کے ساتھ جناب امیرؓ کی ہین ملا محمد باقر مجلسی اپنی تصانیف مین اور دیگر ثقات مثل متواترات کے تحریر فرماتے ہین وہ مبنی اوپر صدق روایات کے ہین اور سند اونکی ائمہ علیہم السلام سے دیتی ہین پس کیونکر ذہن قبول کرے کہ وہ ضعیف اور مختلق ہونگی - اور صاحب ناسخ التواریخ کہ جامع اوسکا وزیر شاہ ایران ہے اور عنوان کتاب مین اہتمام بلیغ درباب تالیف کے کیا ہی جلد دوم صفحہ ۱۳۷ مطبوعہ ایران مین یون حاکی ہے کہ نکاح حضرت ام کلثوم کا سنہ ۱۶ یا سنہ ۱۷ ہجری مین واقع ہوا اول صاحب استیعاب سے روایت لکھی ہے بعد اوسکے تحریر کرتا ہے - ہمانا مردم شیعہ درین قصہ سخن فراوان کردہ اند و گویند اینکہ رسول خدا عثمانؓ بن عفان را بمصاہرت خویش اختیار فرمودہ و بہ ظاہر شریعت متابعت داشت نفاق و شقاقی از وے پدیدار نبود از روزیکہ عمرؓ ابن خطاب بیفرمانی خدا و رسول صلعم نمودہ و غصب خلافت کردہ از دین بیرون شدہ مصاہرت او در شریعت روا نبود ازین امر علیؓ امضائی فرمود و عمرؓ پیام غلظت و شدت تہدید و تہویل قتل میفرستاد و عباسؓ چون نگریست کہ درین فتنہ بزرگ حدیث شود این خبرہا بہ علیؑ آوردہ و بہ الحاح از حضرتش انجاح مسئول عمرؓ بگرفت - بعضے از مردم شیعہ گویند کہ ام کلثومؓ بسراے عمرؓ نہ رفت بلکہ یک زن جنیہ بصورت ام کلثومؓ برآمد و با عمرؓ ہم بستر شد لیکن مردم شیعہ را واجب نمی افتاد کہ حمل چندین مصاعبت کنند چہ نزد ایشان خطبہ کردن ام کلثومؓ بیرون از غصب خلافت کہ فتنہ آن تا قیامت باقی است بزیادت نیست از حضرت صادقؑ حدیث کردہ اند اول فرج غصبت منا ام کلثوم پس لازم نیست کہ جنیہ بصورت ام کلثومؓ درآید - عاصی نے اس عبارت کو اسواسطے نہین لکھا ہے کہ خواہ مخواہ آپ اسکو تسلیم فرماوین اگر سند اسکی کتب معتبرہ سے پائی جاوے تو اوس حال مین عدم قبول

*

کی کوئی حجّت باقی نہین رہتی تو تسلیم کرنا واجب ہوگا اور ایسا جواب ارشاد نہ کیجئے گا جیسا کہ صاحب
استقصاء الافحام نے صاحب منتہی الکلام کے جواب مین لکھا ہی ـ جناب مولوی سبحان علیخانصاحب کے
جواب مین مولانا حیدر علی صاحب فرماتے ہین ـ خانصاحب حدیث حوض کو اوپر خلفاء راشدین کے
صادق فرماتے ہین حالانکہ اوسمین لفظ اصحابی موجود ہے اور بہ احادیث متکاثرہ کتب شیعہ سے ثابت
کیا ہے کہ رسول خدا کو التباس اور عدم علم کیونکر ہوا اور جناب سید حامد حسین صاحب اُسکے جواب مین
فرماتے ہین کہ (مآلش تفضیح و تذلیل این گروہ شقاوت آثار بودہ گردیدہ) حضور ہی غور فرمائین کہ معاذ اللہ
رسول کی اسمین فراحت پائی جاتی ہے کہ کافر کو اصحابی اصحابی رب جلیل کے سامنے فرمائین بلکہ واسطے
شفاعت کے اوٹھین یہ باتین تو عوام البتہ کیا کرتے ہین و تمسخر کی راہ سے لمبی ڈاڑہی والے کو مولوی صاحب
شاہ صاحب ـ پیر صاحب ـ ولی صاحب اور منڈی ڈاڑہی والے کو ڈوم ڈہاڑی قلتبان ہندو کہتے
ہین اور ایسا ہی جواب نہ کیجئے گا جیسا کہ مولوی سبحان علیخان صاحب وجیزہ مین بحث فدک کی فرماتے
ہین ـ امّا وجہ دوم کہ خلق را سوء ظن بسوی خلیفہ روی داد کہ در معاملات خلق کار بہ تساوی نمیساز ند پس حسبۃ للّٰہ
محل خوض و انصاف است کہ خلیفۂ رسول کہ اختیار تقسیم صدقات نبوی بدستش باشد بہ دختر رسول خدا چیزے تواضع کند از مسلمانان
کدام کس بودہ باشد کہ سر مساہمت با بنت حضرت رسالت داشتہ باشد و ناگوارش گذر و نمیند لشید کہ این دختران کس است کہ
بہ دولت او دولت دنیا و دین یافتہ ایم و مالک ہر دو سرا است آرے کدام نشناسی حق نشناسی اگر کار بہ تحاسد میکرد
میکرد از ان کدام ضرر ـ بعد تہوڑے فاصلہ کے فرماتے ہین ـ باقی ماند ضرر دنیوی کہ حضرت عباس و ازواج
مطہرات بہ تنافس عرصہ بر جناب عتیق تنگ میکردند این توہم بیش نبود پس می بایست کہ کشف مضمر خواطر این
بزرگان میساختند عایشہ و حفصہ را نمی توانم گفت باقی ازواج مطہرات و حضرت عباس غالب کہ پاس جنبہ
حبیب ایزد منان ملحوظ میداشتند و اگر بالفرض گردن دعوی می افراشتند تعویض بدیگر اموال کہ او آخر
عہد معدلت عہد نبوی از بحرین وغیرہ قدر معتد بہ می آمد فکیف یوماً فیوماً دائرہ مملکت اسلام وسیع تر میشد وغیرہ و
ازین ہم در گذشتم دقت دعوی این حضرات در محاصل فدک تقسیم بحضرت سیّدہ و این بزرگواران میکردند لا علی
وجہ التوریث و بجناب سیّدہ عرض میکردند کہ رضاے این حضرات ہم کہ در صورت توریث البتہ شریک می بودند

ضرور راست و عملی ہذا نہ حضرت سیدہ را جائے گلہ بود ونہ کسے از خلق اعتراض میکرد۔ حضور تامل کرین کہ خانصاحب نے کتاب اثبات حق مین تحریر کی ہے یا حسب روائداد مثل فیصلہ جات یا نظائر لکھے ہین کہ یون ہوتا تو یون کرتے اور وہ ہوتا تو وہ کرتے رسول خدا کی خلافت کیا ہوئی تعلقہ مانڈہ کا ہوا۔ حضرت عبداللہ رض بن عباس رض نے عہد خلافت حضرت امیر کے بمصلحت اتنا ہی فرمایا تھا کہ آپ عزل معاویہ رض مین اندکی توقف فرمائین جو کہ آپ نے ارشاد کیا حضور پر مبرہن ہے مظلمہ ایک نفس کا گوارا نہ فرمایا پس جہان یہ مقام ہو وہان خانصاحب کی تجویز اور فیصلہ کے باب مین کیا عرض کرون رسومات دہلی اور لکھنؤ کو اپنے ذہن سے نکالکر صرف کرتے ہین۔ اور دوسرا شک پھر عرض کرونگا۔

## جواب الحق اقول

شک شاک مبنی اوپر عدم تدرب اور ناواقفیت اوسکے کتب فریقین بلکہ کتب مذہب اپنے سے ہی اسلئے کہ ثبوت نکاح ام کلثوم بنت فاطمہ با خلیفہ ثانی زکتب سنیہ سے مشکل ہے تا بہ کتب شیعہ چہ رسد۔ اور حال لیاقت مخاطب کا اغلاط چند الفاظ مثل مصارعت وغیرہ بجائے مصاہرت و طرز تحریر مثل تشریع بجای تشرّع وامثال ذلک سے ظاہر ہے اسلئے کہ منقول عنہ اسکا خاص چکیدۂ قلم مخاطب مشکک ہے حسب املاء مخاطب یہان نقل ہوا حالانکہ مصارعت فی الصراح بمعنی کشتی گرفتن۔ والمصاہرۃ وامی وخسری کردن ومقصود المخاطب ھھنا مفہوم الثانی فلیمیز بین اللفظین مع کون بین مفہومیھما بعد المشرقین فضرع فی المصارعۃ مع اہل الحق فی المناظرۃ ولذا تخبط فی التقریر وغلط الاملاء والتحریر پس باین نظر تحریر جواب وخطاب مین تامل تھا فاما بنظر اشاعت حق وتبکیت اہل باطل واصرار بعض احباب مع قصور باعی فی ھذا الفن الشریف وتوزعی عن لتصادم الدھر السخیف وجوہ چند مشعر عدم ثبوت نکاح و رفع شک شاکین عرض کرتا ہون لعلھم یھتدون واضح ہو کہ نکاح ام کلثوم بنت فاطمہ با ابن خطاب کتب فریقین سے ثابت نہین ادعاے اہل سنت بوقوع این امر محض لسانی ومقتضای عصبیت وعداوت جناب امیر علیہ السلام کی ہے تا باین کید وحیلہ عیب پوشی خلیفہ ثانی اپنی کی کرین مصرع ولن یصلح العطار ما افسدہ الدھر۔

اما کتب سنیان پس مخفی نہ رہے کہ بعض متکلمین نے اپنے رسائل مین یون ذکر کیا ہے کہ ابن ماجہ اور ابن داؤد

محدثانِ اہل سنت کہتے ہین اعلم ان المسماۃ بکلثوم اثنتان احدھما کلثوم بنت الراھب وثانیہما بنت علی
ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ فوقعت نکاح کلثوم بنت علی مع محمد بن جعفر الطیار ووقعت نکاح کلثوم بنت الراھب
مع عمر ابن الخطاب - یعنی بدانکہ بدرستیکہ مسماۃ کلثوم دو تا تھین ایک اون مین کلثوم بنت راہب دوسری
کلثوم بنت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ پس واقع ہوا نکاح دختر علیؓ کا ہمراہ محمدؓ پسر جعفرؓ طیار کی اور واقع ہوا
نکاح کلثوم دختر راہب کا ہمراہ عمرؓ ابن الخطاب کی ایضاً بیہقی و دار قطنی نے نقل کیا ان علیا عزل بناتہ لولد
اخیہ جعفر فلقیہ عمر فقال یا ابا الحسن انکحنی ابنتک ام کلثوم بنت فاطمہ بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال
قد حبستہن لولد اخی جعفر - یعنی بدرستیکہ علیؓ نے علیحدہ کیا دختران اپنے کو واسطے پسرانِ برادر اپنے جعفر کی
پس ملاقات کی علیؓ سے عمرؓ نے پس کہا اے ابو الحسنؓ نکاح کر میرا ساتھ دختر اپنی کلثومؓ بنت فاطمہؓ کے
کہا علیؓ نے کہ حبس کیا ہے مین نے اونکو واسطے پسران برادر اپنے جعفر کے - اور صواعقِ محرقہ مین بھی
یہی عذر حضرت علیؓ کا مذکور ہے - اور بشہادت مصنفِ مشارق الانوار کہ صحیح بخاری سے ناقل ہے کہ
فرمایا پیغمبر خداؐ نے لایخطب احدکم علی خطبۃ اخیہ بالای خطبہ برادر مومن ممنوع و ناجائز ہے پس
اس صورت مین علی اعتقاد السنیۃ کیونکر ہو سکتا ہے کہ خلیفہ ثانی باوجود مرتبہ خلافت و فاروقیت بہ
ارتکاب خطبہ بالای خطبہ مرتکب امر ممنوع کے ہون وھذا اوضح الدلائل علی عدم ثبوت النکاح - اور
عمدہ دلیل و شاہد صدق عدم ثبوت نکاح کا بیان صاحب تحفہ ہے کہ عند المصنف بالقطع مادہ شک کو
بیخ و بن سے برکندہ کرتا ہے چنانچہ باب یازدہم تحفہ مین لکھتا ہی وھذہ عبارتہٗ کہ درین جا خود بالقطع
والتواتر ثابت است کہ زید بن عمر از بطن آن سیدہ بوجود آمدہ او را عمرؓ بنام برادر بزرگ خود زید بن الخطاب
کہ در جنگ مسیلمہ کذاب شہید شدہ بود مسمی کرد و زید بن عمرؓ جوان شد و بست سال عمر یافت و در خانہ جنگی
کہ فیما بین بنی عدی واقع شدہ بود شب ہنگام برای اصلاح از خانہ برآمدہ بود در آن حیص بیص شہید شد
و مادر مطہرۂ او نیز ہمان روز بمرض در گزشتہ بود ہر دو جنازہ را یک وقت حاضر نمودند حضرت امام حسین و
عبد اللہ بن عمر نماز جنازہ خواندہ دفن کردند - اس جگہ سے واضح ہوا کہ محض بسبب اشتباہ نام مسماۃ کلثوم
بنت راہب منکوحہ عمرؓ کو بنا بر عداوت حضرت علیؓ و تشکیکِ عوام کلثومؓ بنت فاطمہؓ قرار دیا کیونکہ کلثوم بنت

فاطمہؑ کا صاحب اولاد ہونا کتب سیر سے ثابت نہین پس لامحالہ زید بن عمرؓ بطن کلثوم بنت راہب سے متولد
ہوا ہوگا اور یقیناً درصورتِ صدق وہی بنت راہب یا کلثوم بنت ابی بکر از بطن اسما بنت عمیس
کما سیاتی ذکرہا منکوحۂ عمرؓ ہوگی نہ کلثومؓ بنت فاطمہؑ اسلئے کہ خود بروایت اہل سنت کتاب روضۃ الشہدا
اور تحریر الشہادتین مصنفۂ شاہ سلامت اللہ اور تقریر الشہادتین وغیرہ تواریخ اہل سنت مین مصرح ہے کہ
کلثومؓ بنت علیؑ ہمراہ برادر اطہر اپنے جناب امام حسینؓ کے معرکۂ کربلا مین موجود تھین اور بعد شہادت امامؓ مظلوم
قید مین مبتلا ہو کر مدت تک زندہ رہین بلکہ چند اشعار ام کلثومؓ مرثیہ امام حسین مین تحریر الشہادتین فی شرح
سر الشہادتین مین موجود ہین اور خود بشہادت صاحب تحفہ واضح ہو چکا کہ ام کلثومؓ مادر زید منکوحۂ عمرؓ قبل
معرکۂ کربلا فوت ہوئی اور حضرت امام حسینؓ نے نماز جنازہ اوس پر پڑہی اور دفن کیا فکیف الاتفاق مقام
غور ہے کہ اس صورت مین کیونکر ام کلثومؓ بنت علیؑ منکوحۂ عمرؓ ہو سکتی ہین فما ہو الا افتراءہم علی اہل بیت
سید الانبیاء نفاقاً وعداوۃً السید الاوصیاء ومعہذا ادعاءہم بالولاء فہی اضحوکۃ الصبیان والنساء فجزاہم
جزاء الکلاب العادیات رب الجزاء اور طرفہ یہ ہے کہ جو روایات دربارۂ ثبوت نکاح مستمسک اس فرقہ
کے ہین ثبوت نکاح اُس سے تو محالات سے ہی بلکہ اگر غور کیا جائے مظہر بغض ونفاق بلکہ کفر والحاد فرقۂ سنیہ
کے البتہ ہین چنانچہ مشتے نمونہ از خروارے یہ ہی فی کتاب الاستیعاب عن محمد ابن علی ان عمر بن الخطاب خطب الی
علی ابنتہ ام کلثوم فذکر لہ صغرہا فقیل لہ انہ ردک فعاودہ فقال لہ علی ابعث بہا الیک فان رضیت فہی
امرأتک فارسل بہا الیہ فکشف عن ساقہا فقالت لہ لولا انک امیر المومنین للطمت علیک۔ یعنی جبکہ عمرؓ
جناب علیؑ سے ام کلثومؓ کی خواستگاری کی اور حضرت نے اونکی کم سنی کا عذر کیا پس لوگون نے ورغلایا
اور کہا کہ تیرے قول کو نہ مانا پس عمرؓ نے پہر درخواست کی اوسوقت حضرت نے کہلا بہیجا کہ مین اوسکو تیرے
پاس بہیجتا ہون اگر وہ راضی ہو تو تیری زوجہ ہے پس حضرتؑ نے ام کلثومؓ کو عمرؓ کے پاس بہیجا عمرؓ نے اوسکے
ساق پا کو کہولا ام کلثومؓ نے خفا ہو کر عمرؓ سے کہا اوٹھا ہاتھ اپنا اگر تو امیر المومنین نہوتا تو مین تیری آنکھ پر طمانچہ
مارتی ایضاً کتاب مودت مین شیخ شہاب الدین دولت آبادی نے باب ششم مین شرح خصاف سے لکھا ہی کہ
جب عمرؓ نے یہ درخواست کی اور جناب امیرؑ نے وہی عذر کیا تو عمرؓ نے کہا مجھے عورتون کی طرف حاجت نہین

مگر رسول خدا سے مینے سنا ہے کہ کل نسب و سبب روز قیامت قطع ہونگے مگر جو سبب اور قرابت کہ مجھہ سے ہو
پس علی نے نکاح اوسکا بعوض مہر چالیس ہزار درہم کے کر دیا اور سن ام کلثوم کا چار پانچ برس کا تھا اور عمر
عمر کی چھیاسٹھہ برس کی تھی فاجلسها عمر الی جنبه فوقع میزرها و سیم بین علی راسها فجرد ساقها فرفعت یدها و کادت
ان یلطمه و قالت لولا انت امیر المومنین للطمت علی خدک فقال عمر دعوها فانها هاشمیه قریشیه یعنی پس ٹہلایا
اونکو عمر نے پہلو مین اور اوٹھائی اونکے سر سے چادر اور پھیرا اونکے سر پر ہاتھ اپنا اور ننگا کیا اونکی ساق کو پس
اوٹھایا ہاتھ ام کلثوم نے عمر کی کیطرف اور کہا اگر تو امیر المومنین نہوتا تو مین تیرے منہ پر طمانچہ مارتی عمر نے کہا
چھوڑ دو اوسکو کہ یہہ ہاشمیہ ہے ایضاً کتاب استیعاب مین کہ کتب معتبرہ سنیہ سے ہے لکھا خطبها عمر
ابن الخطاب الی علی فقال له انها صغیرة فقال له عمر زوجنیها یا ابا الحسن فانی ارصد من کرامتها ما لا یرصد احد
فقال علی انا ابعثها الیک فان رضیتها فقد زوجتکها فبعثها الیه ببرد فقال لها قولی له ان البرد الذی قلت
لک فقالت ذلک لعمر فقال قولی له قد رضیت رضی الله عنک و وضع یده علی ساقها فکشفها فقالت اتفعل
هذا لولا انک امیر المومنین لکسرت انفک ثم رجعت یعنی استدعا کی عمر نے ام کلثوم کی علی سے پس کہا علی نے
کہ وہ صغیرہ ہے پس کہا عمر نے علی سے اوسکو میرے ساتھ تزویج کر مین اوسکی بزرگی کا امیدوار ہون پس
کہا علی نے مین تیرے پاس بھیجتا ہون اگر تو اوسکو پسند کریگا تو مینے اوسکو تیرے ساتھہ تزویج کیا پس اوسکو
بھیجا ساتھہ ایک چادر کے اور اوس سے کہا میری طرف سے عمر کو کہنا کہ یہہ وہ چادر ہے کہ جسکو مینے تجھ سے
کہا تھا ام کلثوم نے کہا عمر سے عمر نے کہا کہ تو میری طرف سے کہنا کہ مین راضی ہوا خدا تجھ سے راضی
ہو عمر نے ہاتھہ ام کلثوم کے ساق پر رکھا اور اوسکو کھولا ام کلثوم نے کہا اگر تو امیر المومنین نہوتا تو مین تیری
ناک توڑ ڈالتی یہہ کہہ کر چلی گیئن ایضاً بعض متکلمین نے اپنے بعض رسائل مین نقل کیا کہ ابن حجر عسقلانی شارح
صحیح بخاری لکھتا ہے کہ ان علیا لما ابی عن نکاح ابنته لعمر اعتذر بصغرها لم یکن یقبل منه ذلک العذر حتی الجاه
الی ان یراها ایاه فارسلها فلما راها عمر اخذها وضمها وقبلها یعنی جب علی نے انکار کیا نکاح کر دینے سے اپنی دختر کا
عمر کے ساتھہ اور عذر کیا اوسکی صغیر سنی کا تو عمر نے اس عذر کو قبول نکیا تا آنکہ لاچار اور مضطر کیا علی کو اس
امر پر کہ اوسکو مجھے دکھا دے پس علی نے اوسکو عمر کے پاس بھیجدیا جب عمر نے اوسکو دیکھا پکڑا اوسکو اور

چھاتی سے چمٹایا اور بوسے اوسکے لیے انتھی ما اردنا نقلہ من کتب اھل الخلاف علی ما یکفیہ لاھل الانصاف
بنظر انصاف ان روایات واقوال سنیہ مین تامّل کرنا چاہیئے کہ کسقدر کفر والحاد اس فرقہ کا اور عداوت و نفاق
بانفسِ رسولؐ اس سے مترشح ہے اور کیسے کیسے کلماتِ نازیبا مشعر ہتک حرمت و اسارت ادب طرف
اہلبیت اطہار اور ذریت رسولؐ مختار منسوب کرتے ہین کہ اگر کوئی بہ نسبت پیر و مرشد و عالم سنّیون کی مثل
پیر دستگیر و شاہ عبدالعزیز کی بلکہ احادِ ناس کے ایسا کلمہ لکھے کہ مثلاً غوث الاعظم یا عبدالعزیز کی بیٹی کا
کسی نے کمربند کھولا اور برہنہ کیا یا چھاتی سے چمٹایا یا بوسہ لیا اور مساس کیا تو کسقدر سنی لوگ برا مانین گے
اور حتی المقدور لڑنیکو آمادہ ہونگے بخلاف اسکے بہ نسبت اہلبیت اطہار کی کہ جنکے عصمت و طہارت
اور بزرگی و حرمت کتابِ خدا اور احادیث رسولؐ سے ثابت ہے اور بروایت صحاح ستہ ایذاے اہل
بیت موجب ایذاے جناب پیغمبرؐ ہے کسقدر بے باکی و بے حیائی کو کام فرمایا ہے اور باوجود اسکے دعوے
تمسک وولایت فلعنۃ اللہ علی الکاذبین اور طرفہ یہ ہے کہ باوجود ان اکاذیب مردودہ کے تاہم ثبوت مطلب
اس فرقہ کا نہین ہوتا اس لیئے کہ انکار اوس جناب کا نکاح سے اور عذر صغر سنی کا اور ملجا اور مضطر ہونا حضرت
کا دست عمر سے جمیع روایات سے صراحۃً ثابت ہے اور کسی روایت مین تزویج اور کسی مین بلا تزویج بھیجنا
اور انحصار تزویج برضاء ام کلثوم یعنی ان رضیت فھی امرأتک جملہ روایات مین اور بعض روایات مین ان رضیتھا
یعنی اگر تو پسند کری اور بعض مین تصریح تعداد مہر کی بھی ہے اور شدت و غلظت عمر کی تو سب مین منقول ہی
اور یہ بھی روایات مجعولہ مذکورہ سے ظاہر ہے کہ سن ام کلثوم کا چار سال اور سن عمر کا چھیاسٹھ ۶۶ سال
کا تھا اور کشفِ ساق و ضمّ صدر و بوس و کنار سب سی مترشح ہی پس اب یہ مضامین عند المنصف لائق غور ہین
کہ اول مسلّمات فریقین سے ہی کہ نکاح نابالغات کا شرعاً منحصر براجازت و رضای اولیا یعنی اب وجد کی
ہوتا ہے نابالغہ کی رضامندی واجازت شرعاً اصلاً معتبر نہین ہی اور عدم بلوغ ام کلثومؑ کا عذر صغر سنی و چہار
سالگی سی ظاہر ہے کما سبق ذکرہا پھر حضرت امیر کا فرمانا ان رضیت فھی امرأتک یا ان رضیتھا فقد زوجتکھا
یعنی اگر وہ راضی ہو یا تو پسند کرے پس وہ زوجہ تیری ہے ازچہ باب توان فہمید اور درصورت انعقاد نارا ضی
ام کلثومؑ کی اور کہنا اونکا لولا انک امیرالمومنین للطمت کس راہ سے تھا لان النکاح موقوف علی تراضی

الطرفین و۲ ذلیس فلیس پھر فارقِ عادل کو باوجود خلافت آپکے جرأت دست درازی کی نسبت زن اجنبیہ کیونکر
ہوئی اگر سنیون نے حرمت و عظمت حضرات اہل بیت اطہار کی بنابر عداوت چھوڑ دی خلافت فاروقی کی بھی آبرو
ڈبودی کہ خلیفۂ ثانی کو مثلِ رندان بیباک کے قرار دیا ع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی - کیون حضرات
کسی قوم و قبیلہ مین بھی رسم مروّج و مشروع ہے کہ ایک پیر مرد قریب ستّر برس کی عمر کا کہ مرتبۂ خلافت و امامت
اپنی قوم کا رکھتا ہو ایک دختر صغیرہ چار سالہ کو بلا تزویج و بلا رضامندی اولیا اونکی زانو پر بٹھائی اور ساق پا کو برہنہ
کر کے دست بازی کرے یا آنکہ اولیا مثلِ اب و جد دختران صغیرہ کو بلا تزویج باکراہ و مجبوری مردان
پیر کی خدمت مین بھیجدین کہ اگر وہ پسند کرین تو اپنی نکاح و تصرف مین لائین اور وہ پیران بے پیر رضامندی
دختر و اولیا اوسکا وپر دست درازی کرین یا صرف فرقۂ سنّیہ نے خاندانِ رسالت کیواسطے یہہ رسم و طریق
جائز روا رکھی ہے ایا اہل سنت اپنی بیٹیونکی نسبت ایسا امر گوارا کرین گی - آری مقتضای محبّت ثلثہ یہی ہے
کہ کسی قسم کی تذلیل اہل بیت رسولؐ کی باقی نرہے یہہ اہتمام صرف بنابر عیب پوشی خلیفۂ ثانی کی ہے حالانکہ
اسمین زیادہ تر اونکی رسوائی و تفضیح ہوئی اور کفر و الحاد ثابت ہوا ؎

| | | |
|---|---|---|
| ذهب الحمار لیستفید لقنسه | | قرنا فاب وماله ۲ ذنان |

اور عجب تر یہہ ہی کہ باوجود اس اہتمام نافرجام کی بھی ثبوتِ نکاح نہین ہوتا اولاً بشہادت صاحب تحفہ بوجہ
وفاتِ ام کلثوم زوجۂ عمر قبل شہادت جناب امام حسین و حضور اختہ معہ فی الکربلاء وبقاءها بعدہ زمانا کثیرا
کما یظهر عن تحریر الشہادتین ماسبق مین ظاہر ہو چکا ہے و ثانیاً صغر سنی ام کلثوم کی اور کراہت حضرت امیر کی انکی
نکاح سے مجمع علیہ جملہ روایات ہے حالانکہ روایات معتبرۂ سندیہ سے ثابت ہے کہ ام کلثوم بنت فاطمہ
عہد خلیفۂ ثانی مین بالغہ و رشیدہ تھین کیونکہ بتصریح اہل سیر و علماے فریقین ثابت ہے کہ جناب رسول خدا
اوائل سنہ ١١ یازدہ ہجری مین ۲۸ صفر یا عشرۂ اول ربیع الاول مین عازم ملک بقا ہوے اور جناب
فاطمہ اوسوقت بہ محسن معصوم حامل تھین جو بشہادت و تصریح روات فریقین مثل جعفر بن محمد بن علے
مصنف توضیح الانوار اور مصنف میزان ذہبی و صاحب ملل و نحل ابن عبد ربہ ظلم و جور باب اگلنی خلیفہ
ثانی محسن کش سے خام ساقط ہو کے شہید ہو گیا - پس لامحالہ ولادت ام کلثوم قبل از سنہ ١١ یازدہ ہجری

واقع ہوے اور دس۱۰ ہجری سے بنیل۲۱ ہجری تک گیارہ۱۱ برس ہوے - اور بھی بتصریح صاحبِ مواقف
کہ سنّی مذہب ہی ظاہر ہے کہ ہنگام غصب فدک جبکہ جناب سیدہ نے پیش خلیفۂ اول سنیان دعوا کیا اور خلیفۂ
اول نے گواہ طلب کئے تو حسنین اور ام کلثوم نے گواہی دی پس اس سے بھی بلوغ ام کلثومؑ کا ثابت ہوا
اس صورت مین وقت استدعاے عمر بن خطاب محسن کش کی عذر صغر سنی کا حضرت امیر نے کیونکر کیا
پس ان وجوہ سے مثل آفتاب نصف النہار کے روشن ہوا کہ ام کلثوم بنت فاطمہ کا نکاح کیا نوبت
استدعا کی بھی نہ پہونچی تھی بلکہ جس ام کلثوم کی عمرؔ نے استدعا کی تھی درصورتِ صدق وہ کلثوم دوسری نبتِ
راہب ہو گی کما سبق ذکرھا بروایت ابن داود اور وہی والدہ زید بن عمر ہے جو بشہادت صاحب تحفہ بروز
قتلِ زید فوت ہو گئی اور امام حسین نے اوسکی نماز جنازہ پڑہ کے تدفین کی یا ام کلثوم صغیرہ نبتِ ابوبکر بطنِ
اسما بنتِ عمیس سے ہو گی جو دختر ربیبۂ جناب امیرؑ تھے اور وہ اوسوقت چار سالہ تھی اور بمقتضای ادنی
ملابست ربائب کا بھی بنات مین شمار ہے چنانچہ کتاب استیعاب اور کنز العمال اور ریاض النضرۃ مین کہ کتبِ
معتبرہ سنّیہ سے ہین موجود ہے خلاصہ یہہ کہ ام کلثوم بنت عمیس کی بطن سے تھی اور اسی ام کلثوم
کی استدعا عمر کی عمر نے کی تھی چنانچہ حسب نقل بعض متکلمین بوارق محرقہ اور کتاب ہمہ السعداء وغیرہ سے ظاہر
ہے وھذہ عبارۃ ہمہ السعد کہ کلثوم دختر ابوبکر بود و مادرش اسما بنت عمیس کہ اول زن جعفر طیار بود باز در نکاح ابوبکر
آمدہ ابوبکر پسر عبد الرحمن نام و یک دختر ام کلثوم زائید بعد ازان در نکاح علی ابن ابی طالب در آمد ام کلثوم
ہمراہ مادر آمدہ عمر ابن خطاب با ام کلثوم دختر ابوبکر نکاح کرد - انتہی بالجملہ ام کلثوم مبحوث عنہا بنت ابی بکر از بطن
اسما بنت عمیس ربیبۂ حضرت امیر علیہ السلام تھی اور عہد عمر مین چار سالہ تھی اوسکی عمر نے استدعا کی تھی لیکن حضرت
امیر کو ربیبہ کا نکاح بمعیت اوسکی ناگوار تھا اور انکار تھی چنانچہ ما سبق مین بمرات ظاہر ہوا - اور عبارت کتاب ناسخ
التاریخ سے جو مخاطب استناد کرتا ہے سو کتاب ناسخ التاریخ موجود نہین جو دیکھی جائے معہذا احتمال خیانت مخاطب سائل ہے
تاسیا للاسعاف فقط رفق تاہم مفید مخاطب و مضر شیعہ نہین اسلئے کہ شدت غلظت عمرؓی اور کراہت حضرت امیرؑ اس سے صراحۃً ثابت
ہی فمع ذلک ھو علیکم لا علینا - وکذلک روایۃ اول فروج غصبنہ منا فانھا لم تثبت فی کتب الشیعۃ بل ہی من مفتریات السنیۃ ولو سلمت
فتدل صریحا علی غضبیۃ الفاروقیۃ واعتساف العمریۃ لا نفس الفرقۃ الناجیۃ لا ثنا عشریۃ وثانیاً دلالت اسکی غصب مطلق فروج پر ہی

نہ فروجِ خاص اہل بیت پر اسلیئے کہ کلمہ منا کہ متعلق بہ غضبت ہی نہ فروج سے مشعر اس معنی پر ہے کہ وقوع غضب
بہ نسبت نفس متکلم ہوا نہ نسبت فروج خاص متکلم کے پس مفہوم اسکا یہہ ہے کہ اول فروج غضب کردہ شد از ما
ام الکلثوم ہے مراد اس سے یہہ کہ وقوع اغتصاب بہ نسبت مطلق فروج ہوا نہ فرج خاص متکلم پر وھی ان تثبت
فالمراد منھا الربیبۃ کما سیاتی ذکرھا کیون کہ اگر ایسا ہوتا تو اول فرج جبا یا اول فروج منا غصبت ہوتا واین ھذا
من ذالک پس یہہ روایت در صورت صدق دلیل صریح ہے کہ مراد ام کلثوم سے دختر ربیبہ ہے اور اول فروج
سے وہی مراد ہے نہ کلثوم بنت علی کما ھو مزعوم النواصب علیھم عذاب واصب اور فقرہ کل سبب ونسب کا
جو اہلسنت عمر سے نقل کرتے ہین بہ آواز بلند اپنی موضوعیت پکارتا ہے اہلسنت کو بکذب و دروغ گوئی رسوا کرتا ہے
اسلیئے کہ علی زعمہم نسبت قرابت قریبہ عمر کو جناب رسالت مآب م سے حاصل کہ حفصہ اوسکی بیٹی حضرت کی منکوحہ
تھی اور حضرت رسول اوسکے داماد تھے بلکہ یہہ سبب تو ایسا قوی تھا کہ بسبب اوسکی خلافت تک وصی برحق
داماد رسولؐ کی بطور دختر رسول کو میراث سے محروم کیا حتی کہ قبر بھی قریب قبر مبارک پیغمبرؐ کی نہ پائی پس باوجود
اسکے کون محل تھا کہ حضرت عمر متمنی قرابت جدیدہ تھے اور واسطے تحصیل ایک امر حاصل کے استقدر رکوہ کنی
کی غرض اس تدلیس وتمویہہ سے یہی ہے کہ بادی النظر حسن عقیدت عمر بہ نسبت حضرات اہل بیت خیر البشرؐ
مفہوم ہو کے یہہ روایت مسلم سمجھی جاوے ولکن لن یصلح العطار ما افسدہ الدھر اس صورت مین ثبوت
ربیبہ بھی مشکل ہو گیا نہ کہ نکاح سیدۂ معصومہ کہ وہ قبل استدعاے خلیفہ ثانی حسبِ شہادت ابن ماجہ و ابن
داؤد مصنفین صحاح سفیان یا محمد پسر جعفر طیارؓ مزوج تھین نہ کہ با عمر بن خطاب العیاذ باللہ این فلذۃ کبد
سید البریۃ این ابن الخبیثۃ الحبشیۃ کجا گوہر صدفِ عصمت وطہارت وکجا خذف کوئی کفر وضلالت کجا خضر
سبیل نجات وکرامت وکجا غول بیابان جہالت کجا ریحانہ بستان امامت ورسالت وکجا خار خارستان نفاق ورذالت
کجا گوشوارۂ عرش برین وکجا شرارۂ اسفل السافلین کجا نتیجہ طیبہ سید لوگ وکجا لقیط ضحاک ینناک کجا مصحف
مجید وکجا زند رزدشت پلید این الدر من الحصی این الثریا من الثری - این الجھل من العلم - این السفہ من الحلم
این الجنۃ من النار - این الرحمۃ من قہر الجبار - این النور من الظلام - این الکفر من الاسلام ھل یستوی
الاعمی والبصیر ھل یستوی الخشاف والشمس المنیر ھل یستوی ھرون وھامان ھل یستوی ادم وشیطان

تہی فرعون وموسی کلیم ۔ ہل یستوی نمرود وابراھیم ۔ کلا بل ان الذین اختلفوفیہ لفی شک منہ مالہم
بہ من علم الا اتباع الظن الآیہ ۔ اما علمای فرقہ ناجیۂ اثناء عشریہ پس واضح ہو کہ معظم علماے شیعہ ومحققین فرقۂ ناجیہ
اصلا قائل اسکے نہین اور کوئی روایت معتمدہ اس بارہ مین وارد نہین ہوئی ۔ چنانچہ شیخ مفید علیہ الرحمۃ فرماتے ہین
کہ خبر تزویج ام کلثوم با خلیفہ ثانی اصلا بہ پایہ ثبوت نہ پہنچی راوی اس روایت مجولہ غیر معتبرہ کا زبیر بن بکارؔ ہی کہ جملہ
دشمنان امیر المومنین سے ہی اور باوجود عداوت نقل روایت مین نہایت اضطراب واختلاف واقع ہی والاختلاف
دلیل العقم اور کافی مین بھی روایت متضمن نکاح یہ روایت زبیر بکارؔ مع تضعیف روایت منقول ہی اور موضوعات
نواصب سے لکھا ہی چنانچہ خلاصۂ عبارت کافی حسب ترجمہ فارسی بعض اجلہ یہ ہی ۔ زیرا کہ راوئی آن زبیر بن بکار است
کہ ناصبی ودشمن علیؑ بودہ است ور وایت ناصبی قابل اعتبار نیست این روایت را برای عداوت علیؓ وضع کردہ
است ور وات احادیث ماخلاف مذہب نیز بودہ اند لیکن روایت ایشان کہ خلاف ما باشد مقبول نیست چنانچہ
یاقوت حموی شافعی در مجمع البحار مینویسد وخود آن کس یعنے زبیر بکار در بیان این روایت متزلزل است متوکل
ملعون اورا در عہد خود قاضی مکہ کردہ بود ۔ چنانچہ اسی تضعیف کا اشارہ جناب مرزا محمد صاحب نے شاید نزہۃ اثنا عشریہ
مین کیا ہو جسکو مخاطب کہتا ہی مین نہ مانونگا نزہہ وقت تحریر موجود نہ تھا جو دیکھا جاتا ۔ اور جناب غفرانمآب مجددؔ و
مائۃ اثنا عشریہ مروج شریعت حضرت خیر البشر آیۃ اللہ فی العالمین نے مواعظ حسنیہ مین دربارہ طعن ہذا عجب جواب
متین ولطیف فرمایا کہ برائے قطع اہل انکار مثل ذوالفقار جناب حیدر کرار ہی چشم بینا وگوش شنوادرکار ہی واما الخفاش
فلا ینفعہ ضوء النہار اگر نقل کیا جاوے تو بہت طول ہو جائے مقتضائے قصور فہم وبلادت مخاطب سے جو اوسکو
نہ مانے اور اقرار تسلیمی علماء فریقین کا از قبیل لوسلمنا یا لو فرضنا وامثال ذلک اقرار اصلی نہین سمجھا جاتا جو اوسپر استناد
کیا جائے اور مورد طعن ہو جناب غفرانمآب آیۃ اللہ فی العالمین نے بعد چشم مادہؔ جو فرمایا ۔ وبفرض محال اگر
صحیح باشد پس میگوییم کہ بنائے نکاح بر اسلام ظاہری است کہ عبارت از شہادت ونماز کردن بطرف کعبہ است ہرچند
افضل آنست کہ نکاح باکسے واقع شود کہ مومن باشد ومکروہ است ہرگاہ کہ ضال باشد لیکن ہرگاہ کہ ضرورت داعی
باشد کراہت برطرف میشود وحال حضرت امیر المومنین چنین بود چہ مامون نبود از انیکہ درصورت عدم تزویج ہلاک
نفوس وزوال عرض وآبرو شود واین تزویج حضرت امیر المومنین عجیب تر از قول لوطؑ نیست چنان کہ حق تعالی از زبان

لوط پیغمبر باید ھولاء بناتی ھن اطہر لکم الآیہ یعنی حضرت لوط بکفار خود خطاب فرمود کہ دختران من برائے شما بہتر اند بعقد خود
درآرید۔ و معلوم است کہ پیغمبر خدا دو دختر خود بہ دو کافر داد کہ آنہا بت پرست بودند یکے ازآن عتبہ بن ابی لہب
و دویمی ابو العاص بن الربیع بود انتہی محصل کلامہ اس اقرار پر جو استدلال کیا جائے کمال نافہمی ہے۔ اور یہہ
جو مخاطب کہتا ہے کہ مین اوس جواب کو نہ مانونگا جو جناب مجتہد ولدار علی صاحب نے سواعقہ حسنیہ مین تحریر
فرمایا ہے کہ حضرت امیر نے ایک زن جنیہ کو بہ شکلِ حضرت ام کلثوم اہل نجران سے طلب فرماکر ہمخوابہ حضرت
خلیفہ ثانی کی فرمائی بہلا حضور غور تو کرین کہ وہ نفس قدسی ایسے امر کی کب مرتکب ہوتے کہ جس مین معاذ اللہ حیلہ پایا
جاوے الی آخرہ ماقال اقول نقل کلام مین تاسیاً لسارق الصواقع نہایت خیانت و سرقہ کیا ورنہ اگر پورا کلام متعلق
اس کا ملاحظہ کیا جائے تو اصلا موجب قباحت نہین ہوتا اور بالضرور ماننا پڑے اگرچہ نقل تمام کلام جناب مجتہد علامہ
آیۃ اللہ فی الانام رحمۃ اللہ المنعام مین بہت تطویل ہے لہذا مختصر بنابر رفع شک و اذعان و تنبیہہ مخاطب ذکر کرتا
ہون وہ یہ ہے کہ۔ جوابیکہ بوجہ احسن قلع مادۂ اشکال کند و مقبول خواطر صاحبانِ عقل باشد این است کہ تکلیف
پیغمبران و اوصیائے آنہا مثل تکلیف دیگران نیست و ازین جاست کہ بعضے چیزہا مخصوص پیغمبر و اوصیای ایشان
است و اخبار بسیار وارد شدہ کہ جناب امیر و ائمہ معصومین در ہر بابے کہ بہ عمل آوردہ اند مامور بودہ اند و مطابق
آنچہ ایشان را امر کردہ اند بہ عمل می آورند و ہر گاہ چنین باشد ہر فعلیکہ از معصوم صادر شود آنرا ناشی از حق سبحانہ تعالیٰ
باید دانست و تکلیفات عامہ ناس را بران قیاس نباید فرمود اینہمہ گفتہ شد بنابر ظاہر حال است امّا از جہت باطن
و اسرار ائمہ پس بعید نیست کہ کلثوم در حقیقت بہ عقد خلیفہ ثانی نیامدہ باشد و بہ اعجاز امام ام کلثوم را بر خلیفہ ثانی
مشتبہ ساختہ باشند چنانچہ در باب کشتہ شدن عیسیٰ را۔ دلالت میکند برآن آنچہ قطب راوندی بہ اسناد خود از عمر بن
آدینہ روایت نمودہ کہ گفت عرض نمودم بحضرت صادقؑ کہ مخالفین بر ما حجت می آرند و میگویند کہ چرا حضرت علیؑ دختر
خود را بخلیفہ ثانی داد پس حضرت صادق علیہ السلام کہ تکیہ کردہ بودند درست نشستہ فرمودند آیا چنین حرفہا میگویند بدرستیکہ
قومی کہ چنین زعم می کنند لا یھتدون الی سواء السبیل سبحان اللہ حضرت امیرؑ را این قدرت نبود کہ حائل شود میان
خلیفہ و دختر خود دروغ میگویند ہرگز چنین نبود الی آخرہ اب ہم پوچھتے ہین کہ مشتبہ کرنا حضرت عیسیٰ کا قوم یہود پر
چنانچہ قرآن مجید ناطق ہے ما قتلوہ و ما صلبوہ لکن شبہ لہم الی قولہ تعالیٰ بل رفعہ اللہ الیہ کہ جانب حق سبحانہ تعالیٰ

سے ہوا کس محل پر محمول کرنا ہوگا آیا اسمین بہی معاذاللہ حیلہ و فریب پایا جاتا ہے غور کیجئے جناب امیرؑ کو بہر تو بوجہ ہجوم منافقین و معاندین خوف فتنہ و یقین ضرر تہا بہلا جناب آلہی کو کس کا خوف تہا جو حضرت عیسیؑ کو مشتبہ کر دیا اور ایک یہودی انکی شکل پر متشکل کیا آیا جناب آلہی کو قدرت نہ تہی کہ حضرت عیسیؑ کو بعینہ بشکل اصلی زمین پر قایم رکہتا اور یہود کو قوت اضرار نہ ہوتی جو علی مزعوم السنیۃ معاذاللہ حیلہ و فریب کیا اور باعث چندین شرور و مفاسد کا بین الیہود والنصاریٰ ہوا پس جو جواب اسکا جناب الہی کی طرف سے بیان ہوگا وہی جواب فرقہ حقہ کا جانب جناب امیرؑ سے ہی فما ہو جوابکم فہو جوابنا افسوس کہ فرقہ سنیہ کو محبت ثلثہؓ سیما محبت خلیفہ ثانی نے بمقتضاے حبک الشیء یعمی و یصم ایسا اندہا و بیخود کر دیا ہی کہ بپاس خلیفہ ثانی در پردہ خدای تعالیٰ و حضرات انبیا پر طعن کرتے ہین اسلئے کہ افعال انبیا و ائمہ طاہرینؑ کو عوام الناس کے افعال پر قیاس کرتے ہین حالانکہ حدیث صحیح مین وارد ہے نحن اہل البیت لا یقاس بنا احد فی الواقع اگر بغور دیکہا جاوے تو ظاہر ہو کہ بعض افعال جو نسبت سائر ناس حرام و ناجایز ہین وہ بہ نسبت انبیا محمود دیکہے گئے مثل قتل نفس زکیہ - یا تضیع مال یتیم یا رضا بقتل نفس خود کہ یقیناً بدلیل عقل و نقل حرام و ناجایز ہے - حالانکہ یہ امور بظاہر حضرت خضرؑ سے بمصاحبت حضرت موسیٰؑ صادر ہوئی تہے کہ حضرت موسیٰ نے بکمال خشم لقد جئت شیئا نکرا بہی فرمایا کما فی سورۃ الکہف و رضا بقتل نفس حضرت اسمعیل سے ہوئی کما یخبر عنہ قولہ تعالیٰ یا ابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین اور حضرت یوسفؑ نے برادر حقیقی اپنے بن مات کو اخوان علاتی سے لیا تو کس تدبیر سے لیا جسکی تصریح سورۂ یوسف مین ملاحظہ طلب ہے اول پیمانہ اسباب مین رکہوا دیا کما یدل علیہ فلما جہزہم بجہازہم جعل السقایۃ فی رحل اخیہ پہر بعد اسکے منسوب بسرقہ کیا کما یشعر بہ ثم اذن مؤذن ایتہا العیر انکم لسارقون پہر جب اخوان نے کہا فخذ احدنا مکانہ جواب مین حضرت یوسفؑ نے فرمایا معاذاللہ ان ناخذ الا من وجدنا متاعنا عندہ الی قولہ تعالیٰ کذلک کدنا لیوسف الآیہ و ہکذا قولہ تعالیٰ عن لسان ابراہیم عند مطالبۃ القوم بل فعلہ کبیرہم الآیہ حالانکہ یہ جملہ کرام عموماً و خصوصاً انبیای ذی احترام قطعاً معصوم ہین و جملہ افعال اونکے محمود و بہ الہام جناب الہی تہے فانہم الانبیاء الابرار والمصطفون الاخیار والحق انہم کذلک و منکرہم من الکفار پس اب مخاطب مشکک کو مناسب ہے کہ ان اماجد اہل عصمت کو جو مؤید من اللہ ہین معاذاللہ مکار و حیلہ گر سمجہے اور جملہ مطاعن جو درباره روایات جنبیہ حضرت امیرؑ

کی نسبت تحریر کئے اِن حضرات طیبات کی نسبت مین عیاذاً باللہ وارد سمجھی ورنہ ان افعال کو بہ الہام الٰہی جانکے تصدیق اور تاویل نیک کرے اس صورت مین جناب امیر کا یہ فعل بھی برفرض ثبوت بالہام جناب الٰہی سمجھکر محمل نیک پر محمول کرے لانہ فخر النبیین وسید الوصیین وامام المتقین ونفس خیر المرسلین وولی رب العالمین اور چار وناچار روایت تشکل جنیہ کی تسلیم کرے اور مانے ورنہ کفر کا اقرار کرے لان العلة فیما بینهم مشترکة فیجب تاویل فعله کما یجب تاویل افعالهم علیهم السلام ولکن الذین فی قلوبهم زیغ فیتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تاویله وما یعلم تاویله الا الله والراسخون فی العلم اب اگر مخاطب تاسیاً للاسلاف نہ مانے تو فرقہ ناجیہ کا کیا ضرر ونقصان خود کا فر ہوا جاتا ہے ومن نکث فانما ینکث علی النفسه ؎

| شادم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتی | گو مشتِ خاکِ ما ہم برباد رفتہ باشد |
|---|---|

اور طعن وطنز بہ نسبت کلام صدق نظام صاحب استقصاء الافحام مقتضای ناقہمی وبلادت مخاطب وعجز اعن الجواب ہے اسلیئے کہ حدیث حوض جسمین لفظ اصحابی ہے متواترات سنیہ سے ہی اور صحیحین مین بطریق متکثرہ مروی ہے برفرض تسلیم اگر اصحاب ثلثہ کما ذهب الیه الشیعة مراد ہون تو غالباً حسب مذہب سنیہ ضرور کوئی اوسکا مصداق ہوگا اور یقیناً وہ مصادیق منافق وجہنمی بھی ہون والالزم الکذب پس اس صورت مین بھی قباحت حسب فہم مخاطب سنیون پر عاید ہوتی ہے جو وہ لکھتا ہی کہ رسول خدا کی اسمین مزاحت پائی جاتی ہے کہ کافر کو اصحابی کہا الی اخوما قال فانقلب الطعن علی نفسه اور باعتبار معنی لغوی وعرف عام تو اطلاق صاحب واصحاب بہ نسبت کفار کے بھی ثابت ہی کما فی قوله تعالیٰ اولم یتفکروا ما بصاحبهم من جنة - وایضاً قال له صاحبه وهو یحاوره الآیه فلم لا علیهم لانهم بحسب الظاهر من المسلمین وان کانوا من المنافقین ومعہذا منافقانِ مدینہ مثل ابن ابی سلول وغیرہ پر جنکا کفر ونفاق متفق علیہ ہے اطلاق اصحاب کا مروّج تھا ولو مجازاً - اور کتاب مستطاب استقصاء الافحام عجب کتاب متین ہی اور عجب تحقیق لطیف وتفصیل منیف پر مشتمل ہے خصوص اس مقام کو مصنف علّام سلمه الله المنعام نے عجب تحقیق وتفصیل سے تحریر فرمایا ہے کہ غالباً کسی کتاب مین اس تفصیل سے نہو اگر مخاطب اسکو بہ عین انصاف دیکھتا اور کچھہ مادّہ فہم رکھتا تو کبھی طعن نہ کرتا بلکہ حق اُس پر واضح ہوجاتا اور تمامی اسلاف سنیہ کی حقیقت اُس پر کھل جاتی یہ استبعاد اُسکا مقتضای نافہمی ہے - اور طعن مخاطب کی نسبت وجیزۂ جناب سبحان علیخان مرحوم کہ رسولِ خدا کی خلافت کیا ہوئی تعلقہ ماندہ کا

ہوا الی اخرما قال دلیل صریح ہے اور یہ نافہمی اور عجز جواب کے وہ نہین سمجھتا ہی کہ فرقہ ناجیہ خلافت ثلثہ کو خلافت رسول
کب جانتے ہین تعلقہ مانڈہ کا تو اُس سے بہتر ہوگا کہ اوسمین حقدار متصرف ہونگے اور صاحب تعلقہ کی اولاد کی عزت
وحرمت پر لحاظ ہوگا یہ خلافت تو ایسی تہی کہ جسمین اولاد رسول کی تذلیل و اذیت مباح سمجھی جاتی تہی اور بنت رسول
کی حق تلفی ہوتی تہی۔ دروازہ گرایا جاتا تہا۔ خانۂ اہل بیت رسول پہونکا جاتا تہا۔ کتاب خدا جلائی جاتی تہی۔ اصحاب
واصدقاے حضرت رسول مثل حضرت ابی ذر غفاری کا اخراج بلد ہوتا تہا۔ اور عبد اللہ ابن مسعود و عمّار یاسر کی زد و کوب
ہوتی تہی۔ سفاک اور زانیون کو سیف اللہ کا خطاب ہوتا تہا۔ نفس رسول پر انواع جور و ظلم تہے۔ احکام منصوصۂ
قرآنی و احادیث رسول یزدانی مین تغیّر و تبدّل کیا جاتا تہا۔ کیون صاحبو یہی خلافت رسول تہی حق تو یہ ہی کہ بعد انتقال
جناب رسول زمانہ غدر البتہ تہا اور طائف الملوکی تہی کوئی الائمۃ قریش سے متمسک تہا مع کون العلی فیہم افضل
القریش و منصوص الخلافۃ اور کوئی کہتا تہا منا امیر و منکم امیر اور کوئی اجماع مین گہستا تہا و ان لم ینعقد باقرارھم
الی ستۃ اشہر اور کوئی بیعت کو دستاویز کرتا تہا و ان کانت بقول العمر فلتۃ اور کوئی کسی وقت متنبہ ہو کے بمکرر یا
اقیلونی اقیلونی پکارتا تہا۔ پس ایسے زمانۂ پرآشوب کو زمانہ خلافت رسول قرار دینا کار اہل سنت ہی جناب خانصاحب
نے تو کمال حفظ مراتب کیا کچہ نہین لکہا۔ ارے رسول خدا کی خلافت اُس زمانہ مین البتہ تہی جب بمقتضای قد رجع
الحق علی مکانہ وصی الحق امام مطلق جناب امیر پر کہ جو بمصداق آیہ کریمہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک و ان لم تفعل
فما بلغت رسالتہ اور آیہ کریمہ انما ولیکم اللہ و رسولہ الایہ و حدیث صحیح من کنت مولاہ فعلی مولاہ و حدیث منزلت یا علی
انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ خلیفۂ بلافصل و بمقتضای حدیث صحیح علی مع الحق و الحق مع العلی امام برحق تہے
منتقل ہوئے اُس زمانہ کی نسبت اگر خانصاحب کچہ لکہتے تو البتہ محل طعن تہا زمانہ خلافت خلفاے غادرین کو خلافت
حقّہ پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہی ؎ کجا حیدر کجا آن ہرسہ ناپاک + چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

اور مقام تعجب ہے کہ تقریر جناب خان مرحوم پر مخاطب اسقدر برہم ہوا حالانکہ حفظ مراتب سے خالی نہین حضرت ام الصبیان
محاربہ مومنان عایشہ رض مجتہدہ سنّیان پر نہین برہم ہوتا کہ جسنے خلافت رسول مین کسقدر فتنہ و فساد برپا کیا اور باوجود حکم
محکم الٰہی وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاہلیۃ اونٹ پر سوار ہو کر بمقابلہ وصی برحق رسول میدان جنگ مین تشریف
لائین اور ہزار ہا مسلمین کی باعث قتل ہوئین مع کون محاربہ کفرۃ اور خلیفۂ ثالث سنیان یعنی عثمان پر صراحۃ لعن کرتی

تہین اور قتل کی ترغیب فرماتی تہین کما روی فی صحیح البخاری من عایشۃ انہا انکرت علیہ حرق المصاحف وقالت
اقتلو حراق المصاحف ــ وقال عبد البر فی الاستیعاب قالت عایشۃ بحق عثمان لعن اللہ نعثلاً قتل اللہ نعثلاً ایا یہ
خلافت رسول نہ تہی - وجناب امیرؑ نے بنا بر قول مخاطب (باوجود التماس عباسؓ درباره عزل معاویہؓ مظلمہ ایک
نفس کا گوارا نہ فرمایا) انتہی آیا مظلمہ ششماہ درباره توقف بیعت ابوبکرؓ کیونکر گوارا فرمایا اگر ابوبکرؓ خلیفہ ہوتے مثل
جناب امیرؓ کے مع کونہ مع الحق والحق معہ کیون اسقدر تامل فرمایا اور پہر بیعت کی تو بشہادت صحیح بخاری فاضطر
الی البیعۃ بہ مجبوری کی - اور طرفہ یہ ہی کہ خلافت ایک طرف پیشوایانِ مخاطب رسالت مین جرح کرتے تہے چنانچہ
ماجرای حدیبیہ اور دوات وقلم وقرطاس وزدوکوب ابوہریرہؓ وغیرہ سے ظاہر ہے کما ورد فی البخاری والمسلم
ان النبی صلعم قال فی مرضہ ایتونی بالدوات والقرطاس اکتب لکم کتاباً لن تضلو بعدی ابداً فقال عمر ابن الخطاب
ان ھذا الرجل لیھجر حسبنا کتاب اللہ یعنی بخاری اور مسلم مین وارد ہے کہ فرمایا پیغمبر صلعم نے وقت مرض کہ دیو مجہکو
دوات وکاغذ تاکہ لکہون تمہارے لئے ایک ایسی کتاب کہ بعد میرے کبہو تم گمراہ نہو عمرؓ نے جواب مین کہا کہ یہ مرد
(یعنی پیغمبر) ہرزہ گوئی کرتا ہے ہمکو کتاب خدا کافی ہے ایضاً فی مفتاح الفتوح کہ کامل تراجم مصابیح بغوی اور کتب
معتمدۂ سنیہ سے ہی مرقوم ہے نقل عن عمر لو وجدت مائۃ رجل وفی روایۃ سبعین لحاربت قریشاً وافسدت الصلح
یوم الحدیبیۃ یعنی عمر کہتا تہا کہ اگر سو مرد یا ستر مرد تک مین پاتا تو قریش سے لڑتا اور صلح پیغمبر کو بروزِ حدیبیہ فاسد کر دیتا
وایضاً من اقوال ــ بحق النبی صلعم کہ خلاصہ یہ ہی معلوم نہین یہ شخص پیغمبر ہے یا بنا ہوا یا زبانی دعوی پیغمبری کرتا ہی
مجہکو اس نبوت مین شک ہے سبحان اللہ تجویز وصلح پیغمبر کو کہ بمقتضاے وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی
تہے ایسا ناجایز جانتے تہے کہ اوسکے فساد پر آمادہ تہے اور معاذ اللہ نبی صادق کو متنبی وہرزہ گو گمان کرتے تہے و
قائل لیھجر تہی فلعنۃ اللہ علی قائلہ واولہ وثالثہ پس جبکہ معدن نبوت ورسالت پر یہ زبان درازیان ہوئین اور
باوجود اسکے حصن حصین فاروقی مین تزلزل نہو پہر جناب خان صاحب مرحوم نے کیا ایسا قصور کیا جو اسقدر انپر
برہم ہے جناب خان صاحب نے صرف چند موعظۃ درباب خلیفہ اول بوجہ غضب فدک البتہ تحریر فرمائی اور کچہہ قصور
نہین کیا مخاطب اپنے گہر کو نہین دیکہتا ہے کہ مثل مشہور ہی لا یرمی بالحجارۃ من کان بیتہ من الزجاجۃ ؎
ہر کہ حمال عیبِ خویشتند + طعنہ بر عیبِ دیگران چہ زنند وھذا القدر کافٍ لاھل الانصاف ومن لا یکفیہ

الیسیر لایکفیه الکثیر ـ الحمد للہ کہ راقم نے سوای اجوبہ غیر مسلمہ مخاطب کی اگرچہ وہ اجوبہ نہایت متین و لطیف تھے
اور عدم تسلیم مخاطب کی مقتضاے تعصب و بلادت کے تھے تحریر کیا اور حتی الوسع دفع شک مخاطبِ مشالک مین بہت
کوشش کی باایںہمہ اگر شک اُسکا باقی رہے مجبوری ہے بل فهو کالشك الشاك الذی شك فی نبوة الحق سید الانبیاء
وخیر البریة فی الحدیبیة هذا اخر ما ترشح عن یراعی الضعیف بالارتجال فی تردید بعض الشاکین الجهال حفظاً لخاطر
بعض الاحباب الذی هو من المتشیعین الاطیاب المفهوم بعلو الکلام الحریص لبحث اهل الحق مع النواصب
الطغام ذو المناقب والمکارم السید ابو القاسم صانه الله عن الحوادث والمظالم فالحمد لله اولا واخرا والصلوة
علی رسوله وعترته دائما مویداً علی ظهور الحق ونصوعه وفظاعة الباطل وفزوعه ـ وکان ذلك فی سنه ۱۲۹۲ من الهجرة
النبویة علی هاجرها الف الف ثناء وتحیة وانا المشتاق الی رحمة الله ذی الفضل سمی امام الحق بلا فصل المتمسك
بسفینة اهل بیت النبی عبده الخاطی کرار علی بن السید محمد عسکری البلگرامی اصلح الله حالهما واحسن مالهما
فقط انتهی بجروفه ـ اقول ـ بخدمت جناب سید ابو القاسم صاحب مدظله العالی ـ تحریر سید کرار علی صاحب تحریر
عرف کنان میان کی جو متعلق بعقد حضرت ام کلثوم رضہ بنت علی ہے حضور نے ارسال فرمائی مجھکو پہونچی اوسکو دیکھکر تین امر کا
خیال آیا ـ اول یہ کہ اگر جواب اسکا مطابق تحریر جناب پیشِ امام صاحب کے عرض کرون تو اُس شرط کی خلافت واقع ہو
جسکو تحریر ماسبق مین عرض کر چکا ہون اُنکی بزرگی ہے جو حق مین کمترین و بزرگان دین کے کلمات سخیف اور مستہجن تحریر
فرمائے ہین ـ دوسرے یہ کہ اگر جواب نہ عرض کرون تو جناب مسبوق الذکر اور اُنکے حاشیہ نشینان محفل انبساط یہ تصور
فرماوینگے کہ جو کچھ لکھا گیا وہ مبنی اوپر صدق اور راستی کے تھا جیسا کہ جناب بہی اپنے عنایت نامہ مین کمترین کو تحریر فرماتے ہین
تمہاری کتاب و نسنے اُسے مدلل کیا ہی اور نکاح حضرت ام کلثوم رضہ کا ساتھ خلیفہ دوم رضہ کے محض بہتان و افترا ہی پس ایسی حالت
مین ضرور ہوا کہ خدشات پیش امام صاحب کے ساتھ ادب کے دفع کرون تاکہ بارِ گران جناب کو دہو کا نہووے والله یهدی
من یشاء الی صراط مستقیم قبل گزارش جواب کے حضور کی خدمت مین عرض کرتا ہون کہ ظاہرا حضور کی تحریر سے معلوم ہوتا
ہی کہ جناب پیش امام صاحب نے جواب سوال کمترین کا ساتھ تحقیق و تدقیق کے تحریر کیا ہی ع یہ خیال خام ہی سر و چراغان سبز ہو
وہ جواب انکا کتاب ایقاب کا ہی جو جواب مین قبقاب کے بزعم خود لکھی گئی ہی اگر حضور کو شک ہو تو صفحہ ۲۴ سی لغایة
صفحہ ۳۰ مطبوعہ لودہیانہ ملاحظہ فرمائین اور نیز نقل عبارت دفع المغالطہ کی ہی از صفحہ ۱۸۸ تا صفحہ ۱۹۱ مطبوعہ مطبع احمدی

اُسکو دیکھ لیا جائے تاکہ صداقت کلام اِس کمترین کی حضور پر مبرہن ہو جائے - ہان دو ایک بات جو اُس سے زوائد
نتیجۂ طبع خاص لکھی ہین وہ پُرانے قصے اور کہانیان ہین مشہور کمترین حضور کا اُن توہمات کو کئی برس پہلے دیکھ چکا ہی
بہلا جب ہمارے کنان میان صاحب کا مبلغ علم کتاب ایقاب اور دفع المغالطہ تک ہو تو ایسی تحقیق اور تدقیق کا
کیا ٹھکانا اور اِسکا جواب لکھنا کیا مشکل بقول غالب ؎ ہر کہ طے کرد این مواقف را + چہ شناسد قلیل و واقف را -
تیسرے یہ کہ حضرت پیش امام صاحب کے عبارت دیباچہ مین جو دستخطی خاص ہی یہ فقرہ کہ (درین روز ہا یکی از غلامان زادہ
خطاب) الخ مذکور ہے جواب اِسکا بہت آسان اور سہل تھا اگر وہ شرط دشوار مانع نہوتی - پس اگر لفظ غلام باعتبار
اعتقاد واردات جو صحابۂ رسول کی خدمت مین ہی فرمایا گیا ہی کہ جنکی شان مین خدا اپنی کتاب مجید مین ان اکرمکم عند اللہ
اتقکم فرماتا ہی تو جتنے اُمتی اور پیرو ہین سب کو شرفِ غلامی ہونا چاہیئے - اور اگر تعریضاً او تشنیعاً ہی تو پیش امام صاحب کو
لازم ہے کہ دہبا کنیزک زادگی حضرت بن خطاب کا مٹا دین ورنہ کس کس جگہ سے داغ غلامی کا دور کرینگے ؎
منشی قلم کو روک ادب کا ہے یہ مقام + اسمین تو نیک و بد ہی کا افشار راز ہے فافہم ولا تغفل

اب روی تحریر طرف اصل ما نحن فیہ کی ہے جناب پیش امام صاحب نے جو لفظ مصارعت کو مصاہرت تصور فرمایا
بے اختیار شعر نعمت خان عالی کا یاد آیا ؎ شگفتگی ز تبسم بہ خندہ منجر شد + گذشت بعد ازان ہم بقاہ قاہ رسید
تعجب ہے کہ اردو سلیس بہی اُنکے سمجھ مین نہ آئی رجماً بالغیب مصارعت کو مصاہرت تصور فرمایا اور سوق کلام اور
مقتضای مقام پر بہی ذہن نہ لڑا یا قطع نظر تتبع اسفار قوم کی پس یہ دلیل اوپر نا واقفیت مذہب خود و عدم ارب
کتب خویش ہی ورنہ ایسا مغالطۂ صریح نہ کہاتے کہ جو اضحوکۂ اطفال اور اعجوبۂ عوام جہال سمجھا جاتا ہی خواص علما تو اس سے
بڑہکر سمجہین گے افسوس حضرت پیش امام صاحب کس خیال مین تھے جو ذرا توجہ نہ فرمائی ہان کتاب ایقاب جو پیش نظر
جناب کے ہی اُسمین اِسکا کہین ذکر نہین ہی ورنہ ضرور سمجھ جاتے اور جواب بہی ارشاد فرماتے تو جناب سنیئے اول مصارعت
یہ ہی جسکو صاحب مجمع البحرین نے لکھا ہی حیث قال ومنہ حدیث فاطمۃ فاخذت بتلابیب عمر فجذبتہ الیہا - یعنی
حضرت فاطمہ نے پکڑا گریبان عمر کا اور کھینچا اوسکو طرف اپنے اور دوسری مصارعت یہ ہی جسکو مولانا الاجل الاکمل
محمد حیدر علی صاحب ادام اللہ فیوضہٗ باستناد کتب معتبرۂ شیعہ رسالہ تموز نیمروز مین ساتھہ اِس عبارت پر فصاحت لکھتے
ہین کہ جناب عرش قباب فاطمہ زہرہ بنت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وعلیہا نے وفات شریف کے متصل دُلدُل پر زین

کسوایا فوج کشی کیواسطے امیر المومنین اور امامین کو ہمراہ لیکر نکلین یا بالعکس تا بعد بیعت صدیق کی امامت قایم کرین
اور جہاد کی رونق دین پہر جب مہاجرین والانصار کے کئی نفر ہبط وحی مین گھسے اور امیر المومنین کا گلا باندہا اور چاہا
کھینچ لیجائین جناب سیدہ کا یہ تہور و شجاعت و قوت دیکھو کہ جب علاقہ مذکور کو جہٹکا دیتی تہین سب کے سب گہٹنون کے
بہل زمین پر گر پڑتے تہے۔ بعد تہوڑے فاصلہ کے لکہتے ہین۔ حیرت یہ ہی کہ بیچارے جناب امیر اس کشاکشی مین دیر تک
کیونکر نہ مخنوق ہوئے زمین پر نہ گرے گر نا دون چار سو کا بغیر جناب امیر کے جنکا بیچ مین گلا پہنسا تہا کیونکر خیال مین آوے
بعد ایک سطر کے فرماتے ہین۔ اسکو عرف مین کیا کہتے ہین کشتی یا ہاتہا پائی یا کشاکشی یا داؤن پیچ۔ وعلی ہذا صدہا
روایات مشعر مصارعت خفی وجلی حضرات امامیہ نے ایراد کی ہین کہ جسکے دیکھنے سے قلوب اہل ایمان لرزتے ہین محققین
پر آشکار ہی حاجت تطویل نہین نعوذ باللہ من ہذہ الھفوات والخرافات اب جناب ملاحظہ فرماوین کہ جب ہمارے
کنان میان صاحب کہ جنکو سند پیش امامی بہی جناب مجتہد صاحب سے حاصل ہوان واضحات سے کہ جسکو مکتب کے لڑکے تک
جانتے ہین نابلد محض و ناواقف بحت ہون افسوس صد افسوس کہ جناب ممدوح کو شرمندگی اور خجالت اُس فقرہ اپنے
(اور حال لیاقت مخاطب کا اغلاط چند الفاظ مثل مصارعت وغیرہ بجاے مصاہرت) الخ سے نہایت ہوگی چونکہ ذکر
مصاہرت حضرت عمر ابن خطاب درمیان تہا اس لئے حضرت پیش امام صاحب کو دہوکا ہوا اور کمترین بہی اپنی کوتہ قلمی سے
نادم ہوا کہ کیون تحریر ما سبق مین مینے ان روایتون کو نہ لکہدیا تا کہ جناب ممدوح کو استدلال عدم لیاقت کمترین کی ضرورت
نہوتی یہ معلوم نہ تہا کہ اس پر جرح و طعن ہمارے جناب کنان میان صاحب فرمائینگے اور اپنے زعم و یقین مین مجہکو ناواقف
ٹہیرائینگے ورنہ توضیح ضرور ان امور کی کر دیتا خیر یہ توضیح پٹیئن بوجہ احسن وطرز ازین ہوئی کہ وقوف تام و شعور کامل
و تبحر دانی و علم کافی حضرت کا اس صورت مین سب پر روشن تر ہو گیا اب جناب کو اسکے جواب مین یہ شعر پڑہنا اور لکہنا
چاہیئے ؎ از قول خویش نادمم از فعل منفعل + شرمنده ام زگفتۂ واز کرده شرمسار — اور زیادہ تر حیا و حجاب حقیر کو
اُس عبارت لطیفہ جناب سے ہی کہ جسکو بہ نسبت میرے آپنے لکھی ہے اور خوب مومنین و ذاکرین سے داد لی ہی کہ۔
(قلم یمیز بین اللفظین مع کون بین مفہومہما بعد المشرقین) الی قولہ (ولذا تخبط فی التقریر وغلط فی الاملاء والتحریر)
مگر بالکل آپ پر منقلب ہو گئی اور جو خجالت کہ آپنے مجہپر ڈالی تہی وہ الٹی آپکے سر پڑی اور طرہ یہ کہ اُسمین الفاظ غیر مہذب
کہ منافی علم و پیش امامی جناب ہین مندرج ہین مگر مجبوری ہی مجہکو بفحواے ؎ نیاوردم از خانہ چیزے نخست + تو دادی ہمہ چیز من چیز تست

اسی قسم سے الزام دینا پڑا۔ باقی رہا لفظ تشریع کہ وہ تشرع ہے سہو کاتب سے تشریع لکھا گیا نظر کا چوک جانا مقتضائے بشریت ہی کتابت و قراءت سے بڑا فرق ہے سہو قراءت سے سہو کتابت اکثر الوقوع ہے ہر قاری کم غلط پڑھتا ہے اور ہر کاتب بہ نسبت اوسکے زیادہ غلط لکھ سکتا ہے آپنے مصرع بھی نہ سنا ع عاقلان پیر و لفظ نشوند۔

یہ اُمور متعلق بہ خط و نسخ ہین قابل گرفت و سزاوار احتجاج و استدلال نہین۔ ان اُمور کی اگر بحث فرمائیگا تو خود ازین قبیل بہت جگہ الفاظ غلط تحریر فرمائے ہین اور اوس سے بہی متجاوز اً بہت جگہ عبارت کو بہ سبب ترک الفاظ مخبوط کر دیا ہے اور فصاعداً بہت جگہ ترکیب کلام کو مختل اور متزلزل کر دیا ہی کہئے یہ تینون قسم کی خطائین خصوص فساد و خلل تراکیب کلامیہ کہ جس پر اخذ معانی و استخراج حکم و استنباط مفہوم خبر و انشا موقوف ہے مشعر جہل متکلم ہین یا نہین مختصراً بعض اسقام جلیہ صوریہ کو مشتے نمونہ از خروارے عرض کرتا ہون اگرچہ یہ امر خارج از مانحن فیہ ہی مگر ؎

این سخن را خود تو مبدء بودۂ + گر فزون گردد تواش افزودۂ — اب کچھ اسقام گن لیجئے۔ (۱) آپ فرماتے ہین۔

الحمد للہ الذی جعلنی من امۃ محمد سید النبیین و من شیعۃ علی سید الوصیین و بعثنا فی فرقۃ الحقۃ الناجیۃ الاثناعشریۃ واحفظنا من شر اہالسنۃ الخ اس فقرہ و بعثنا مین لفظ فرقۃ موصوف اور الحقۃ الناجیۃ صفتین ہین پس موصوف کا الف ولام کدہر ہے فرمائے نحو میر پڑھنے والے ہنسین گے یا نہین۔ گمان مضاف و مضاف الیہ کا تو ہو نہین سکتا کہ معنی مہمل ہو جائین گے۔ (۲) واحفظنا دو حال سے خالی نہین یا امر ہے یا ماضی۔ اگر اول ہی تو سراسر خلاف ہے کہ سوق عبارت اور مقتضائے مقام مقتضی نہین۔ دوسرے ایراد واؤ عاطفہ کیسا عرض فساد علی الفساد ہی۔ اور اگر ماضی ہی تو ہمزہ اول مین کیسا کیا باب افعال سے مصدر احفاظ قرار دیکر ماضی بنائی ہی پس یہ دونون شکلین بے محل اور مختل ہین تیسری صورت ہو تو دکھائیے اور معنی فرمائیے۔ (۳) آپ ذکر مصارعت و مصاہرت مین فرماتے ہین و مقصود المخاطب ھھنا مفہوم الثانی فلم یمیز بین اللفظین مع کون بین مفہومیھما بعد المشرقین الخ اس عبارت سے قوت ممیزہ آپکی سقیم سمجھی جاتی ہی یا میری۔ بعین بصیرت دیکھئے اس عبارت مین آپنے دو غلطیان کی ہین۔ اگر لفظ کون کو منون کیا ہی تو ترک حرف تعریف مین کیا اولویت ٹہیرائی ہے۔ دوسرے لفظ مفہوم مین ترک تثنیہ اور اختیار واحد حالت اضافت مین یعنی مفہومھما بجای مفہومیھما کیا معنی ذرا تو غور کیجئے ایسا استغراق آپکو معنی مین ہوا کہ لفظ کی خبر نہ رہی۔ معلوم ہوتا ہی محبت اہل بیت مین سارے قواعد نحویہ دہول ہا گئے۔ اگر یون فرماتے کہ

مع انہ کان بین مفہومیہما بعد المشرقین یا معکون بینہما بعد المشرقین تو دونون سقم مٹ جاتے یہ کون بے الف ولام تعریف بہی باتباع آپکے لکہا گیا اور رجو مراعات قافیہ وسجع نہ فرماتے تو یون بہی ہو سکتا تہا کہ معکون بعد المشرقین بین مفہومیہما لیکن منافی شانِ براعت واجتہاد وامامت عالی تہا - (۴) آپ بہ سند بعض متکلمین عبارت نقل فرماتے ہین اعلموان المسماۃ بکلثوم اثنتان احدھما کلثوم بنت الراھب وثانیتہما کلثوم بنت علی ابن ابی طالب الخ اس مسماۃ کا آپنے کسقدر پاس ملحوظ رکہا ہے کہ آخر تک برابر رعایت تانیث کئے گئی مگر اول ہی بسم اللہ غلط کردی کہ بجاے احداھما لفظ احدھما لکہدیا ہے یہ تخالف وتہافت بہی آپکا اختراع واجتہاد فی السہو ہے -

(۵) دوسرے مقام پر بہ سند بعض متکلمین آپ نقل کرتے ہین کہ حتی الجاہ الی ان یراھا ایاہ تا اینکہ لاچار اور مضطر کیا علی کو اس امر پر کہ اسکو مجہے دکہادو الی اخر قولکم بہلا فرمائیے یراھا ایاہ یہ کون گفتگو ہے بیان) پر تعدیہ بہ دو مفعول چاہیئے لہذا فعل یُرِیْ کا استعمال واجب ہے جسکی جگہہ یری لکہدیا - اسکے معنی (دیکہے) اور اوس کے معنی (دکہادے) -

(۶) جواب الحق یہ کرامت یارعب ابی کا ہے والشمس المنیر کیا آفتاب مین دہبا لگایا ہے وحفظاً للخاطر بعض الاحباب کیا پاس خاطر ہے -

ومن العجوبۃ النسبونہ علی ھاجرھا صاحب ہجرت کے تارک ہجرت قرار دینا معاذ اللہ کیا ذہن و ذکا ہے بہت سے جزئیات چہوڑتا جاتا ہون کہان تک تتبع کرون -

(۷) قولکم - معکون العلی فیہم افضل القریش ومنصوص الخلافۃ - یہ الف ولام لفظ علی پر کہ از جملہ اعلام بشری ہے آپ ہی سے سنا گیا شاید اگلے لفظون کی کہ جنمین اکثر حرف تعریف چہوڑ چہوڑ دیا ہے کسر نکالی ہے کہ اس نام مشہور ومعروف کو بدل معارف اولی سمجہکر بالتخصیص تشریف تعریف عطا فرمایا - یا بہ نسبت حضرات ابی محمد الحسنؓ اور ابی عبد اللہ الحسینؓ کی اعرف واخص سمجہکر طرۂ تزئین وتحسین بڑہایا - یا فوز علاے اقصیٰ نسبت حضرت علی اعلیٰ کے تصور فرماکر ہم پلہ وہمدوش علی اللہ کبیر متعال بنایا اور بانیوجہہ تجویز ادخال الف ولام تعریف سے لباس تشبہ وتالہ پہنایا - بہرحال عالم چونکہ عالم اختراع ہی لہذا سب آپ پر روا ہی - (۸) پہر آپ فرماتے ہین کہ معکون صحابۃ بوہ کفرۃ اگر نقل حدیث

بحیثیت لفظی مقصود تھی تو اپنی طرف سے معرکون اُسکے ابتدا مین کیا - اور اگر صرف ادای مفہوم حدیث اپنے کلام
مین مطلوب ہے تو باتباع لفظ حدیث بمعاربوہ کیا ممعاربہٖ کیون نہ فرمایا - یہ لڑکون سے دریافت کرنے اور
جواب طلب کرنے کی باتین ہین جو آپ سے اجّل واکمل سے پوچھی جاتی ہین اگر قواعد کلامیہ سلب ہوگئے ہین تو
عبث عربی عبارت لکھنے کی زحمت آپ نے اٹھائی اردو کیا کم تھی کہ جسمین سیکڑون بالغز آپ نے کھائے ہین -
(۹) قولکم - کما روی فی صحیح البخاری من عایشۃ بالاتفاق جاری اور متداول ہے کہ روایت وحکایت
ونقل وامثالہا کا صلہ عن آتا ہی یہ من کہان سے حضور کے ہاتھ لگا واقعی اجتہاد وامامت آپنے فن نحو وصرف و
بلاغت وبیان مین بھی حاصل فرمائی ہے کہ جہان چاہتے ہین تصرف کر لیتے ہین (۱۰) قولکم - ابن حجر عسقلانی
شارح صحیح بخاری لکھتاہی - ان عسقلانی بہ تارشلئہ سے آپنے کس ولایت مین ملاقات کی ہی شاید جابلقا و جابلسا
مین آپکو زیارت نصیب ہوئی ہو معلوم ہوا تتبع کتب محدثین واسماء الرجال بھی آپنے خوب کیا ہی - (۱۱) مین نے
اختلاق بالقاف لکھا آپنے اختلاف بالفاء پڑھا کھئے کیا پڑھا اور کیا سمجھا ع ببین تفاوتِ رہ از کجاست تا بہ کجا -
(۱۲) ایضاً قولکم فی خاتمۃ الجواب بایںہمہ اگر شک اوسکا باقی رہے مجبوری ہے بل فھو کالشک الشاک
الذی شک فی نبوۃ الحق سید الانبیاء وخیر البریۃ فی الحدیبیۃ آپنے اپنے زعم مین حضرت اقدس اطیب خلیفۂ
ثانی کے خدام کرام پر تعریض کی اور خوش خوس بمقتضاے الکنایۃ ابلغ من الصراحۃ بکر فکر بالغ اپنے سے ایک
مضمون تراشکر ایک فقرہ گڑھا کہ وہ بھی بگڑ گیا تو دیکھئے بعین الیقین اور بچشم حق بین اس کالشک الشاک کو
اور انصاف کیجئے کہ یہ کون ترکیب منکر ومکروہ ہے ارے خدا کے لئے ذرا توحق کی طرف پھرئے خود یہ حال اور
جچہیر یہ قیل وقال - دوسرے لفظ فی نبوۃ الحق سید الانبیاء یہ کون مہمل تقریر ہے کچھ اصل وفرع کی ترتیب و ترکیب
یا عامل ومعمول کی نسبت کا ٹھکانا ہی نہین کچھ باک ہی نہین کہ مین کیا کہتا ہون اپنا تو یہ حال ہو اور پر کیا زبان
کہولون - خیر اب آپ کسی مبتدی نحو دان سے اس اخیر غلطی کو بھی پوچھ لیجئے - بہر حال آپ کی عبارت مین استقام و
اغلاط کی تو وہ بندی ہوئی ہی ان اغلاط بینہ کا قصداً تتبع نہین کرتا ہون - آپ اپنے توصیع عبارات اور ترشیح استعارات
اور انتظام مفردات ومرکبات کلامیہ کو کسی اہل بصیرت اور ماہر فن نحو وصرف ولغت کو دکہائین بخدا کہ بالقصد
مینے اس مقام پر جرح وتغلیط مناظرانہ سے کنارہ کیا صرف بعض مقامات کو انتباہاً لکھدیا کہ آپ متنبہ ہو کر تہ پر تکلیف

عبارت عربی نہ فرمائین اور قلم کی جولانی زیادہ نہ دکھائین اور نقل عبارت مین احتیاط و تامل ملحوظ رکھین اور زوائد
وغیر ضروریات پر نقص و جرح نہ کر بیٹھا کرین۔ الخلاصہ مجھکو یقین ہی کہ یہ اسقام و اغلاط محوّل بہ ناقل و ناسخ جواب
ہوجائین گے اُسی بیچارہ پر یہ چھپر دہرا جائیگا مگر عاقل سبب جان لین گے اور واقفین فن مان لینگے کہ تراکیب
فاسدہ کلمات کہ جنمین انتظام قوانین نحو وغیرہ درکار اور موثر تصرف قلم کاتب سے کہ وہ بہی ناقل ہو ہرگونہ مبرّا ہین
اسمین خاص دخل متکلم ہے اسکا جواب کیا دیجئیگا۔ علاوہ اِسکے اکثر جا آپکے دست قلم خاص سے اصلاح اصل رسالہ
مین موجود ہی۔ معہذا مقدمۂ کتاب خاص آپکی قلم کا لکھا ہوا ہی اس قسم کا الزام تو آپ سے منفک نہین ہوسکتا۔
بہرصورت آپ غور کر کے چپ ہوجائے اور معروضات مابعد پر نظر فرمائے جو مابہ النزاع ہے کیونکہ نزاعِ لفظی
بازاریونکی تو تُو مین مین ہی اسکو مین پسند نہین کرتا ورنہ اگر جی چاہے اور اپنی غلطیون کو غلطیان نہ جانین تو ضرور
اثباتِ صحت مخدوشاتِ کلامیہ اپنا فرمائے۔ یعنے تبرکاً بہ اعدادِ دوازدہ گانۂ ایمہ اثنا عشر علیہم السلام یہ بارہ
سقم کلام مبارک سے التقاط کر دئے۔ باقی جواب سب و شتم کا کہ نسبت اصحاب رسولؐ اور بزرگان دین و علمای
کاملین وغیرہم کے لکہی ہین اگر مطابق اُسکے لکہون تو مخالف شرط اول کی ہو اور غیر مہذب اور مستہجن ہوجائے
اسواسطے اُس سے اعراض کرتا ہون دوسرے طوالت بہی منظور نہین ہی مختصر کلام پیش امام صاحب سے التقاط
کر کے کچھ عرض کرتا ہون ورنہ آپ خوب تصور کرین کہ اُن کلماتِ بد کا جواب لکہنا کچھ مشکل نہین مصرع
لیکن زر قلب ہر کس کہ دہی باز دہد۔ کتاب آئینہ حق نما مجتہد دلدار علی صاحب کی موجود ہی جو جو کلمات کہ نسبت
مرزا محمد اکبر آبادی اخباری کے لکہی ہین پیش نظر ہین۔ اور مرزا محمد اخباری نے جو معاول العقول فی قلع اساس
الاصول مین۔ یا صاحب رسالہ مذاق الفحول فی دبر الحائک المفعول نے حق مین جناب مجتہد صاحب کے تحریر کئے ہین
یا تحریر تعریف ثمانینی کی اوپر شیخ صدوق وغیرہ کی۔ یا وہ کلمات جناب سیدہ نے نسبت جناب حضرت امیرؓ
حاشا عن جنابہما بعد مراجعت مسجد نبوی سے فرمائی۔ یا جناب امیرؓ کی مجلس حضرت خلیفہ اول مین تعبیر اُتہمت
نالایق جناب سیدہؓ کہ جسکو ملای مجلسی نے حق الیقین مین لکہا ہی سب کچھ موجود ہی یعنے اشارتاً نام کتب کا لکھدیا
پیش امام صاحب خود ملاحظہ فرمالین بہ سبب غیر مہذب ہوجانیکے وہ الفاظ بہی نہین لکھے گئے کہ اعادہ کلمات
بد کا بد ہوتا ہی فظاعت و شناعت مقصود نہین ہے۔ در جدل و شتام کار سوقیان باشد بلی۔ ننگ دارد علم از کاریکہ ملا کردہ است

آتشِ خشمے کہ سوزد صاحبِ خود را نخست + در دلش ہمچون شرر در سنگ ہا وا کردہ است فالعاقل تکفیہ الاشارۃ

الّا ایک امر واسطے دفع دخل کے عرض کرتا ہون کہ اگر جناب پیش امام صاحب نے بار دیگر کلمات زشت و ناملایم تحریر فرمائے تو باللہ الکبیر وانہ لقسم لو تعلمون عظیم ایسا کچھہ لکھونگا کہ ایک زمانہ تک جناب کو یاد رہیگا ع

بیش ازین گفتن مرا دستور نیست — اب اِس جگہ سے جواب ایجازاً و اختصاراً متعلق بہ مبحوث عنہ خدمت پیش امام صاحب مین عرض کرتا ہون جناب ممدوح فرماتے ہین کہ (نکاح ام کلثومؓ بنت فاطمہؑ کا با ابن خطاب کتب فریقین سے ثابت نہین) الخ اِس مقام پر قطع نظر سقم ترکیب لفظی سے جو باعث اختلالِ معنی مدلولہ ہے کرتا ہون۔

فی الحقیقت جناب ہمارے کو فن مباحثِ کلامیہ مین ممارست نہین ورنہ ایسا دعوی نہ فرماتے آپ لفظ فریقین کو چھوڑ کر صرف فرقہ شیعہ سے گفتگو کیجئے اور کمترین انشاء اللہ تعالی صرف کتب شیعہ سے ثابت کریگا کہ نکاح حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ کا ساتھہ حضرت خلیفہ ثانی کے خواہ بخوشی خواہ بجبر واقع ہوا اور جناب امیر علیہ السلام نے مصاہرت حضرت خلیفہ ثانی کو رضی اللہ عنہ قبول فرمایا آپنے ناحق اتنی صعوبت تصفحِ کتب اہل سنت مین اُٹھائی آپ اہل سنت کی احادیث یا روایات کو مطابق مضمون آیت شریف کے پس پشت فرمائے نبذ فریق من الذین اوتوا الکتاب کتاب اللہ وراء ظہورہم کانہم لا یعلمون ۝ یعنی پھینکدیا ایک فریق نے اُن لوگونمین سے جو دی گئی تھی کتاب خدا کی کتاب اپنی پیٹہون کے پیچھے گویا کہ وہ کچھہ جانتے نہین۔ اور کتب خاندانی کہ جس پر مدار تشیع کا ہے اُسکو ملاحظہ فرمائین جلد اول آیات بینات جو ۱۲۸۷ھ ہجری مرزاپور مین طبع ہوئی ہے اُس سے مختصراً بتغیر عبارت گزارش کرتا ہون اور اگر زیادہ شوق جناب کو ہو تو ازالۃ الغین کو ملاحظہ فرمائین کہ ساتھہ شرح و بسط کے لکھا ہے۔ مولف

آیات بینات عنوانِ بحث مین لکھتے ہین کہ (شیعون نے اِس نکاح کے ہونیسے انکار کیا ہے جیسا کہ مجتہد صاحب اپنے ایک رسالہ مین لکھتے ہین — وانتساب تزوّج حضرت ام کلثومؓ با ابن الخطاب بہ ثبوت نرسیدہ و مثل سید مرتضیٰ کہ قریب العہد از زمانِ ائمہ معصومین بود و غیر ایشان انکار بلیغ ازان نمودہ اند) وہی تقلید جناب نے فرمائی۔ بلکہ حاشیہ صفحہ ۳۰ کتاب ایقاب کا دیکھکر انکار اِس نکاح کا شیخ مفید سے فرمایا۔ اول ابطال قول مجتہد صاحب کا کرکے بعد اُسکے شیخ مفید صاحب کا قول عرض کرونگا۔ ملّا محمد صاحب کشمیری نزہہ مین بجواب صاحب تحفہ یون فرماتے ہین (سید مرتضیٰ علم الہدی در کتاب تنزیہ الانبیاء میفرماید فاما انکاحہ فقد ذکرنا فی کتاب الشافی الجواب عن ہذا الباب

مشہ وحاً وبینا انہ علیہ السلام ما اجاب عمر الی نکاح ابنتہ الا بعد توعد وتھدد ومراجعۃ ومنازعۃ وکلام طویل ماثور اشفق معہ من سوء الحال وظھور ما لا یزال یخفیہ) یعنی نکاح عمرؓ کا ساتھ ام کلثومؓ کے جسکو اہل سنت عمرؓ کی فضیلت مین شمار کرتے ہین جواب ہم نے اپنی کتاب شافی مین تفصیل دیا ہی اور وہان ہم نے بیان کیا ہی کہ حضرت امیرؓ نے عقد اپنی بیٹی کا عمرؓ کے ساتھ بہ طیب خاطر قبول نہین فرمایا بلکہ یہ عقد بعد اُسکے ہوا ہی کہ عمرؓ نے بار بار حضرت امیرؓ سی درخواست کی اور نوبت منازعت اور تخویف وتہدید کی پہونچی جب حضرت امیرؓ نے دیکھا کہ کار دین وملت خراب ہوتا ہی اور دامن تقیہ ہاتھ سے جاتا ہی تب بلا رضا اور بغیر اختیار کے جناب امیرؓ نے یہ نکاح کر دیا۔ اِس تحریر کو سید مرتضی کے جناب قبلہ وکعبہ کی تحریر سے ملائے اور اِس فقرہ کو کہ مثل جناب سید مرتضی کہ قریب العہد از زمان ائمہ معصومین بود انکار بلیغ ازان نمودہ۔ تنزیہ الانبیاء کی عبارت مذکورہ سے مقابل کر کے جناب اجتہاد مآب کی صداقت کی داد دیجئے۔ بعد اسکے نقل عبارت مواعظ حسنیہ سے کہ جو اُنکے والد ماجد کے مولفات سے ہی تکذیب قول مجتہد صاحب کی ہوتی ہی (سید مرتضی گفتہ است کہ تزویج ام کلثومؓ باختیار حضرت امیر واقع نشدہ واحادیث بسیار موید قول خود ذکر کردہ وہرگاہ باختیار حضرت امیرؓ واقع نشدہ محل اشکال است) جناب ہمارے ملاحظہ فرمائین کہ دعوی انکار بلیغ مجتہد صاحب کا خود سید مرتضی صاحب اور اُنکے والد ماجد کی تحریر سے باطل ہو گیا رضامندی یا عدم رضامندی اور چیز ہے اور انکار بحث اور چیز۔ اِس جگہ طائفہ قوم کو لازم ہی کہ پدر والا قدر یعنی جناب مجتہد دلدار علی صاحب کو حلقہ مجلس مین لیکر بقانون بحسرۃ تمنی ساتھ اس کلام کے مترنم ہون شعر۔ یا لیت کان من نباتہ یستر فی حسنہا خواتہ اور فرزندان عالیجناب کو مناسب ہے کہ زمین خدمت کی چومکر اس شعر کو ساتھ آہنگ کتاب خوانان ایران کی ادا کرین ؎ مردمان جملہ ناخلف پسر اند + من بیچارہ ناخلف پدرام۔ اب ہم کتب حضرات شیعہ سے نکاح حضرت ام کلثومؓ بنت فاطمہؓ کا ساتھ حضرت خلیفہ ثانی کے ثابت کرتے ہین اور اُسی کے ذیل مین جابجا پیش امام صاحب کی تحریرات کا جواب دیتے ہین۔ اول قاضی نور اللہ شوستری نے مجالس مومنین مین ساتھ اِن الفاظ کے فرمایا ہی (اگر نبیؐ دختر بہ عثمانؓ داد ولیؓ دختر بہ عمرؓ فرستاد) پس اُس حدیث استعاب کا مضمون کہ فارسل الیہ ہی قاضی صاحب کے قول سے ثابت ہوا۔ دویم ابو القاسم قمی نے شرح شرائع مین لکھا ہی کہ زوج علی ابنتہ ام کلثوم من عمرؓ یعنی نکاح کیا علیؓ نے اپنی بیٹی ام کلثومؓ کا ساتھ عمرؓ کے۔ اِس روایت سے وہ شبہہ پیش امام صاحب کا کہ جسکو

ساتھ اس عبارت کے کہ (بعض متکلمین نے اپنے رسائل مین یون تحریر کیا ہی کہ ابن ماجہ اور ابن داؤد محدثان اہل سنت لکھتے ہین اعلم ان المسماۃ بکلثوم اثنتان احدھما کلثوم بنت راھب وثانیتھما کلثوم بنت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ فوقعت نکاح ام کلثوم بنت علی مع محمد بن جعفر الطیار و وقعت نکاح کلثوم بنت راھب مع عمر ابن الخطاب تحریر فرماتے ہین جاتا رہا وہ بیٹی راہب کی نہ تھی بلکہ دختر نیک اختر حضرت علیؑ ابن ابی طالب کی تھین اور حیرت ہی کہ جس نکاح کیواسطے اتنا اہتمام ہوا اُسمین کوئی صاحب اس نکاح کو ساتھ غصب کے نسبت دیتے ہین۔ کوئی صاحب حضرت لوطؑ کی بیٹیون کو مثال مین لاتے ہین۔ کوئی فرماتے ہین کہ یہ نکاح بہ طیب خاطر نہین ہوا۔ کوئی یہ کہتے ہین کہ حضرت عباسؓ نے اپنی طرف سے کر دیا۔ کوئی بجاے ام کلثوم کے سخیفہ جنیہ کو واسطے ہمبستری کی لاتا ہی کوئی کلثوم بنت راہب۔ کوئی کلثومؓ بنت ابی بکرؓ بتاتا ہی۔ کوئی حضرت عباسؓ کے فعل کو ساتھ الفاظ وکالت فضولی کی تعبیر کرتا ہی۔ کوئی زفاف سے انکار کرتا ہی۔ یہ کیا ماجرا ہی۔ باقی رہے جناب پیش امام صاحب تو انکے ایک عوی بے سروپا سے کہ (بعض متکلمین نے اپنی رسائل مین لکھا ہی) اپنے دلکو خوش کرتا ہی وہ کون متکلم ہین نام و نسب سے انکی آگاہ کیجیے بجای دفع المغالطہ آپ ہی سے سزاوار ہی آپ آفتاب کو ایک مٹھی خاک سے چھپاتے ہین لیکن مصرعہ ماشمعۃ الشمس بالھوجاء تنطفی حضرت امیرؓ کا گھر آیا قلعہ ارسلان تھا یا حکیم مھدی کا امام بارہ کہ بھول بھلیون مین حضرت ام کلثوم کو چھپا دیا اور بیٹی راہب کی بیاہ دی۔ آخر وہی گھر تھا جو بقول پیش امام صاحب کے خلیفہ ثانی نے جلا دیا معاذ اللہ وہی گھر تھا کہ جسمین گھسکر نعوذ باللہ جناب امیرؓ کے گلے مین رسی باندھکر لے آئے۔ وہی گھر تھا کہ جس کا دروازہ گرا دیا گیا۔ افسوس محبت اہل بیت کا بھی دم بھرا جاتا ہی اور انکو حیلہ گر اور متغلب بتایا جاتا ہی نعوذ باللہ من ھذہ الھفوات ؎ ستم در پردہ کرتے ہو بظاہر پیار کرتے ہو۔ خدا کا خوف کیجیے رسول سے شرماٸیے خلیفہ ثانی تو درخواست نکاح حضرت ام کلثومؓ بنت فاطمہ کی فرمائین اور جناب امیر دختر راہب خواہ حضرت خلیفہ اول کی بیاہ دین یہی کام اُن قدسی صفاتون کا ہی کہ جنکے قول و فعل سے دیوار دین کی قایم ہی اور بیخ شجرہ ثابتہ شریعت مصطفوی کی مضبوط ہی مصرعہ جو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی۔ سیوم حضرت قاضی صاحب ابن سید ابو الحسن علی بن اسمعیل اثنا عشری مجالس المومنین مین فرماتے ہین (اورا از چند امر پرسیدند کہ از انجملہ مقدمہ نکاح خلیفہ ثانی است جواب داد کہ دادن دختر بعمر کہ جناب امیر المومنین را اتفاق افتاد باین جہت بود کہ اظہار شہادتین می نمود و زبان

بہ اقرار فضیلت میکشود و دران باب غلظت و فظاظت او نیز منظور بود) اس عبارت سے بہی دعوی کمترین کا اور تحریر ناسخ التواریخ کا مضمون ثابت ہوگیا اور تہمت سرقہ کہ جو بہ نسبت اس کمترین کے فرمائی ہی جاتی رہی افسوس کہ جناب کو اپنی تحریر کے دیکھنے سی کچہہ خیال ندامت آتا ہوگا جسکا اشارہ بلکہ نشان صفحہ کا ماسبق عرض کیا- چہارم وہی قاضی صاحب مجالس المومنین مین فرماتے ہین (محمدؓ بن جعفر طیار بعد از فوت عمر بن خطاب بشرف مصاہرت حضرت امیر المومنین مشرف گشتہ ام کلثوم را کہ از روی اکراہ در حبالۂ عمر بود مزوج نمود) اس سے فی الجملہ ثبوت عبارت بیہقی وغیرہ کا کہ جسکو الحاق کرکے لکہا ہی ہوگیا اور نکاح کا ہونا ساتھ خلیفہ ثانی کے ثابت ہی جسکے ثبوت سے اس کمترین کو غرض ہی- پنجم کتاب تہذیب مین یہ حدیث موجود ہی جسکو ساتھ سند ائمہ کرام علیہم السلام کے اُس محدث نی بیان کیا ہی قال عن محمد ابن احمد بن یحیی عن جعفر بن محمد القمی عن القداح جعفر عن ابیہ علیہما السلام قال مات ام کلثوم بنت علی علیہ السلام وابنہا زید بن عمر الخطاب فی ساعۃ واحدۃ ولا ندری ایہما ہلک قبل فلم یورث احدہما من الآخر وصلی علیہما جمیعًا- پس ثبوت عبارت شاہ صاحب کا کہ (درینجا خود بالقطع والتواتر ثابت است کہ زید بن عمر از بطن آن سیدہ بوجود آمدہ) ہوگیا اور خدشہ جناب کا کہ اُم کلثوم معرکہ کربلا مین موجود تہین جاتا رہا اور جب کتاب تہذیب سے صاحب اولاد ہونا اُم کلثوم بنت فاطمہؓ کا ثابت ہوا تب وہ فقرہ جناب کا (کیونکہ کلثوم بنت فاطمہ کا صاحب اولاد ہونا کتب سے ثابت نہین لامحالہ زید بن عمر بطن کلثوم بنت راہب سے متولد ہوا ہوگا اور یقینًا درصورت صدق ہی بنت راہب یا کلثوم بنت ابی بکر از بطن اسما بنت عمیس کما سیاتی ذکرہا منکوحۂ عمرؓ ہوگی نہ کلثومؓ بنت فاطمہؓ) باطل ہوگیا اور فقرہ آپکا بلفظ لامحالہ سے تا لفظ منکوحۂ عمرؓ ہوگی قیاس اور ظن فاسد بلکہ وہم کاذب پر دلالت کرتا ہی کیونکہ اتنا بڑا امر کہ جسکے واسطے اسقدر اہتمام ہوا اور سنی اور شیعہ اپنی کتب احادیث مین درج کرین بلکہ فرقہ ثانی مانع اسکا ہو پہر بہی نفظ ہوا ہوگا اور ہوگی جو کہ مفید ظن بلکہ شک اور منافی یقین ہو تحریر کیا جاوے اور اپنی دعوی وہم منطوی پر صرف استقرار فرمایا جاوے ع

تمہین کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہی- وہ ادلہ عقلی ونقلی کہ جسمین ظن اور قیاس کو دخل نہو ارشاد کیجیے یون تو ہر امر مین ہر شخص کو اختیار ہی کہ فلان امر ہوا ہوگا اور فلان چیز ہوئی ہوگی کہہ سکتا ہی- اب کمترین مطابق روش جناب کے عرض کرتا ہی کہ نکاح دختر حضرت ابو بکرؓ کا ساتہہ حضرت عمرؓ کے لامحالہ ہوا ہوگا اور نکاح دختر حضرت علیؓ کا بہی یقینًا ہوا ہوگا کیا دو عورتین ایک نام کی ایک شخص کے نکاح مین نہین آسکتین ایسی ہی تحریر جناب کو دعوی جواب لکہنے کا

ہوا گر آپ مجبور ہین صاحب ایقاب نے ایسا ہی لکھا ہی زیادہ اس سے ثبوت آپ کہان سے لاتے مصرعہ
انچہ او ستاد ہمن گفت ہمان میگویم۔ کتب تواریخ و سیر مین جس جگہ ذکر ازدواج و اولاد حضرت خلیفہ ثانی کا مندرج
ہی وہان دو نام ام کلثوم کے لکھے ہین۔ بعض نے لکھا ہی کہ ملیکہ بنت جرول بن مالک آپکی زوجیت مین تھے۔
بعض نے نام اوسکا ام کلثوم بنت جرول بن مالک لکھا ہی۔ مسیب و زید اصغر و عبد اللہ اُسکے بطن سے تولد ہوئے
اور حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ سے بھی ایک بیٹا اور ایک بیٹی پیدا ہوئی اُسکا نام زید اور بیٹی کا نام رقیہ تھا۔ ایسی
حالت مین قیاسی اور ظنی اور وہمی باتون سے استدلال کرنا انصاف سے بعید ہی خلاف داب اہل بصیرت و مناظرت
ہے۔ باقی رہنا ام کلثوم بنت فاطمہ کا معرکہ کربلا مین اس جگہ وہ نقل یاد آئی مجھکو مولانا حیدر علی صاحب مدظلہ العالی
نے رسالۃ المکاتیب فی رویۃ الثعالب والغرابیب مین لکھی ہی (زنے بود کہ بعد از شنیدن مناقب فاروق قرابت
محمّدیہ او در دودمان اہل بیت طاہرین سر خود را میکوفت و میگفت کہ باورم نمی آید و عقل زرین این مناقب را تجویز
نمی نماید کہ عمر در معرکہ کربلا آب فرات را بر ذریّت سرور کائنات قورق کردہ و بر پارہ ہاے جگر رسول مقبول و حضرت
بتول انواع ظلم و جفا روا داشتہ یکے از یاران فقیر گفت کہ اے زن ناقص العقل آن عمر کہ فوج کشی بر مہمانان کربلا نمودہ
و ابواب ظلم بروی ایشان کشودہ عمر بن سعد بود مورد این مدائح عمر بن خطاب است کہ در ملازمین رسالت مآب صلعم
کالشمس فی وسط السماء و مقتدائے اہل صدق و صفا است و قبل از شہادت شیر خدا بہ سالہای دراز و رہا شہید
گشتہ زنہار این در واقعہ کربلا حاضر نبود زن فریاد میکرد و زار زار میگریست کہ ہرگز بدلم در نمی آید زیرا کہ من از علماے
معتبرین شنیدہ ام کہ این ہمہ جور و جفا از ہمین خلفا صدور یافتہ و از ینجا است کہ در ایام محرم وغیرہ بر ایشان زبان سبّ و
تبرّا میکشانید) بعد تھوڑے فاصلہ کے لکھتے ہین (اکنون توجیہا تیکہ در این امور بہ کتب قدیم و جدید ذکر کردہ عوام را
بہ انتساب واقعہ کربلا سوی خلفا از راہ بردہ اند باید شنید محصلش درچند حرف آنکہ سبب قتل و اسیر اہل بیت در کربلا
و اجماع سقیفہ و امر شوریٰ است کہ بانی مبانی آن عمرؓ است و شعراے ایشان درین باب بہ عربی و فارسی صدہا اشعار
نظم کردہ۔ قاضی نور اللہ شوستری و امثالش در تصانیف خویش آوردہ اند ایرادش خالی از اطناب نیست مصراعی
ازان این است ع آن کشتہ سقیفۂ و شورا و کربلا۔ اگر اوپر اس مصرع کے جناب کو تسکین نہووے تو رسالہ حقیقیہ
ملای مجلسی صاحب ملاحظہ فرماوے کہ حدیث ہشتم مین یہ فقرات تحریر فرمائے ہین (پس ہر ظلمے و کفری کہ از اوّل عالم

تا آخر شدہ گناہش را بر ایشان لازم آورد و شل زدن سلمانؓ فارسی و آتش افروختن بہ در خانہ امیر المومنینؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ علیہم السلام برائے سوختن ایشان و زہر دادن امام حسنؑ و کشتن امام حسینؑ و اطفال و پسر عمانؓ و یاران او علیہم السلام و اسیر کردن ذریتِ رسول و ریختن خونِ آلِ محمد صلعم در ہر زمانے و ہر خونے کہ بناحق ریختہ شدہ و ہر فرجے کہ بحرام جماع شدہ و ہر سوئے و حرامے کہ خوردہ شدہ و ہر گناہ و ظلم و جورے کہ واقع شدہ تا قیام قایم آلِ محمد صلعم ہمہ را بر ایشان بشمارد ۲ انتھیٰ بلفظھا پس ازین قبیل جناب نے بھی رہنا ام کلثوم کا معرکۂ کربلا مین تصور فرمایا اگرچہ یہ خطا جناب کیطرف عاید نہین ہو سکتی کیونکہ صاحب ایقاب نے ایسا ہی لکھا ہے آپ نے اُسکے لکھنے کو معتبر اور راست تصور فرمایا صرف نقل کر دیا تنقید اور تحقیق نہین فرمائی۔ تحریر الشہادتین کو جناب نے نہین ملاحظہ فرمایا ورنہ ایسا دھوکا آپکو نہوتا اُن بزرگ نے اُس کتاب مین التزام روایات صحیحہ کا نہین کیا ہے بہت سے روایات ضعیف و مختلف اُسمین موجود ہین وہ کتاب مرثیہ کی طرز پر بیان کی گئی ہے اصل سر الشہادتین مین جناب شاہ صاحب قدس سرہ نے البتہ التزام صحت کیا ہے اُسمین اِس روایت کا اثر بھی نہین ہے۔ علاوہ اسکے خود تحریر الشہادتین مین بعد لکھنے اُن روایات کے اُن بزرگ نے لکھدیا ہے۔ بالجملہ ازین روایات و امثالِ آن بعضے از آن خالی از ضعف نبودہ باشد۔ پس ایسی حالتمین بمضمون اے مصراع مشہور ع وا ماندہ ز اصل کار و مشغول بفرع۔ یہ طریقہ کام محققین اور مدققین کا نہین۔ اگر ایسی روایتون پر آپ تثبت فرمائین گے بہت سی روایتین مرثیون مین مرزا دبیر صاحب و میر انیس صاحب کی آپکو ملجائینگی کہ جس سے جواب جناب کا بخوبی درست ہو جائیگا بقولِ صاحب آیات بینات کے (جو مضمون اُنکی ذہن مین آیا اُسی وقت ایک روایت اپنی طرف سے جھوٹی سچی بنالی اور اپنی شاعری دکھلائی) جناب نے ناحق تحریر اور تقریر کا حوالہ دیا شعر مشہور کہ جسکو ہر مہینے مین کئی بار سننے کا اتفاق ہوتا ہوگا ؎ شامیان بستند بازو زینبؑ و کلثومؑ را + الفلک آل تبدا این تھتا اہلبیت زیب تسطیر فرمایا ہوتا۔ اب اُس عبارت عالی کو فما ھو الا افتراء ھمر تا رب الجزاء کسکی جانب پھیرون جناب کیطرف تو پھیر ہی نہین سکتا کیونکہ اُسمین الفاظ سب اور دشنام کے مندرج ہین اگر ارشاد ہو تو صاحب تہذیب کیطرف پھیر دیجائے کہ اُن بزرگ نے جناب کے جواب کو بالکل خراب کر دیا کہ وفات ام کلثوم اور زید کا قبل معرکۂ کربلا کے لکھدیا۔ اب رد و قدح اوپر روایت استیعاب کے کہ جسکو ایقاب سے لکھا ہے اور روایتِ مودت کو وہ بھی کتاب مذکور سے کچھ عربی کی اردو اور کچھ عربی کی عربی تحریر کی ہے یہ سوال و جواب با خود ہا کتب مبسوطہ مین دست و گریبان ہو چکے ہین اون

کتابون کو ملاحظہ فرماکر تسکین اپنی فرمائے مین ایسے ڈہکوسلون کو پسند نہین کرتا مقصود اصلی میرا یعنے نکاح حضرت ام کلثوم رض بنت فاطمہ زہرا رض کا ساتھ حضرت عمر فاروق رض اعظم کے تہا سو کتب حضرات شیعہ سے ثابت ہو گیا گفتگو پریشان کہ خارج از مبحث ہو بیفائدہ جانتا ہون - مگر بڑے افسوس کی بات ہی کہ آپکو اتنی بہی تحقیق نہین کہ یہ روایت آپ استیعاب کی ہی یا اسد الغابہ کی کہ اصل کتاب اصابہ فی معرفتہ الصحابۃ ہی چونکہ آپکے سامنے سوائے ایقاب کے اور کوئی کتاب نہین پس جو صاحب ایقاب نے لکہا ہی اُسکی نقل آپنے کردی اور غضب یہ ہی کہ پوری عبارت بہی نقل نہین فرمائی کہ جس سے طعن و تشنیع آپکے بیکار ہو جاتی - آپ غور کرین کہ کسقدر الفاظ جو مضر اور منافی مطلب آپکی تہے آپنے ساقط کردئے یا یہ کہ آپکو علم اسکا نہ تہا بہرحال اصل روایت ازالۃ الغین سے لکہتا ہون وھی ھذہ بنت علی ابن ابی طالب امھا فاطمۃ بنت رسول اللہ صلعم ولدت قبل وفات رسول اللہ صلعم خطبھا عمر ابن الخطاب الی ابیھا علی فقال انھا صغیرۃ فقال عمر زوجنیھا یا ابا الحسن فانی ارصد من کرامتھا مالا یرصد بہ احد فقال لہ علی انا ابعثھا الیک فان رضیتھا فقد زوجتکھا فبعثھا الیہ ببرد فقال لھا قولی ھذا البرد الذی قلت لک فقالت ذلک لعمر فقال قولی لہ قد رضیت رضی اللہ عنک ووضع یدہ علیھا فقالت اتفعل ھذا لولا انک امیر المومنین لکسرت انفک ثم جاءت اباھا فاخبرتہ الخبر وقالت لہ بعثتنی الی شیخ سوء قال یا بنیۃ فانہ زوجک فجاء عمر فجلس الی المھاجرین فی الروضۃ وکان یجلس فیھا المھاجرون الاولون فقال زفونی قالوا بماذا یا امیر المومنین قال تزوجت ام کلثوم بنت علی سمعت رسول اللہ صلعم یقول کل سبب ونسب وصھر ینقطع یوم القیامۃ الا سببی ونسبی وصھری وکان لی بہ النسب والسبب فاردت ان یجمع الیہ صھر فرفوہ وتزوجھا علی اربعین الفا فولدت لہ زید ابن عمر الاکبر ورقیۃ وتوفیت ام کلثوم وابنھا زید فی وقت واحد وکان زید قد اصیب فی حرب کان بین بنی عدی خرج لیصلح بینھم فضربہ رجل منھم فی الظلمۃ فشجہ وصرعہ فعاش ایاما ثم مات وامہ وصلی علیھما عبد اللہ بن عمر وحسین ابن علی ولما قتل عمر تزوجھا عون ابن جعفر انتھت آرین عبارت چنانکہ دانی واضح شد کہ چون ام کلثوم بمقتضای سن عدم علم بوقوع نکاح شکایتے از معاملہ فاروق کہ دست خود را بر ام کلثوم نہادہ بود پیش جناب مرتضوی بر حضرت امیر بر عمل فاروق ملامتے نفرمود بلکہ بہ ام کلثوم ارشاد نمود کہ اے دختر چنین مگو و شکایت او درین باب مکن کہ او شوہر تست پس استغاثہ و فریاد ابن حزیا دلپسر مرجانہ کہ در آخر قول خود نمودہ مخالفت جناب مرتضوی و عین عداوت اہل بیت و منشاء آن جہل یا تجاہل خواہد بود

نعوذ باللہ از زبان درازئی این کوتہ اندیش دربارۂ اہل بیت عظام و اصحاب کرام انتہی بہیاتہا اب غور
فرمائیے کہ اس روایت مین کسیطرح کی شناعت پائی نہین جاتی آپنے عبث غیظ و غضب فرمایا آخر معاشرت ہندو
عرب مین فرق ہی یہان معیوب ہی وہان مستحسن خصوص زمانۂ رسول صلعم مین معہذا احدیث کلینی سے عدم امتناع رویت
مخطوبہ عند الفریقین ثابت کرتا ہون باقی جواب اُن گالیون کا جو نسبت حضرت غوث الاعظم و حضرت شاہ عبد العزیز
صاحب رح کے ہین اگر لکھون خلاف اُس شرط کے واقع ہو جسکو اوپر لکھہ چکا ہون - جناب من - یہ کام فرومایہ لوگونکا
ہی کہ جب جواب دینے سے عاجز ہوتے ہین گالیان دیتے ہین آپکی ذات امام المومنین کہلاتی ہی تعجب ہے کہ آپ ایسی الفاظ
ناملایم سے وہ زبان کہ جس سے حمد و ثنا خدا و رسول کی فرماتے ہین آلودہ کرین اور آیہ وافی ہدایہ قل انما حرم ربی
الفواحش ما ظہر منہا و ما بطن کی خلافت عمل کرین اس کمترین کی نیازمندی کو آپ ملاحظہ فرمائین کہ باوجود مواقع کثیرہ
اپنی زبان کو ساتھ ایسے الفاظ زشت کے ملوث نہین کرتا آپ اسکا آیندہ لحاظ رکھین الا اشارۃً عرض کرتا ہون کہ
بفضلہ اہل سنت والجماعت اُن امور سے مبرا ہین علماء قوم شیعہ کے یہان البتہ متعہ بحت اور متعہ دوری جاری و
ساری ہی بسم اللہ خانم اور اُنکی مماثل کا حال سب پر روشن ہی ؎ باوضوی صبح خفتن میگزارد + نامرادان را و دادی مراد
گم شدی خالی دوات آتش از قلم + بر مراد ہر کسے میزد رقم - رجلہا مرفوعۃ للفاعلین + بابہا مفتوحۃ للداخلین - فافہم ولا تتکلم
باقی رہا شبہ صغر سنی اور تقبیل کا اسکا جواب ازالۃ الغین مین بشرح و بسط لکھا ہی ملاحظہ کر لیا جائے اسمین گفتگو کرنا میرے
نزدیک فضول ہی کہ یہ پرانے ڈھکوسلے اور قدیم چوچلے ہین مین ہرگز اسطرف متوجہ نہین ہوتا مگر واسطے تسکین طبع آپکی
مختصراً عرض کرتا ہون کہ آپنے تقلید قوم اختیار کی ہی کیونکہ مرزا احمد کشمیری صاحب نے بھی کئی سال پیشتر یہ راگ گایا ہی
اور صاحب آیقاب تو آپکے مقتدا ہین مرزا صاحب کشمیری اپنے نزہ مین وجہ چہارم مین اس تشنیع سے زبان آلودہ کرتے
ہین اور مولانا حیدر علی صاحب نے بجواب اُسکے جو کچھ فرمایا ہی وہ ایسا ہی کہ زنگ شبہات اہل نفاق قطعی قلوب مظلمہ
اُنکے سے صاف و پاک ہو جاتا ہی اور گرد و کدورت کفر و الحاد بالکل دُہل جاتا ہی مگر چونکہ قلوب اہل شقاق مختوم بختم اللہ
اور ظلمت و قساوت فطری سے سیاہ و تباہ ہین لہذا اثر اُسکا مفقود اور وہی کثافت و تیرگی مشہود ہی بقول قائل ؎
حق عیان چون مہر رخشان آمدہ + لیک اندر شہر کوران آمدہ - دیدۂ حق بین اور قلب صالح الیقین پیدا کیجیے اور دیکھیے
کہ مولانا صاحب فرماتے ہین - قبل ازین جملاً بگوش رسانیدم کہ این تقریر زنہار صلاحیت معارضہ ندارد در شرح ابہام

این مرام آنکه از روایات معتمده واقوال معتبره علماء فریقین بوضوح پیوسته که هر کس که ارادهٔ عقد نکاح با زنی داشته باشد وآن زن اگرچه بحد بلوغ رسد دیدنش در حالت قعود وهم در حالت قیام وسکون ومشی همه درست است بلکه محاسن ومعاصم او را نیز توان دید فکیف مخطوبه بحدّی صغیر باشد که پنج وشش ساله بود چنانکه خواهی دانست انشاء الله تعالیٰ اکنون ادلّه این دعوی از اسفار معتمدهٔ شیعه وسنی باید شنید کلینی اعور که امام الائمه متبصرین مصطلحین است در کافی از ابو الجارود اعمی مقتدای استاد این واحد العین از محمد بن مسلم روایت میکند قال سئلت ابا جعفر عن الرجل یرید ان یتزوج المرأة اینظر الیها قال نعم انما یشتریها باغلا الثمن ایضاً اعور قوم از حضرت ابو عبد الله روایت نموده قال قلت له اینظر الرجل الی المرأة یرید تزوجها فینظر الی شعرها ومحاسنها قال لا باس بذلک اذا لم یکن متلذذاً بلفظه یعنی حضرت امام صادق فرمود که هیچ باکی نیست روی مخطوبه دیدن ومحاسن وموی او را مشاهده کردند وقتیکه تلذذ گیرنده نباشد واراده تزویج دارد وابو القاسم قمی صاحب شرایع الاسلام استاد امام اعظم امامیه انچه گفته محصولش در فارسی اینست که جائز است روی آن دیدن که نکاح او مطلوب باشد اگرچه بدون اذن زن باشد وهم بار بار دیدن روی وکفهای دست او درست است خواه آن زن ایستاده باشد خواه نشسته خواه ساکن خواه متحرک وهمچنین نظر کردن بموی ومحاسن او ودر کتب فقهیه اهل سنت موجود است وهمچنین صحاح سته وشروح آن مملو باین احکام است بعد ازین از احادیث وقول بعضے از علمای معتبرین هم تصریحے بگوش سامعین خواهد رسید انشاء الله تعالیٰ واز کتب روایات علماء معتبرین مالکیه چنان بوضوح میگراید که هنوز در دیار مغرب قضاة ومفتیین خطبهٔ نکاح را نمی خوانند تا ندانند که مرد زن مخطوبه را بچشم خود دیده وبه او راضی گشته ودر استحسان آن کلامے نیست - اینهمه که شنیدی حال آن زن بود که بالغه باشد ودیدنش باعث انعاظ بود پس طعن وتشنیع این مرد که خرف یعنی کشمیری نقل بر حضرت خلیفهٔ ثانی در باب رویت ام کلثوم که دران آن پنج وشش ساله بود از عجائب خرافات است وهیچ فحش وسوء ادب را درین باب مدخلی نیست ولا نسلم که حضرت عمر اجنبی بود - بلی فحش وسوء ادب این است که امری جائز بلکه مستحسن را مقبوح دانستن وباب اعتراض بران مفتوح کردن پس انشاء این تشنیع وتقبیح بر حضرات اهل بیت بلکه پیشوای ایشان از جانب این کافر نعمت است علیه ما یستحقه وخصلت جبلیه وشیمهٔ قبیحه سانحه هوش ربا واقعه جانگزا از اصح الکتب قوم رفضه بعنوانی ثابت است که اگر امامیه در زمان حجت به هئیات مجموعی فراهم آیند وخواهند که این شناعت ما از کتب دین وایمان خود بردارند باز هم ممکن نیست وباین معنی هیچ قباحتے شرعاً وعقلاً بخیال کسی از طرفین عاید نمیشود که مخطوبهٔ خود را پنج وشش ساله بود از راه شفقت وکرامت یا امور کما

قبل ازین اشارہ رفتہ بکنار نشاندند و برای تعظیمش برخیزند و بر پیشانی بوسہ دہند تقبیل اطفال و نشانیدن ایشان بکنار
وچسپانیدن ایشان بسینہ و مانند آن در ہر زمان بہ اعتبار قواعد اسلامیہ روا است پس ہرگز مقام استغاثہ و فریاد نیست
کما لایخفی انتہی بلفظہ تغیر الفاظ ثقیلہ حضرت مولانا حیدر علیصاحب کی ممکن تھے الا بوجہ خلل تصرف نامناسب معلوم ہوئے
معاف فرمائیگا - افسوس یہ ہی کہ آپکو باوجود پیش اماہی کے مسئلہ ضروری پر بھی عبور نہین تا بہ امور دقیقہ چہ رسد باقی
روایت اسقاط محسن جو آپنے بحوالہ صاحب ملل و نحل ترقیم فرمائی ع مردم اندر حسرت فہم درست شیعی کی روایت
کو سنی پر تھوپنا یہ نتیجہ آپکی ناواقفیت کا ہی اس بارہ مین جو جوابات مولوی رشید الدین خان صاحب مرحوم اور مولوی
حیدر علی صاحب و دیگر علماء متکلمین کیطرف سے صادر ہوئے ہین اگر ملاحظہ فرماتے تو کبھی ایسا دھوکا نہ کہاتے الا آپ
کیا کرین بمطالعہ ایقاب ع انچہ استاد ہمن گفت ہمان میگویم - جو آپنے پڑہ لیا وہ لکھدیا مین ایسے حشویات و ہفوات
سے اعراض کرتا ہون اگر آپکو شک ہو کتب کلامیہ واسطے تسکین کے ملاحظہ فرما لیجیئے رہا باقی جواب توضیح الانوار اور
میزان مذہبی کا آپکو نام کتاب لکھنا اور ترک عبارت کرنا یہ کسنے سکھایا ہی مین جانتا ہون وہی حال ان دونون کتابون
کا ہوگا آپ عبارت کتب مذکورہ لکھئیے تب آپکو جواب باصواب دیا جاویگا باقی شہادت ام کلثوم درباب فدک جو
تصریح صاحب مواقف آپنے لکھی یہ بھی دعوی بے دلیل ہی حضرات اس اجمال سے کام نہین نکلتا دیکھیئے قصور معاف
کتنے مغالطے آپکی بینے نکالے ہین کہین شیعی کی روایت کو منسوب بسنی کہین عبارت مین تصرف کہین عبارت کو ترک
کہین ایک کتاب کیجگہ دوسری کتاب کا نام آپ ذراسی دست رنگی فرماکر عبارت لکھدیتے تو ابھی تسکین خاطر کر دیتا
اور یہ یاد رہی کہ جو روایت خلاف عقل و نقل ہو وہ روایت قابل استدلال نہین ہوتی بلکہ ترک اسکا واجب ہوتا ہی
آپنے اتنا غور نہ کیا کہ ہنگام طلب فدک حضرت ام کلثوم کیونکہ قابل گواہی دینے کی ہوئین حضرات حسنین علیہما السلام تو
باوجود اکبریت کی بموجب روایت سنی صغیر السن تصور فرمائے جائین اور حضرت ام کلثوم باوجود صغراسنیت کے اس
وقت مین کبیر السن قابل شہادت قرار پائین - علاوہ ازین حسب روایات جہابذہ علماء شیعہ ولادت حضرات امام
حسن ع کی سنہ ۳ھ مین اور ولادت حضرت امام حسین ع کی سنہ ۴ھ مین مصرح ہی پس سنہ ۵ھ سے اوائل سنہ ۱۱ھ تک ولادت
حضرت زینب کبری و حضرت زینب صغری مکناۃ بام کلثوم و رقیہ و محسن کی ہوئی اور یہ شہادت فدک سنہ ۱۱ھ مین واقع
ہوئی پس سنہ ۵ سے سنہ ۱۱ تک مین کسی سنہ مین ولادت حضرت ام کلثوم کی فرض کیجاے باعتبار کسی سنہ کے

اِن سنین مذکورہ مین سے ام کلثوم قابل شہادت نہین ہوسکتین بالفرض اگر ۵ھ مین جو اول سنہ ہی ثابت ہو تو بھی ہفت سالگی ناقص سمجھی جاتی ہی اور ایسے وقت مین شہادت باشروط شہادت العبد واعجب اور آپ نے طعن الرماح بھی مجتہد صاحب کی ملاحظہ نہین فرمائی کہ اُن حضرت نے بجاے ام کلثوم ام ایمن کو صحیح تصور فرمایا ہی اگر باب کلمہ وکلام مفتوح رہا تو عبارت طعن الرماح وغیرہ پیش کیجائیگی۔ الا جناب نے حدیث اوّل فرج غصبت مناّ کو غیر ثابت کتب شیعہ سے لکھا ہی اور مفتریات سنیّان شمار کیا ہی بڑے غضب کی بات ہی کہ باوجود مرتبۂ پیشوا امامی کے آپ اس کوچہ سے ایسے نابلد وناواقف ہین دیکھئے روایت شیخ مفید صاحب کو جلد اول الانوار المنصبیہ مین کہ جو بہاء الدین علی بن عبد الحمید حسینی نجفی سے ہی ایک حدیث طویل مشعر قصہ نکاح حضرت عمر وارسال جنیہ بصورت حضرت ام کلثوم کہ جسکے فقرہ مین نتیجہ راے یہ ہی۔ اقول وعلی ھذا فحدیث اول فرج غصبنا محمول علی التقیۃ والاتقاء من عوام الشیعۃ کما لا یخفی۔ انتہی بلفظہ اور کمترین نے اسکو کتاب مجمع البحرین سے کہ جسکو سید احمد حسین عظیم آبادی شیعی مذہب نے اقوال فریقین جمع کرکے مرتب ومطبوع کیا ہی صفحہ (۱۴۸) کتاب مذکورہ کا ملاحظہ کرلیا جائے کہ اُس کتاب مذکورہ مین اور روایات بھی بتائید استدلال کمترین وابطال اقوال جناب موجود ہین اس روایت سی وہ دعوے جناب کا کہ شیخ مفید منکر اس حدیث کی ہین جاتا رہا دوسرے قاضی نور اللہ شوستری مصائب النواصب مین بعد قصہ حضرت عباس کے فرماتے ہین جسکا ترجمہ ازالۃ الغین سے لکھتا ہون۔ واصحاب حدیث این روایت را قبول نکردہ اند لیکن خالی نیست میان ایشان ازینکہ عباس تزویج نمودہ ام کلثوم را بہ عمر بعد از طول مطالبہ ومدافعہ پس بگویم کسی را کہ انکار کرد این حکایت را از فعل عمر آنکہ تزویج عباس ام کلثوم را نہ بود مگر از جہت چیزیکہ روایت کردہ اند از مشائخ ما چنانچہ حکایت کردیم واین مشاکل روایتے است کہ از صادق علیہ السلام کردہ اند کہ گفتہ اول فرجے است کہ از ما غصب کردہ اند۔ اور دوسرے مقام پر پھر قاضی صاحب فرماتے ہین۔ چون عمر خواستگار می ام کلثوم نمود علی متفکر شد وگفت اگر مانع شوم او قصد قتل من خواہد کرد واگر قصد قتل من کنند وممانعت کنم اورا از نفس خود بیرون وم از اطاعت رسول خدا پس تسلیم انبہ درین حال اصلح بود از قتل او وبیرون رفتن از وصیت رسول خدا پس تفویض نمود امر او را بخدا او دانستہ بود آنچہ عمر غصب کرد از اموال مسلمانان وارتکاب کرد از انکار حق او وقعود بجاے رسول خدا اشنع است از اغتصاب این فرج پس تسلیم کرد وصبر نمود تیسرے صاحب تنزہ جواب مین اس لفظ کے تحریر کرتے

ہین۔ مراد ازین کلام آنست کہ این نکاح اول نکاحی است کہ از خاندان عالیہ بغیر طیب خاطر اولیا بطریق اجبار و
اکراہ بنابر مصلحتِ وقت واقع شدہ و سبب وقوع آن باجبار و اکراہ تعبیر ازان بغصب فرمودہ اند و درینمعنی ہیچگونہ
شناعتے نیست مع وضوح المرام لاعبرۃ بالالفاظ عقد نکاحیکہ بغیر طیب خاطر باشد اصلاً استلزام زنا نیست۔ پس ایسے واضحات کو
کہ علمای معتبر آپکے کہ ملم کہلا الفخر و مباہات پکار رہی ہین کہ جو کچھ ہو غصب ہو یا معاذ اللہ زنا ہو (درینمعنی ہیچگونہ شناعتے نیست) آپ اس واقعہ
کو بکلمات شناعت و تفضیح آلودہ کرتے ہین۔ مقام عبرت ہی کہ خاندان رسول کی کسطرح ہیجرمتی کیجاتی ہی آپ انصاف کی
نظر سے دیکھین اسی کو محبت اہل بیت کہتے ہین اسکی جرح و قدح مین اگر کچھ لکھون تو علماء جناب کی شان مین
کلمات سخیف تحریر ہون اسواسطے اُس سے اعراض کرتا ہون اور جناب کے انصاف پر محوّل کرتا ہون مصرعہ
بس اک نگاہ پہ ٹہیرا ہے فیصلہ دل کا۔ بنظر نیاز مندی عرض کرتا ہون کہ آپ ہی دیکھے سمجھے ایسی بات نہ منہ سے نکالدیا
کیجئے کہ حدیث غصب کے مفتریات سنئے ہی ہے۔ قاضی صاحب و کشمیری صاحب دونون جیسکہ اپنے مذہب مین سخت ہین
آپ پر روشن ہی ایسے ناواقف محض تھے کہ اتنی بڑی تہمت کو کہ جس سے جناب اپنی کو بچاتے ہین اور سنیون کے سر تہوپتے
ہین وہ دونون صاحب ایسی تہمت کی کچھ بھی حقیقت نہین سمجھتے اور فقرہ (ہیچگونہ شناعتے نیست) کہکر کیسا غیر تداریکو
کام فرماتے ہین جناب کو صاحب ایقاب نے دہوکہ مین ڈالدیا ورنہ کبھی آپ ایسا دعوی بلند نہ فرماتے خیر مجبوری ہے
آیندہ لحاظ رکھئے گا۔ اب کمترین کو معنی اول فرج غصبت منا کے لکھنی کی کہ جو جناب بہ تقلید صاحب ایقاب لکھتے ہین
ضرورت نہین رہی کہ خود صاحب تزہ نے معنی اُسکے فرما دئے (مراد ازین کلام آنست کہ این نکاح اول نکاحیست کہ از
خاندان عالیہ بغیر طیب خاطر اولیای بطریق اجبار و اکراہ بنابر مصلحت وقت واقع شدہ) اگر فروج خاص اہل بیت پر
اُس لفظ کا اطلاق ہوتا تو لفظ از خاندان عالیہ کا ملا کشمیری صاحب نہ استعمال فرماتے مثل صاحب ایقاب کے کو دن تہے
کہ ہذیانات بکنے لگتی آپنے عبث بہ تقلید صاحب ایقاب قاعدہ نحو جاری فرمایا اور اپنے زعم مین خصوصیت فرج اہل بیت
کو مٹایا ابلہ فریبی تو کہہ نہین سکتا کہ منافقین اور اہل مکیدت کا شعار ہی بجز نقل محض کے کہ بموجب مثل مشہور نقل راچہ عقل
آپنے سادگی کو کار فرما کر محض نقل کردیا اور انجام نہ سمجھے کہ اہل تحقیق کیا کہین گے وہ پرکار تہا آپکو بچا گیا آپ بیچارے
سادہ پن سے اس دعوی کو نقل کرکے پہنس گئے خیر آپ بنظر امعان مطالعہ فرمالیجئے اور صرف ذوق سلیم کیجئے کہ تعلق
منا بہ غصب اور تعلق منا بہ فروج مین کیا فرق ہی مناسب تہا کہ کوئی مابہ الامتیاز منجملہ قواعد نحو یا بلاغت اگر ساتھ اُس دعوے

کے درج فرمایا ہوتا جس سے خصوصیت یا عمومیت معلوم ہوتی تو ایک بات تھی کہ ہم بھی جان لیتے بلکہ مان لیتے
اور یون دعوی کرنا اور ظاہر ثبوت و وجوہ مفقود ہونا بلکہ مکرر اُس دعوی کو ملبس اور مشتبہ بہ ثبوت کرنا یہ کب
قابل تسلیم اہل تنقید و تحقیق ہو سکتا ہی چونکہ خود آپ متزلزل الادعان والتصدیق اِس دعوی مین تھے لہذا گھبرا کر
آخر فرما ہی دیا اور متنزل ہو گئے کہ (وان تثبت فالمراد منها الربیبة) الی آخرہا پس درصورت تنزل خصوص
مطالعہ عبارت صاحب نزہ کہ شرح مناقب خاندان عالیہ کرتا ہی اب زیادہ کونسی صورت خصوصیت کی دکھائی
جائے اور وہم اور سفطہ آپکے دشمنون سے مٹایا جائے غرض خاموش ہو جائے اور ان فرج و خلل مین زیادہ غور
نہ کیجئے - اگر در خانہ کس است حرفے بس است ع بیش ازین گفتن مراد ستور نیست - باقی جواب شرف دامادی
خلیفہ ثانی کا مختصراً یہ ہی کہ یہ وہ دامادی تھی کہ جسکے مادر مکرمہ کے نکاح مین فرشتون نے اور خدا نے مباہات کیا
ہی جسکے مہر مین خدا نے ساری دنیا عنایت فرمائی ہی جسکے فضائل کتب مین مملو اور مشحون ہین کیا حضرت عقیل برادر
حقیقی حضرت علیؑ کے نہ تھے نسب مین تو ہمقرین رسول مقبول مثل حضرت امیر کے تھے کیون جناب امیر کا سا شرف
حضرت عقیل کو حاصل نہوا - جناب من وہ لخت جگر رسول ہین کہ جو فخر انبیاء و رسل تھے ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر
کیا جناب کو نہین معلوم کہ جسوقت سیدۃ نسا العالمین نے معاذ اللہ بقول ملا مجلسی حق الیقین مین جناب امیر کو یہ کلمات
فرمائے کہ (مانند جنین رحم پردہ نشین شدہ و مثل خائنان در خانہ گریختہ) الی آخرما قال خود را ذلیل کردی روزیکہ
دست از سطوت خود برداشتی گرگان میدر زندو می برند و تواز جاے خود حرکت نمیکنی) اسکی جواب مین جناب امیر
بزبان ملاے مذکور فرماتے ہین (ای دختر برگزیدۂ عالمیان و اے باقیماندۂ ذریت پیغمبری) آپ ہی ان کلمات
کا موازنہ کر لیجئے کمترین تو بسبب بے ادبی کے کچھ عرض نہین کر سکتا خلیفہ ثانی رضی اللہ تعالی عنہ اس دامادی کا فخر
کیونکر نکرین کہ اس دامادی مین رسول و بتول و علی و حسنین علیہم الصلوٰۃ والسلام پنجتن شامل ہین - علاوہ اس کے
عبارت حدیث کتاب اسد الغابہ سے شرف اس دامادی کا خود بزبان حضرت خلیفہ ثانی ثابت ہی بعد اس کے
کلمات زشت اور ناملایم کا جواب کہ ۲ العیاذ باللہ سے تا ۲ ایتناع الظن آپنے تحریر کئے ہین مطابق شرط ماسبق کی
دے نہین سکتا - باقی تعریض عدم طیب ولادت اوپر خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کے جو آپنے تحریر فرمائے اسکی جواب مین
صاحب تفسیر مظہر العجائب نے جو کچھ لکھا ہی ملاحظہ کر لیا جائے افسوس صد ہزار افسوس کہ آپ ایسی پوچ اور لچر باتین

لکھکر خواہ مخواہ مذہب شیعہ کی مٹی خراب کرتے ہین- آپ اوپر ولادت حضرت صاحب الامر والزمان کے کہ جنکے
جلو مین تمامی ائمہ سابقین بلکہ رسول رب العالمین تک تشریف لاوینگے اور سب سے پہلے آنحضرت صلعم بیعت کرینگے
بلکہ اُنکے پیش دست بنینگے نظر نہین ڈالتے کہ جس سے تمامی مذہب شیعہ درہم اور برہم ہوجاتا ہی- اُن جناب مستطاب
کی ولادت نعوذ باللہ اگر اصول شرع سے دیکھی جائے جیسا کہ حضرات شیعہ لکھتے ہین جانتا ہون کہ کوئی ناصبی اور
خارجی بلکہ غیر مسلم بھی ایسی ولادت کو گوارا نہ کریگا ملا مجلسی نے جو حق الیقین اور رسالہ رجعیہ مین لکھا ہی خلاصہ اُسکا
رسالہ تموز نیمروز سے عرض کرتا ہون اگرچہ اوسمین کلمات کسیقدر رغیف تحریر ہین الا بہ سبب عدم جواز تصرف و
تحریف فی النقل اصل عبارت کی تغیر سے مجبور رہون بلفظہ لکھتا ہون (اور حضرات شیعہ کہتے ہین باپ اُن کے
حسن ثانی اور مان نرگس نصرانی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب خواب مین نکاح باندہنے کو آئے دہوکا پڑ گیا
یہ بھی خیال نہ آیا پوچھین کہ نرگس قیصری کا دین کیا ہی وہ بیچاری تو مشرکہ تہین اور حضرت عیسیٰ اور مریم کے پوجنے والے
حضرت نے خواب نرگس نیمخواب مین نہ ذات سے سوال کیا نہ صفات سے حساب لیا اور اُنکی جانب دار دونکو شاید
غنیمت ہوگیا کہ یہ پیوند تو خوب لگا ولیکن سبحان اللہ جناب فاطمہ زہرا کی ہوشیاری پر قربان جائیے کہ یہ بھید
اونپر آشکارا ہوا کیونکہ وہ بعد حضرت کے مہبط مصحف ہوئین اُن پر نگئی جو گئی قرآن مجید سے بعد حضرت کی کتاب اُتری
وہ کیونکر موشگافی نہ فرماتین صاف صاف دوسرے خواب نرگسی مین بولین اے نرگس پرے ہٹ تجہہ مین خوشبو
کہان ابھی تو بوے شرک آتی ہی میرا پوتا عسکری دیکھنے کو تیرے کیونکر آوے مگر جب تیرا شرک و کفر جاوے وہ تو
اُن ماہ لقا کی شیدا تہین ناچار کلمۂ اسلام پڑہا مثل مشہور مرتا کیا نہین کرتا- یہان محبو یہ خیال نکرنا کہ حضرت رسول خدا
کو صرف یہی دہوکا پڑا اور جناب فاطمہ زہرا نے تدارک فرمایا گرو گھنٹال سب کے جو مجلسی ہین اور اماموں کی نکاح مین
بھی ایسا ہی حال حضرت کے دہوکی اور اُسکے مٹانے کا حضرت فاطمہ زہرا سے نقل فرماتے ہین کچھ نئی بات نہین
ہی- الغرض اُسی نکاح پر جو شرک کی حالت مین واقع ہوا تہا شکر خواب مین زفاف ہوا اور امام نرگسی پیدا ہوئی)
انتہی کیون جناب ایسے ہی شخص کو محب آل عبا کہتے ہین اسی کو شیعہ علی کہتے ہین اسیکو راکب سفینۂ اہل بیت کہتے
ہین اب وہ عبارت افتراق سراپا غلظت نفاق کہ- کجا گوہر صدف عصمت طہارت کجا خذف کوی کفر و ضلالت
الخ کہ تنگ بندی ہے بالکل بیکار گئی اور دس سطر کے قریب ناحق صفحہ سادہ و سیاہ ہوا ان حضرات کے ہاتھ

سے جو ہو وہ کم ہی ع بدنام کنندۂ نکونامے چند - باقی جواب انکار علماء شیعہ کا اس نکاح سے اوراق سابقہ
مین عرض کر چکا ہون اور اگر اشتیاق اور سننے کا باقی ہو تو کتاب سیف صارم سے جو بعد ملاحظہ مجتہد صاحب ۱۲۶۷ھ
مین مطبع جعفری مین طبع ہوئی ہی ثابت ہونا نکاح کا عرض کرتا ہون دیکھئیے اور تصدیق بالقلب در اقرار باللسان کیجیے
اور من بعد تعصب اور نفسانیت کو دخل ندیجیے وہو ہذا بلفظہ تواب کالشمس فی وسط النہار ظاہر و ہویدا ہی کہ
ایسے صغیر سن معصومہ کا نکاح ایسے شخص مظہر الاسلام اور مظہر اور مقر کلام مرقومہ سے قربت و صلت کا بھی مفید نہین
صرف ظہور اجبار شیخ فانی تہا اور اذیت رسانی اور مضطر کرنا اور بظاہر تھتک پہنچانا نفس رسول کو اور مظہر اتمام
حجت اور ثبوت غلبۂ غالب کل غالب تہا نفس پر کہ اگرچہ درحقیقت قربت معصومہ طاہرہ یعنی وقوع اتصال و مواصلت
جو کہ ظاہر مین غایت مناکحت ہی بموجب اقرار شیخ فانی اور ہم بسبب صغیرہ ہونے معصومہ کے ممتنع الوجود یقینی تہا اور
باعتبار ظاہر کے بہی اور باعتبار باطن کے از روی علم باطنی کے بہی حضرت مولی پر ہویدا تہا اور مظہر اسلام بظاہر اسلام
مقر رسالت و شرایع رسول انام سے قطع نظر اسکے بہی مناکحت ممنوع شرعی نہین تہی لیکن باعتبار ظاہر حال بنظر خواص و عوام
البتہ کمال انتہاک حرمت ولی خدا ظاہر کہ ایک منگیتر بیٹی ایسی صغیرہ کا باوصف دامادی اور ابن عمی رسول اور
ملقب ہونے ساتھ نفس رسول کے اور خیبر گیر اور غالب کل غالب ہونیکے اور مخاطب بہ لافتے الا علی لاسیف الا
ذوالفقار ہونیکے ایک شیخ فانی سے نکاح کرنا اور باوجود در پیشی اسقدر اعتلال و تکرار کے ایسے سید عرب و عجم امیر المومنین
کہ اس لقب کے خود صدیق اور فاروق و صدیقہ تو اصحب تک گواہ ہین لوگون کی نظر مین ایک شیخ نو مسلم ظاہری سے
مغلوب دکھلائی دین اور مجبور کہلاوین حتی کہ بیٹی حوالہ کر دین کہ نفس سرکش ہرگز بشر کا باوصف ظہور علت اباحت شرعی
کے اس تہتک کو نہین گوارا کر سکتا سوای انبیا اور اوصیا کے کہ باوصف عطاے قوت و معجزہ صبر و تحمل بہی ایسا ہی
اونکو عطا ہی کہ یہ استعداد اور حوصلہ کسی اور بشر کو نہین حاصل کہ نفس پر اتنا غلبہ ہو سکے کہ انتہاے مرتبہ اور غایت کمال
ہی غالب کل غالب ہونیکا - اس مقام پر جو تحریر صاحب آیات بینات نے لکھی ہی قابل ملاحظہ ہی انصاف کی نظر سے
دیکھیئے گا - اے مسلمانو کہان ہو کس نیند مین سو رہے ہو ذرا چونکو ہوش مین آؤ اور اوٹھکر بیٹھو اس بچہ نادان مولف
سیف صارم اور اُسکے پیران نابالغ یعنی مجتہدین علماے کی عقل و حیا پر نوحہ کرو انکی ایمان و انصاف کے جانی پر مرثیہ پڑہو انکی
حال زار پر رحم کرو دیکھو کیسی عقل و حیا اُنکی جاتی رہی ہی کہ عیب کو ہنر کرکے دکھلاتے ہین اور پردہ مین محبت اہل بیت

کی انکی شان مین کیا کچہہ بکتے ہین جسکے سُننے سے بدن پر رعشہ جس پر خیال کرنے سے دلکو لرزہ ہوتا ہی خیال کرو کہ بے غیرتی
کو اُن حضرات عالی درجات پر جنکی شان مین آیۂ تطہیر نازل ہوئی جنکی عصمت و عفت پر پاکی نے قسم کہائی انکی نسبت
کیا کیا کہتے ہین اے بہائیو صبر اسی کا نام ہی کہ ایک منافق بیٹی کو غصب کرے اور بجبر و اکراہ نکاح ناجائز کرالے اور
حضرات علیہم السلام بیٹہے بیٹہے دیکہا کرین اور سوائے سکوت کے زبان سے بہی کچہہ نہ فرمائین اور باوصف عطائے قوت
معجزہ و کرامات کے صبر و تحمل کو کام فرماوین خدا کی قسم ہی کہ مین تعصب کو دخل نہین دیتا اپنے مذہب پر خیال نہین کرتا
بلکہ صرف عقل و حیا سے پوچہتا ہون کہ جسکا نام حضرات شیعہ نے صبر رکہا ہی اور جس حالت کو صبر و تحمل سے تعبیر فرمایا ہی
حقیقت مین وہ صبر و تحمل ہی یا اوسکی اور کچہہ حقیقت ہی میری سمجہہ مین تو یہی آتا ہی کہ اونہون نے وقاحت اور بیعزتی
کا نام صبر و تحمل رکہا ہی اور محبت کی حیلہ سے اہل بیت اطہار کو ذلیل کیا ہی نعوذ باللہ یہ کیا خرافات ہی جو شیعہ لکہتے ہین
ابہی کسی ادنیٰ آدمی عامی کے گہر جاکر کوئی شخص گو کہ وہ شجاعت مین بینظیر اور قوت مین لاثانی اور مال و دولت مین
لاجواب ہو اُسکی بیٹی سے بجبر و اکراہ نکاح کرنے کا قصد کرے پہر تماشہ دیکہئے کہ وہ عامی چُپ چاپ رہتا ہی یا اپنی جان عزت
پر قربان کرتا ہی معلوم نہین کہ حضرات شیعہ نے امیر المومنین یعسوب الدین صاحب ذوالفقار جد ائمہ اطہار کی عزت اور ہمت
اور شجاعت کو ایک ادنیٰ آدمی کے برابر بہی خیال نہین کیا اور وقاحت کو بنام صبر و تحمل کے قرار دیا ہی اور طرفہ ماجرا
یہ ہی کہ ایسی وقاحت کی باتین اُنکی طرف منسوب کرنا چاہتے ہین اور ایسے الزام اُنکو دئے جاتے ہین اور پہر بہی اونکو
غالب کل غالب مطلوب کل طالب امیر البررہ قاتل الکفرۃ الفجرہ سید الابرار مخاطب بہ لافتی الا علی لا سیف الا
ذوالفقار کہتے جاتے ہین نہ خدا سے شرماتے ہین نہ رسول خدا کا لحاظ کرتے ہین حقیقت مین دین و ایمان کو حضرات شیعہ
نے بگاڑا اور شریعت محمدی کو اونہون نے درہم و برہم کیا اور شیطان کا نام بدنام ہوا یہ باتین شیطان کے دادا کو
بہی نہ سوجہی ہونگی جو ان حضرات کو سوجہی ہین ؎ کار زلفِ تست مشک افشانی اما عاشقان مصلحت را تہمتی بر آہوی چین بستہ اند
انتہی - اب آپ انصاف کی نظر سے دیکہین اور مذہب کی طرفداری نہ فرمائین اِس عبارت سیف صارم سے نکاح ہونیکا
اقرار پایا جاتا ہی یا انکار اور کیا غضب کی بات ہی کہ علمائے جناب کے حضرت خلیفہ ثانی کو ساتہ الفاظ (مظہر الاسلام نظام
مقرر رسالت و شرائع رسول انام و اہل بیت کرام کا بہی لکہین میری سمجہہ مین نہین آتا کہ جناب مجتہدین نے شریعت رسول انام
کو بہان متی کا تماشہ بنایا ہی کہ کبہی درخت بنا کر دکہلا دیا اور کبہی گٹہلی کبہی تو علمائے جناب کے اسلام خلفا کا قبل ارتحال

حضرت رسول فرماتے ہین جیسا کہ عنوان مین اس رسالہ کے عبارت صاحب استقصاء سے کہ جسکے علم اور فضل کے جناب
مقر ہین عرض کر چکا ہون واسطے نشاط جناب کے مکرر عرض کرتا ہون۔ آرے امامت نواصب و خوارج برای جناب خلیفہ
بالتحقیق حضرت عتیق مسلم و در ارتداد شان حرفی نیست لیکن سند این امامت را بعد ارتحال جناب رسالت مآب بنیت داده اند
و در زمان نکاح اسماء جائزہ اسلام را از بر کشیدہ و در عداوت اہل بیت نبوی بر ملا نکوشیدہ و تنگی از یکہ خصومت لداد
علانیہ دران زمان نگر دیدہ۔ اور مقدمہ نکاح حضرت ام کلثوم مین کہ جو بعد ارتحال رسول کے واقع ہوا تب بہی مظہر الاسلام
بظاہر مقر رسالت و شرایع رسول انام۔ جانتے ہین ؎ سمجھ ہی مین نہین آتی ہے کوئی بات ذوق اوس کی۔
کوئی سمجھے تو کیا سمجھے کوئی جانے تو کیا جانے۔ دور کیون جائے جناب ہی اپنے رسالہ مین خود تحریر فرماتے ہین۔ کہ
جسمین اولاد رسول کی تذلیل اور اذیت مباح سمجھی جاتی تہی اور ذریت رسول کی حق تلفی ہوتی تہی دروازہ گرایا جاتا
تہا خانہ اہل بیت رسول ہونکا جاتا تہا کتاب خدا جلائی جاتی تہی۔ واسطے خدا کے آپ اپنی تحریر کو دیکھین کہ جو شخص اولاد
رسول کو ذلیل کرے اور جو شخص اولاد رسول کی حق تلفی کرے اور جو شخص دروازہ حضرت سیدہ پر گراوے اور جو شخص کتاب
خدا کی جلاوے وہ شخص بیٹی حضرت امیر المومنین کی بیاہ لے اور حضرت امیر ایسے شخص کے ساتھ اپنی بیٹی کا نکاح کر دین خواہ
بخوشی خواہ بجبر کما مر ذکرہ بخدا ان تحریرات کی دیکہنے سے طبیعت ہاتھ سے جاتی ہے اور یہ دلمین آتا ہے کہ علماء حضرات شیعہ
کی نسبت کچھ لکھون تا کہ جناب کے دل پر چوٹ لگے بفحوای شعر مشہور ؎ جراحات السنان لہا التیام + ولا یلتام ما جرح اللسان
الا اس شرط سے مجبور رہون کچھ لکھ نہین سکتا ؎ منشی قلم کو روک ادب کا ہے یہ مقام + اسمین تو نیک و بد ہی کا افشاء راز ہے
باقی جواب زبیر ابن بکار کا جیسا کہ آپ تحریر فرماتے ہین۔ اور کافی مین بہی روایت متضمن نکاح بروایت زبیر بکار مع تضعیف
روایت منقول ہے الی اخرما قلتم چنانچہ اسی تضعیف کا اشارہ جناب مرزا محمد صاحب نے شاید زہر اثنا عشریہ مین کیا ہو جس کو
مخاطب کہتا ہے مین نہ مانونگا اوس وقت تحریر موجود نہ تہا جو دیکہا جاتا۔ یہ تحریر جناب کی دلیل اوپر عدم تصحیح کتب کے ہے اول
یہ حدیث کافی کلینی مین جسکو حضرات شیعہ اصح الکتب لکہتے ہین اونہین الفاظ سے حضرت امام صادق سے مروی ہے اور دلیل
صحت کلینی پر تحریر مجتہد دلدار علی صاحب کہ جسکو صوارم یا حسام مین لکہا ہے عرض کرتا ہون در کتاب کلینی کہ در مذہب امامیہ
بہتر و معتمد از ان کتابے نیست و اگر مذہب اثنا عشری حق است آن کتاب حق است انتہی بلفظہ اور مواعظ حسنیہ مین ساتھ
ان الفاظ کے فرماتے ہین۔ کتاب کافی کہ مذہب شیعہ کتابے معتمد تر از ان نیست۔ تو ایسی کتاب کی روایت کو کون شیعہ

نہ مانیگا دوسرے قاضی صاحب نے مصائب النواصب مین اِس حدیث کو چند جگہہ جہان بحث فاروق اور ام کلثوم کی
ہی لکھا ہی ترجمہ اُسکا ازالۃ الغین سے عرض کرتا ہون - اما خامسًا بواسطہ آنکہ قول امام صادق علیہ السلام کہ این اول
فرجے است کہ غصب کردہ شد از ما مستلزم وقوع زنا نیست - اور پہر اسی بحث مین صاحب قول استغاثہ کو نقل کرکے اسطرح
فرماتے ہین - خبر دادہ اند ما را جماعتی از مشائخ ثقات ما از ایشان جعفر ابن محمد ابن ملک کوفی است از احمد بن فضل از
محمد بن ابی عمیر از عبد اللہ ابن سنان گفت سوال کردم جعفر ابن محمد صادق را علیہ السلام از تزویج عمر از ام کلثوم پس گفت این
اول فرجے است کہ غصب کردہ شد از ما - اور جہان جناب امیر علیہ السلام کے صبر اور تحمل کا ذکر ہی اُس جگہہ فرماتے ہین
چون عمر خواستگاری ام کلثوم نمود الی آخرہٖ کما مرّ ذکرہ تیسرے خود مجتہد صاحب مواعظ حسنیہ مین فرماتے ہین درباب
عقد حضرت ام کلثوم اختلاف شدہ صاحب اعلام الوری گفتہ کہ ام کلثوم پس او را خلیفہ ثانی در عقد خود آورد و اصحاب
ما ذکر کردہ اند کہ این نکاح واقع شدہ است مگر بعد مدافعت بسیار و امتناع شدید تا این کہ حضرت امیر ملجا شدند و ام حضرت
کلثوم را تفویض کردند بعم خود حضرت عباس ام کلثوم را بہ خلیفہ ثانی تزویج نمودند انتہی بلفظہٖ چوتہے مولانا حیدر علی صاحب
معارضہ مین صاحب تزہ کے ازالۃ الغین مین لکہتے ہین تضعیف این روایت از عجائب توہمات است زیرا کہ این
حدیث از حضرت امام صادق مصدوق رضی اللہ عنہ خود در کتاب کافی کلینی کہ اصح الکتاب شان است مروی است
و ہم در اسفار معتبرہ دیگر از تصانیف مجلسی و سبزواری و ماخذ ایشان بطرق متکثرہ محکی و علمای امامیہ مضمون آنرا در وصایای
الٰہی و حضرت رسالت پناہی کہ بہ جناب امیر القا فرمودہ بودند در مقام اعتذار از جناب شان آوردہ گفتہ اند کہ از ہمین
جہت امیر المومنین بر غصب فلان سکوت ورزیدند و گرد ممانعت خلیفہ ثانی و قتل و قتال او نگردیدند و ہتک ناموس
قبول نمودند پس چنین احادیث محمول بر جہل یا تجاہل خواہد بود تا عوام بدانند کہ این الفاظ در طرق امامیہ بدرجۂ صحت و
ثبوت نرسیدہ و اہل سنت در انتساب آن مصدر تہمت و افترا میشوند نعوذ باللہ من ذلک اِس عبارت ازالۃ الغین
سے تصدیق عبارت قاضی صاحب و صاحب کافی کلینی و شیخ مفید وغیرہ کی ہوتی ہی اور وصیت نامہ کو جو قریب وفات
آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے جبرئیل امین ساتھ فرشتگان رب العالمین رسول مقبول کو لائے تھے حیات القلوب
ملا مجلسی کی موجود ہی بسبب طوالت کی نہین لکہتا مختصر بعد عہد و پیمان حضرت امیر و شیدہ وا مامین علیہم الصلواۃ والسلام
توصا ہب لکہتے ہین کہ شنیدم یعنی جناب امیر از جبرئیل کہ میگفت یا رسول خدا کہ یا محمد اعلام کن او را کہ ہتک حرمت تو

خواہند کرد- بعد تہوڑے فاصلہ کے فرماتے ہین- پس حضرت امیر المومنین فرمود کہ چون این کلمہ را شنیدم از حضرت جبرئیل امین بیہوش شدم و بر روی افتادم و گفتم کہ بلے قبول کردم و راضی شدم ہر چہ ہتک حرمت من کنند- بعد اسکے حضرت امام موسی رضا علیہ السلام کی زبان سے ملا صاحب لکھتے ہین- حضرت فرمود بلے واللہ جمیع آنچہ کردند کہ دران نوشتہ بود اب آپ زبیر بن بکّار کی روایت کو کہ ناصبی تہا یا خارجی یا شیعی مت مانئے اقوال قاضی صاحب اور ملّا صاحب اور مجتہد صاحب کہ شیعہ حیدر کرار ہین اور ارشاد جناب معصوم کا جو ساتھ قسم شرعی کے ہے قبول فرمائیے مجکو معلوم ہوتا ہے کہ جناب کو تحریر مباحثہ کا کبھی اتفاق نہین ہوا یہ مشق اول ہے جیسا کہ عنوان تحریر مین آپ (ہر چند کہ بخیف را چندین لیاقت درین فن حاصل نیست بلکہ در جمیع فنون قصیر الباع است) فرماتے ہین مین اسکو کسر نفس کا سمجہا ہوا تہا اس بیان سے جناب کے معلوم ہوا کہ واقعی جناب کو اس فن مین ممارست اور واقفیت نہین ہے اگر کتاب ایقاب حضور کے پاس نہوتی تو آپ اسقدر بہی نہ لکہتے کسواسطے کہ جہان آیقاب کی عبارت سے زیادہ کچہ تین جناب نے لکہی ہین وہین آپکو بہت بڑا دہوکا ہو گیا ہے اور تحریر مین جناب کے شتر گربگی ہو گئی ہے آپ ایک ہی حدیث غصب پر مضطر ہو گئے بے مبالغہ عرض کرتا ہون صدہا اور ہزارہا روایتین اور حدیثین اس سے زیادہ اشنع و افظع کتب حضرات شیعہ مین موجود ہین ؎ نالے دو چار سناؤن تمہین لی سے ایسے + نہ سنے ہون کبہی تم نے لب نے سی ایسے- دو ایک روایت بطور نمونہ کے عرض کرتا ہون معاذ اللہ حضرت عباس عم خیر الناس صلوۃ اللہ علیہ وسلامہ کی حقمین عدم طیب ولادت کی روایت بزبان امام حاشا عن جنابہ ملای مجلسی حیات القلوب مین فرماتے ہین کہ ابو جعفر طوسی باسند معتبر روایت کردہ از امام صادق ؑ کہ فضیلہ مادر عباس کنیز مادر زبیر و ابو طالب ؑ عبد اللہ ابنای عبد المطلب بود عبد المطلب با او مقاربت کرد کہ عباس از ان ہم رسید زبیر با عبد المطلب ؑ دعوی کرد و بہ پرخاش برآمد کہ این کنیز از مادر بما میراث رسیدہ است تو بے رخصت او با او مقاربت کردی و این فرزند کہ بہم رسید یعنی عباس بندۂ ماست پس عبد المطلب اکابر قریش را بشفاعت نزد وے فرستاد کہ تا آنکہ زبیر راضی شد کہ دست از عباس بر دارد و بشرطیکہ نامہ نوشتہ شود کہ عباس و فرزندانش در مجلسی کہ ما و فرزندان ما نشستہ باشند نشنید و در ہیچ امرے با ما شریک نشود و حصہ نبرد پس باین مضمون نامہ نوشتہ شد و اکابر قریش مہر کردند و این نامہ نزد ائمہ علیہم السلام بود باقی روایات گلو بندی و آتش زدگی و در افگنی و لگد کوبی و محسن کشی کی آپکی کتب معتبرہ مذہبی مین ایسے مشہور اور معروف ہین کہ خود جناب نے بہی بعض کا

اعتراف کیاہی - کیا غضب کی روایت سے یہ روایتین آپکی نزدیک درجہ اور رتبہ مین کم ہین - کیا اِن غلط اور بی اصل
روایتیون سے ہتک حرمت خاندان رسول کی آپکے نزدیک نہین ہوتی ہی زیادہ کہان تک عرض کرون کہ ادب
مانع ہی ورنہ بقول مرزا غالب مرحوم ؎ پر ہو مین شکوے سے یون اگ سے جیسی باجا + اک ذرا چھیڑئیے پھر دیکھئے کیا ہوتا ہی -
باقی جواب مواعظ حسنیہ کا جو جناب کے نزدیک بہت شگرف اور متین ہی میرا اعتراض کہ جو سابق عرض کر چکا ہون ایسا نہین
کہ جناب اُسکو دفع کرین ہر ملحد اور زندیق اس قسم کا جواب بہ نسبت اپنے اکابر کے دیسکتا ہی اپنے گھر مین ایک شخص کا
نام سلطان ہفت اقلیم اور نواب ہفت کشور رکھہ سکتا ہی اس کہنے سی کیا ہوتا ہی جبتک مقبول خلایق نہو وہ قابل اعتبار
نہین ہو سکتا جب بقول مجتہد صاحب جناب امیر کے سب اقوال وافعال بنص الٰہی تھے اور ہر دم آپکو ہر بات کا اختیار
تھا تو کیون نہین وقت احراق بیت فاطمی یا گلو بندی یا محسن کشی کی ایک معجزہ مثل جنیہ نجران کے ظاہر کیا کہ یہ سب صدمات
اُٹھانے ہوتے یا یہ سبب تھا کہ حضرت سیدہ بیٹی رسول کی تھین اور حضرت ام کلثوم بیٹی اپنی بقول کسی شاعر کے مصرعہ
رشتہ دیگر رگ جگر دگر است - لایق اس مقام کے ایک مقولہ مولوی حیدر علی صاحب کا یاد آیا عرض کرتا ہون - اگر این
قطب امامیہ در سانحہ سقط شدن محسن و زدن تازیانہ بر جناب سیدہ معاذ اللہ نیز این قسم حکایات را از ابنان خویش یا
قدماسے خود بری آورد و میگفت کہ ہرگز جناب سیدہ لگدکوب نشدہ بودند و این صدمہا بران جنیہ رسیدہ و این ہمہ اعجاز
مرتضوی بود کہ یکی از جنیہ بصورت فاطمی متمثل گردید وہرگز ندے کہ رسید باو رسید و در سوختن خانہ ہم طلسمے از خم غدیر
برآوردہ بودند کہ در نگاہ ناظرین حرق بیت نمودار می شد و در نفس الامر آسیبے نرسید طوق ولایت واعتقاد قطبیت او ندی
را بگردن خود می انداختم و بیقین میدانستم کہ این شخص از زمرہ حضرات رفضہ بولاے اہل بیت مصطفوی متقنی است کہ
این غوائل والواث را بسوی اہل بیت وسلالہ ایشان یعنی جناب امیر کہ بر اصول شیعہ نہ عصمت آنجناب باقی میماند و نہ
عدالت بلکہ حرفے در دین و ایمان میرود باز نمیگرداند و این حضرات را ازین امور ناشایستہ پاک و پاکیزہ اعتقاد می نماید پس
نقصانی کہ در ولایت و قطبیت این قطب الاقطاب است ہمین است کہ دُم ندارد چنانچہ گفتہ اند کہ چون زن رام معبود
ہنود و آن رایکے از عشاق ربود و قوم او بدیدنش آمدند و فریفتہ جمال او شدند صاحبدلی گفت کہ در حسن و جمالش سخنی نیست
مگر افسوس کہ دُم ندارد اگر بالفرض بقول مجتہد صاحب آپکی مانا بھی جاے کہ - ہر فعلیکہ از معصوم صادر شود آنرا ناشی از حق
سبحانہ باید دانست - تو سنیون بیچارون نے کیا قصور کیاہی جو اپنے خلفاء راشدین کے فعل کو منصوص من اللہ اور

ناشی ازحق سبحانہ تعالی انہیں بجمیعن کہ جنکی شان مین خطاب مستطاب یون وارد ہی اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم
پس بقول حضرات شیعہ رسن بندی ومحسن کشی و در افگنی وغصب خلافت وغیرہ یہ سب ناشی ازحق سبحانہ تعالی بامید
دانست باقی رہا مفہوم معصوم وہ آپکی کتابون سے مفقود ہی کما لا یخفی علی من تتبع اسفارطائفتکم کیون جناب
آپکے علماء جسقدر ذلیل وناشایستہ باتین اپنی کتابون مین لکھتے ہین اور منسوب طرف ائمہ معصومین کی کرتے ہین وہ
سب باتین منصوص الہی ہو جاتی ہین بالفرض ہینے مانا کہ وہ باتین منصوص الہی ہی سہین وہ سب آپکی واسطے منصوص
ہونگی یا دوسرے لوگون کیواسطے علاوہ اسکے خلاف شرط وصیت نامہ کی ہوتا ہی اسمین تو یہ شرط مندرج ہی کہ ہتک
حرمت تیری کرین کرنے دینا اور دم نہ مارنا بلکہ رسول مقبول نے اس بارہ مین وعدہ واثق جناب امیر سے لیا تہا تک
کہ فرشتون کو گواہ گردانا اب فرمائیے کہ جنبہ کی بہیجنے مین تو ہتک حرمت موعودہ موثوقہ نہ ہوئی پس یہ فعل خلاف حکم
خدا ورسول واقع ہوا ؎ آزاد از سواد سخن سرسری مرد + صد بار اگر نگہ زدۂ باز کن نگاہ - اور ایسے بیان مین
قصہ حضرت لوط علیہ السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی دختران کا ساتھ فرض محال کی مثال مین حضرت
ام کلثوم کے تحریر کرنا آپکی دانش سے بعید ہی جواب فرض محال کا خود مجتہد صاحب اور انکی اسلاف کی تحریر ہی دے چکا
باقی جواب حضرت لوط کی بیٹیون کا مختصر یہ ہی کہ انکی بیٹیون کو معاذ اللہ کسنے غصب کیا تہا یا کوئی چہین لے گیا تہا یا
کسی نے زبردستی نکاح کر لیا یا کرا دیا تہا یا انکے نکاح کرنیوالے کی حقین کلمہ وکالت فضولی کا بیان کیا گیا تہا حضرت لوط
کی شریعت مین تو نکاح ساتھ کافر کے جائز تہا بعد آیہ تحریم کے حضرت کی شریعت مین مخالفت کلی ہوگئی اور مطابق زعم جناب
اور اسلاف جناب کے خلیفہ ثانی تو دشمن رسول واہل بیت رسول تہے انسے کیونکر نکاح جائز ہوگا اور اگر ضرورتاً جائز
ہو جیسا کہ صاحب نزہ اسی بحث مین فرماتے ہین - تجویز او تزویج در مقام ضرورت واضطرار از باب رخصت است
چنانچہ تجویز تناول میتہ درحالت مخمصہ واضطرار - پس اب آپ اقرار فرمائے اور بفرض محال نہ تحریر کیجیے اگرچہ مردار
خواری پر محمول کیون نہو واحسرتا کہ نکاح پوتی رسول کا ساتھ تناول میتہ کے مطابق کیا جاوے اور اوسپر دعوای محبت
اہل بیت رسول ہی ؎ فمنک المذاء ومنک العنبر + ومنک الوباء ومنک المطر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے کب بیٹیان اپنی بعد آیہ تحریم کے کافرون کو دین تا کہ مثل حضرت ام کلثوم کی صادق آوے جناب کو ہمارے اس
مقام مین سخت تشویش ہی اگر آپ اس نکاح سے بطیب خاطر اقرار کرتے ہین تو مذہب بارہ سو برس کا بزعم جناب کے قایم

ہی درہم اور برہم ہوا جاتا ہی اور قول اس کمترین کا - اگر یہ امر واقعی ہوا ہی تو روایت مصارعت وغیرہ حضرت سیدہ
کی اور بے ادبی حضرت خلیفہ ثانی کی اختلاق سے خالی نہین - صادق آتا ہی اور اگر آپ انکار فرماتے ہین تو معاذ اللہ
کذب ائمہ طاہرین اور افترا مجتہدین جناب کا لازم آتا ہی گستاخی معاف مثل ہندی کی صادق آتی ہی مثل دونون دین سے
گئے پانڈے حلوا ملا نہ مانڈے - ایک نقل کتاب پنج آہنگ کی یاد آئی عرض کرتا ہون نقل کنیزے خورد سال بود چون
شبے عیدش نشاطی تازہ گرفت و بزمزمہ عید آمد عید آمد شادی برگرفت خاتون گفت تن زن اگر عید است یا رمضان تو ہمان
سوختہ نان - اور کیا حیرت کی بات ہی کہ حضرت مجتہد صاحب مواعظ حسنیہ مین بطمطراق یہ ارشاد کرین کہ حضرت امام صادق
علیہم السلام متغیر ہون اور خفا ہون کہ حضرت امیر المومنین ایسے ذلیل و خوار تھے کہ بیٹی اپنی عمر کو دیدیتے اور حضرت ملا مجلسی
صاحب حیات القلوب مین یہ کہین کہ جو کچھ بیحرمتی ہو اور پردہ دری ہو سب قبول کرنا لب نہ ہلانا آپ ہی فرمائین کہ کسکے
قول کو مانئے اور کسکے قول کو رد کیجئے ؎ جمال رانگرم یا خرام رابینم + کدام رانگذارم کدام رابینم - ایک بات وصیت نامہ
کی کہ جو متعلق اسی بحث کی ہے رہی جاتی ہی عرض کرتا ہون کہ حضرت امام حسین خامس آل عبا علیہ التحیۃ والثناء نے بھی اس
وصیت نامہ پر گواہی ثبت فرمائی اور اقرار اور اعتراف جملہ مضامین وصیت نامہ کا فرمایا - پھر کیا ایسا امر پیش آیا جو امام
علیہ السلام یزید پلید سے لڑ بیٹھے کیا صیانت نفس اور حرمت خاندان اس لڑائی مین نہین گئی صرف بہتر آدمی لاکھون
آدمیون سے لڑوا دیے باوجود اقرار و شاہدی کی خلاف وصیت نامہ کی عمل مین لائے کیا خوب کہا ہی مولوی حیدر علی صاحب
نے رسالہ تموز نیم روز مین ایک شیعی نے کہا آپ تو ہر کتاب سے ہماری ہمکو قائل کرتے ہین بھلا یہ دہ مجلس ہی چند ورق ہین اس
سے کوئی دلیل نکل سکتی ہی اسوقت یہ بات بتوفیق الہی خیال مین آئی کہ اس کتاب سے عیان ہی کہ لشکر یزید کا لاکھون سے
زیادہ تھا آخر اسمین بھی لوگ تو علم رکھتے ہونگے کہا البتہ پھر مینے کہا کہ جب انہون نے حضرت امام حسین کو اس مصیبت مین خنجر
سے شہید کیا اور آخر تک یہی حرف تھا کہ اگر بیعت یزید کی کرو ہم لڑائی سے ہاتھ اوٹھاتے ہین انہون نے بیعت اس
فاسق کی قبول نکی اون لاکھون مین سے کسی نے نہ کہا کہ جناب امیر نے اونکے بیعت کی جو مرتد تھے بگاڑنے والے دین
کے تحریف کرنیوالے قرآن مجید کے یزید مین کیا کیڑے پڑے ہین جو آپ بیعت نہین کرتے اب بتاؤ امام کیا جواب دیتے
تو معلوم ہوا کہ خلفاء راشدین کو جناب امیر نے مستحق جانا تھا وہو المطلوب نہین تو امام حسین کا الزام کہنا لازم آتا ہی
معاذ اللہ آپ صرف غصب فدک کی حدیث کو مفتریات سنیان تصور کرتے ہین اور مین عرض کرتا ہون کہ غصب فدک

اور غصب خلافت اور غصب خمس اور احراق بیت اور اسقاط حمل اور رسن بگلو کرنا وغیرہ یہ سب کے سب اختراعات
عبداللہ بن سبا سے ہین اور اعتقاد کو درست کرکے ان سب ہفوات کو دل سے محو کرنا چاہئیے ٥
بازآ بازآ ہر انچہ ہستی بازآ + گر کافر و گبر و بت پرستی بازآ - این درگہ ما درگہ نومیدی نیست + صد بار اگر توبہ شکستی بازآ
بعد اسکے قول آپکا کہ اب ہم پوچھتے ہین کہ مشتبہ کرنا حضرت عیسیٰ کا قوم یہود پر چنانچہ قرآن مجید ناطق ہے الی اخر ما قلم اور
معاذ اللہ حیلہ اور فریب کیا اور باعث چندین شرور و مفاسد بین الیہود والنصاری ہوا الی اخرہ سخت حیرت ہے کہ
آپ اوپر تحریر مجتہد صاحب کے ایسا وثوق فرماتے ہین کہ جتنے مفسرین و محدثین جناب کے ہین سب کے سب پائہ اعتبار سے ساقط
ہوئے جاتے ہین وقت تحریر جواب کے جناب نے ایک آدہ تفسیر بہی اپنے مذہب کی دیکھ لی ہوتی تو اسطرح کا شبہ آپکو واقع
نہوتا - حضرت عیسیٰ کے قصہ کو ساتھ قصہ جنیہ کے مماثل فرمانا جناب کا یا مجتہد صاحب کا فہم و ادراک ہے دوسرا کاہیکو
ایسی بے ٹھکانے باتین لکھے گا - کمترین کی یہ عرض ہے کہ جب جناب امیر نے بدلے حضرت ام کلثوم کے ایک زن جنیہ اجنبیہ
ہمبستر خلیفہ ثانی کے فرمائی اور حضرت ام کلثوم کو ہمبستری خلیفہ ثانی سے بچایا یہ امر تو خلاف شرع حضرت امیر سے واقع ہوا
کیونکہ حضرت امیر کو احکام خدا اور رسول کے بدلنے کا اختیار نہ تہا اور ممانعت ہمبستری زن غیر کی واسطے نص قطعی کلام
خدا اور رسول مین موجود ہے کہ حاجت تصریح کی نہین اکابر و اصاغر سب جانتے ہین پس یہ دعوی آپکا اور مجتہد صاحب کا
ہر فعلیکہ از معصوم صادر شود آنرا ناشی از حق سبحانہ تعالیٰ باید دانست - اُسوقت راست اور درست ہو کہ تقلیب
شریعت محمدیؐ کا حضرت امیر کو اختیار حاصل ہو جبتک یہ ثابت نہ کیجئیے گا تب تک کوئی قول آپکا یا کوئی دعوی مجتہد
صاحب کا راست تصور نہ کیا جاویگا یہ سب طبعزاد مضامین مخترعہ حضرت مجتہد صاحب ہین جسکو آپ شگرف اور متین
جانتے ہین آپکی خدمت مین عرض کرتا ہون کہ زن مزدوجہ اور زن ہمبستر اور اسکی حلت کی خبر قرآن و حدیث سے تو
ثابت کیجئیے اگر آپ اسکی حلت ثابت کردینگے تو بہت بڑا احسان امت محمدیؐ پر جناب کا ہوگا کہ آپکی بدولت آزادی بلا قید
اُن لوگونکو حاصل ہوجاویگی اور تمامی امت شکنجہ شریعت سے نجات پاویگی اور ساتھ دعاے خیر کے جناب کو یاد کریگی اور
پیغمبر ونکی اوٹ مین ائمہ اطہار کو لاکر بٹھالنا اور یہ فرمانا - ہر فعلیکہ از معصوم صادر شود آنرا ناشی از حق سبحانہ تعالی باید دانست
کام ذو العقول کا ہے احکام انبیاء اور احکام ائمہ اور وہ لوگ آمر یہ لوگ مامور باقی اپنے اپنے فہم کا قصور یا نفس امارہ
کا فتور - اسکا جواب آیہ شریف کا وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم وان الذین اختلفوا فیہ لفی شک منہ مالہم بہ

من علم الا اتباع الظن وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ وکان اللہ عزیزاً حکیما وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہٖ قبل موتہ ویوم القیمۃ یکون علیھم شھیدا یعنی نہ قتل کیا اونہون نے عیسیٰ کو اور نہ سولی پر چڑہایا لیکن شبہ دلایا گیا اونکے لئے اور جو لوگ کہ مختلف ہوئے اُسمین ہرانیہ وہ بڑے شک مین ہین اُس سے نہین ہی اُنکو اُسکا کچھ علم بجز پیروی گمان کے اور نہین قتل کیا اُنہون نے اُسکو یقیناً بلکہ اُٹھالیا اونکو اللہ نے اپنی طرف اور اللہ ہی غالب حکیم اور نہوگا کوئی فریق اہل کتاب سے مگر ہر آئینہ ایمان لاویگا اُسپر قبل اُسکے مرنیکے اور قیامت کے دن ہوگا اونپر گواہ - اس آیت کے معنی مین کسی قسم کی شناعت مثل شناعت ہمبستری زن جنبیہ کے پائی نہین جاتی آپ ہی انصاف کی نظر سے دیکھین باقی وہ فقرہ جناب کا آیا اسمین بھی معاذ اللہ حیلہ و فریب پایا جاتا ہی غور کیجیے جناب امیر کو پہر بوجہ ہجوم منافقین و معاندین خوف فتنہ و یقین ضرر تہا بہلا جناب الٰہی کو کسکا خوف تہا جو حضرت عیسیٰ کو مشتبہ کردیا اور ایک یہودی اُسکی شکل پر متشکل کیا آیا جناب الٰہی کو قدرت نہ تھی کہ حضرت عیسیٰ کو بعینہ بشکل اپنے زمین پر قایم رکھتا اور یہود کو قدرت اضرار نہوتی - جناب سے اس جگہہ غلطی واقع ہوئی کہ خلاف الفاظ آیت آپنے لفظ حیلہ اور فریب کا تحریر فرمایا پس ایسی بات کے ٹھکانے کا جواب بجز خموشی کے اور کیا دیا جاوے - الا واسطے آگاہ کرنے جناب کے کہ بار دگر آپ غلطی مین نہ پڑین عرض کرتا ہون جسکو آپنے ساتھ حیلہ و فریب کے تعبیر فرمایا وہ آیت سورۂ آل عمران مین واقع ہی ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین اور آیہ وما قتلوہ الخ سورہ نسا مین واقع ہی عدم فرا دلت قرآن پر یہ دہوکا آپکا دلالت کرتا ہی اور اسمین قصور جناب کا نہین ہی کسواسطے کہ مجتہد صاحب جناب کے کہ جنہون نے سند پیش امامی کی آپکو عنایت کی ہی کئی برس قبل اپنے رسالۂ بارقۂ ضیغمیہ مین فرما گئے ہین کہ - چون نظم قرآنی نظم عثمانی است بر شیعیان احتجاج بہ آن نہ باشد - پس جب حجت قرآن اوپر حضرات شیعہ کے نہین ہی تو پڑہنا یا یاد رکہنا کیا ضرور ہی - بہر حال تفسیر آیہ سورۂ ال عمران کی ملا فتح اللہ صاحب کی تفسیر سے عرض کرتا ہون ومکروا مکر کردند یہودیان بانوجہ کہ جمعے را در حقیقت برانگیختند تا قصد قتل عیسیٰ کنند و ہر جا کہ فرصت یابند بروے دست برد نمایند انتہی بقدر الضرورۃ اور ومکر اللہ کی یون تفسیر فرمائے ہین - وخدای جزای مکر بد ایشان رسانید انیکہ عیسیٰ را علیہ السلام بہ آسمان برد وصورت او بر مہتر ایشان افگند کہ تا او را بجاے عیسیٰ بکشند واللہ خیر الماکرین وخدا بہترین مکر کنندگانست یعنی تواناتر بر رسانیدن ضرر از جاے کہ گمان نداشتہ باشند ویا بہترین مکافات کنندگانست اہل مکر را وجزا دادن خدا یہود را بر مکر ایشان - اور جس جگہہ لفظ

مکر کا بشان خدا کلام اللہ مین آیا ہی اُس جگہہ مفسرین نے یہ معنی نہین لکہی جیسا کہ جناب نے معاذ اللہ نسبت خدا کی قیاس
فرمایا ہی - صاحب جواہر التفسیر اس لفظ کی یون تفسیر کرتے ہین - مکر از ان حیثیت کہ در اصل حیلہ ایست کہ بہ آن مضرت
بغیر رساند بجز اسناد نتوان کرد بر سبیل مشاکلت چنانچہ اللہ یستہزی بھم گفتہ اند مکر از خلق حیلہ و خدع است و از خلاق
استدراج و تدبیر خفی - پس حیرت اس بات کی ہی کہ جناب نے اس قصہ عیسیٰ کو ساتھ قصہ جلنیہ کے کن وجوہ سے مماثل کیا -
خدا نے تو یہودیون کو انکی مکر اور حیلہ اور خدع کی کہ جو ساتھہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کی تہی سزا دی اور اس جہان مین
بہی ہر پادشاہ کے یہان واسطے افعال بندگان کی قانون ہی اور اُسمین سزائین مقرر ہین اور خدا تو سب کا بادشاہ ہی
وہ کیونکر انکی مکاری کی کہ جو ساتھ نبی اللہ کے کی تہی سزا نہ دیتا - حضرت خلیفہ ثانی کو کونسی تعزیر حضرت امیر نے تجویز کی کہ مماثل
قصہ حضرت عیسیٰ کے قصہ جلنیہ کا ہوا بلکہ دیکہنے سے کتب شیعہ کے ظاہر ہوتا ہی کہ تا حیات اُنکی مثل شیر و شکر کے باہم ہی
اور منبرون پر تعریفین فرمایا کئے گو بقول حضرات شیعہ کی تقیۃً کیون نہو بخلاف یہود کی کہ اللہ نے اپنی کتاب مین جا بجا
انکی قدح اور ملامت فرمائی ہی آپ فقرہ جناب فما ھو جوابکم فھو جوابنا کا میرے نزدیک جواب یہ ہی کہ خاندان حضرت
مجتہد صاحب سے آپ خلع بیعت کیجئے اور اس روایت جلنیہ کو مفتریات قوم تصور کیجئے آیندہ جو رای جناب کی - باقی
یہ اعتراض جناب کا - آیا جناب الہی کو قدرت نہ تہی کہ حضرت عیسیٰ کو بعینہ بہ شکل اصلی زمین پر قایم رکہتا - یہ بعینہ
بہ شکل اصلی زمین پر قایم رکہنے کی کیا معنی - کیا اونکو کسی اور صورت مین تبدیل کیا تہا اور بعد اُسکے آسمان پر لیگیا -
جناب کو ساتھ اس عبارت کی لکہنا لازم تہا آیا جناب الہی کو قدرت نہ تہی کہ حضرت عیسیٰ کو زمین پر قایم رکہتا تب
معنی مدعای جناب کے درست ہوتے خیر اس جگہہ نزاع لفظی سے اعراض کرتا ہون کہ اوپر خوب سا سمجہا چکا ہون
علاوہ اسکے ایسے توہمات بیجا دلمین پیدا کرنے علماء فحول ذوی العقول کے نزدیک محض سفسطہ ہی - اب کمترین جناب
کی خدمت مین عرض کرتا ہی کہ حضرت آدم علیہ السلام نے گیہون کیون کہایا آیا جناب الہی کو قدرت نہ تہی کہ شیطان کو
اُن پر مسلط نکرتا کہ جسکے صدمہ سے چالیس برس رویا کئے اور انواع انواع قسم کی سختیان اُن پر گذرین اور حسب
روایت شیعہ وکان ابلیس یدخل فی فیہ ویخرج من دبرہ فذلک صار ما فی جوف آدم منتنا جیفۃ غیر طیب
جسد طہر حضرت آدم کو ہمیشہ غیر طیب کیا حضرت نوح و حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ وغیرہم علیہم السلام پر کیون اسقدر سختیان
اور شدائد قوم کی منظور فرمائین - آیا جناب الہی کو قدرت نہ تہی کہ انکی قوم کو ہدایت کر دیتا کہ وہ لوگ انپر ایمان
لے آتے - رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو حسب روایت شیعہ منافقون سے گالیان کیون دلوائین کیا جناب الہی
کو قدرت نہ تہی کہ اُن گالیان دینے والون کی زبان گنگ کر دیتا - حضرت جناب امیر کے گلے مین کیون رسی بندہوائی اور

معاذ اللہ حضرت سیدہ پر کیون لکڈ کوبی کرائی کیا جناب الٰہی کو قدرت نہ تھی کہ اُن رسی باندہنے والون کی ہاتھ خشک
کردیتا اور اُن لات مارنے والون کی پانون توڑ ڈالتا۔ حضرت امیر اور امامین اور سیدہ کو کیون دربدر کوچہ بکوچہ
واسطے خلع خلافت ابوبکر کے پہرایا کیا جناب الٰہی کو قدرت نہ تھی کہ قلوب مہاجرین و انصار کو طرف جناب امیر کے پہیر دیتا
کہ باعث چندین شرور و مفاسد کا بین السنیہ والشیعہ نہوتا ؎ اندکی پیش تو گفتم غم دل ترسیدم + کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است
اور سبب رفعہ اللہ الیہ کا جو مجتہدین جناب نے لکہا ہی وہ باعث ابتہاج و سرور کا چاہئے نہ سبب شک و شبہ و ویل
و ثبور۔ صاحب تفسیر صافی اس مقام مین یون لکہتے ہین فی الفقیہ عن السجاد ان للہ بقاعاً فی سمواتہ فمن عرج بہ الی
بقعة منہا فقد عرج بہ الیہ الا تسمع اللہ یقول فی قصہ عیسی بن مریم بل رفعہ اللہ الیہ والعیاشی عن الصادق
علیہ السلام قال رفع عیسی بن مریم بدرعة صوف من غزل مریم ومن نسج مریم ومن خیاطة مریم فلما انتہی الی السماء
نودی یا عیسی الق عنک زینة الدنیا والقمی عن شہر بن حوشب قال قال لی الحجاج یا شہر آیة فی کتاب اللہ قد اعیتنی فقلت
ایہا الامیر ای آیة ہی فقال ان من اہل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ لانی امر بالیہودی والنصرانی فیضرب
عنقہ ثم ارمقہ بعینی فما اراہ یحرک شفتیہ حتی یخمد فقلت اصلح اللہ الامیر لیس علی ما اولت قال کیف ہو قلت ان
عیسی ینزل قبل یوم القیمة الی الدنیا فلا یبقی اہل ملة یہودی ولا غیرہ الا یؤمن بہ قبل موتہ ویصلی خلف المہدی قال
ویحک انی لک ہذا ومن این جئت بہ فقلت حدثنی محمد بن علی بن الحسین ابن علی بن ابی طالب علیہ السلام فقال جئت
من عین صافیة ترجمہ اور فقیہ مین ہی امام سجاد سے کہ خدا کے آسمانون مین بہت جگہہ ہین پس جسنے عروج کیا اُن جگہون
مین سے کسی جگہہ پر تو اوٹہالیا اللہ نے اوسکو اپنی طرف اور عیاشی رح نے امام صادق سے روایت کی فرمایا امام نے
کہ اُٹہائے گئے عیسی بن مریم صوف کے کرتے مین کہ مریم کے کاتی ہوئے اور مریم کی بنے ہوئے اور مریم کی سئے ہوئے
سے تہا پہر جب پہونچے آسمان پر تو ندا آئی کہ اے عیسی اُتار ڈال اپنے اوپر سے زینت دنیا کی اور قمی نے روایت کی
ہی شہر بن حوشب سے کہا شہر بن حوشب نے کہ کہا مجسے حجاج نے اے شہر ایک آیت خدا کی کتاب مین ہی کہ عاجز کردیا ہی
اوسنے مجہکو مینے کہا کہ اے امیر وہ کونسی آیت ہی کہا اُسنے کہ ان من اہل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ یعنی نہین کوئی
اہل کتاب مگر ایمان لاویگا اُسپر قبل اُسکے مرنے سے قسم خدا کی کہ مین حکم کرتا ہون یہودی اور نصرانی پر کہ گردن مارا
جاتا ہی وہ پہر مین دیکہتا ہون اپنی آنکہہ سے تو نہین دیکہتا ہون اُسکو کہ ہلاتا ہو وہ اپنے ہونٹونکو یہانتک کہ ٹھنڈا
ہوجاتا ہی کہا مینے اصلاح کرے اللہ امیر کی نہین ہی جسطرح پر کہ تو نے آیت سے معنی ٹہرائے ہین کہا حجاج نے کسطرح پر
ہین معنی کہا مینے کہ عیسی اوترینگے قیامت کی دن سی پہلے پس نہ باقی رہیگا کوئی اہل ملت یہودی یا غیر یہودی مگر ایمان

لاویگا اوسپر قبل اُسکی موت کے اور نماز پڑہیگا پیچھے مہدی کے کہا حجاج نے کہان سے یہ بات ملی تجہکو اور کہان سے
لایا تو یہ مین نے کہا کہ کہا ہی یہ مجہسے محمد بن علی بن حسین بن علی ابن ابی طالب نے کہا حجاج نے کہ لایا تو صاف چشمہ سے
اب آپ شناعت قصہ جنیہ کو ساتھ قصہ رفع حضرت عیسیٰ کے موازنہ فرمائے کہ کچھہ بھی لگاؤ ہی نہ کوئی قباحت شرعی نہ
کسی قسم کا گناہ نہ کسی طرح کا حیلہ اور فریب بلکہ ترقی مدارج امت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہر ہوتی ہی کہ امام اِس
مذہب کے نبی اللہ کے امام ہونگے چشم بصیرت سے دیکھئے تو فرق زمین و آسمان اور شرافت قصۂ رفع مسیح و رزالت روایت
جنیہ قبیح عیان ہی اُس قصۂ جنیہ مین جناب نے کیا لطف نکالا عیاذاً باللہ علی رؤس الاشہاد جناب امیر نکاح حضرت ام کلثوم
کا ساتھ خلیفہ ثانی کے فرمائین اور خلوت اُنکی ساتھ ایک جنیہ اجنبیہ کے مبدل کرین اور مجتہد صاحب اور جناب اُسکی جواب
مین یہ ارشاد کرین۔ ہر فعلیکہ از معصوم صادر شود آنرا ناشی از حق تعالی باید دانست۔ اور اُسکی نظیر و دلیل مین قصہ حضرت
عیسیٰ کو پیش فرماوین جناب امیر تو ایک طرف خدا بہی معاذ اللہ مرتکب زنا کا ہوا زیادہ کیا عرض کرون کہ اُس شرط سے
مجبور ہون اب وہ شعر ؎ شادم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتی + گو مشت خاک ماہم بر باد رفتہ باشد۔ اس حال کے
صادق نہین بلکہ یہ شعر حسب حال ہی ؎ جامی چہ لاف میزنی از پاک دامنی + بر خرقۂ تو این ہمہ داغ شراب چیست۔ باقی
جواب قصۂ حضرت موسیٰ اور حضرت خضر اور حضرت ابراہیم علیہم السلام کا اوپر جواب حضرت عیسیٰ کی تصور فرمایا جاوے
کسی وجہ سے مماثل قصۂ جنیہ کے نہین ہو سکتا ہی کیونکہ حضرت خضر علیہ السلام نے قتل نفس وغیرہ جو کیا تہا بحکم الٰہی بغرض
حصول امر دین محکوم رب العالمین تہا جیسا کہ تفصیل اُسکی سورہ کہف مین موجود ہی اور حضرت یوسف علیہ السلام نے
ایک امر محمود و مفید بحق اخوان کیا تہا جس سے فائدہ اخوان بلکہ جملہ خاندان کا اُنکے متعلق تہا اور اتہام سرقہ ظاہری
وغیرہ از قسم حیلۂ شرعی تہا یہ نہین تہا کہ تہمت سرقہ مین وہ لوگ مبتلائے سزائے سرقہ کئے گئے خود کوئی خلل اور فتور
اُنکے مطالب واصلی امور مین آیا بلکہ اِسی ذریعہ سے تفرقۂ صوری اوٹہا اور سب لوگ باہم ہو گئے اور جو کچھہ غبار و
خلل بوجہہ تفرقۂ سابقہ تہا وہ دفع ہوا اور سوائے حصول فوائد طرفین کوئی امر شنیع واقع نہین ہوا اتنا غور نہین کرتے فعل
محض بنظر تخلیص بہائی کے تہا کہ دست حساد و آزار دہندگان سے محفوظ رہین جب نتیجہ اُسکا نیک اور نیت اسمین حسنہ
ہوئی تو یہ فعل عین محمود ہوا نہ مذموم۔ چنانچہ صاف حق سبحانہ تعالی نے خبر دی ہی کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے
بہائی کو پیشتر سمجہا دیا تہا کہ مین تمہارا بہائی عینی ہون تم اب کچھہ غم نہ کرو اُن لوگونکی فعل وعمل کا آیۂ کریمہ ناطق ہی کہ انا
اخوک فلا تبتئس بما کانوا یعملون پس اِس فعل محمود کو مذموم سمجہنا اور انکشاف واقعہ کو اپنے وہم سے مشتبہ اور مہمل رکہنا
اور نتیجہ مماثل قصہ جنیہ نکالنا اور باین وسیلہ اُس لمّ و آلودگی فریب و جعل اپنی زبان سے کہ جو نسبت حضرت مرتضوی اور

دامن عصمت حضرت ام کلثوم زبدۂ اہل بیت تطہیر پر لگتی ہی چھوڑنا محض غلو وبعید از انصاف ہے۔ ذرا تو حرمت و تعظیم
انبیا اور مرسلین ملحوظ رکہئے۔ کجا وہ معاملۂ حیلیۂ مذمومہ کجا یہ معاملۂ حقۂ محمودہ۔ ہان اگر حضرت امیر بہی مثل حضرت یوسف
اول سے حضرت عمر کو چونکا دیتے کہ تم سزاوار اس وصلت کے نہین میرے کہنے پر عمل کرو اور پہر یہ معاملہ کرتے تو بہی
صبر آتا۔ واذ لیس فلیس اور بفرض مان بہی لیا جائے کہ حضرت عمر حضرت علی کے اکراہ سے آگاہ تہے تو بہی تشبیہ نہین
ہوسکتی کیونکہ حضرت علی کو تو من ابتدا اپنا نفع اور حضرت عمر کا ضرر مقصود تہا بخلاف حضرت یوسف کے کہ انکو تو از ابتدا
تا انتہا نفع بہائی کا مقصود تہا پہر کیونکر اسپر اوسکو قیاس فرمایا غرض آپنے اپنی زبان درفشان سے حضرت امیر نجیبۂ
اہل بیت پر تہمت گناہ و دہوکہ بازی معاذ اللہ لگا دی اور حضرت یوسف جو از جملۂ پیغامبران و معصومین ہین انکو بہی
نہ چھوڑا نعوذ باللہ من ہذا الغلو والاعتساف اور رضا بہ قتل نفس خود حضرت اسمعیل علیہ السلام کیطرف سے بہ تعمیل حکم
الہی تہی جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بنظر امتحان وارد ہوا تہا ایسی رضا کو ہرگز خلاف شرع کہنا جائز نہین ہی۔ بخلاف
تبدیل حضرت ام کلثوم ساتھ جنیہ کے کہ اوسمین سوای وقوع زنای مذکور الصدر کے کوئی نفع حضرت عمر کا نہین تہا بلکہ
اتلاف حق زوجیت و نقصان اغراض و فوائد نکاح و امثالہا سے ضرر اونکا تہا حالانکہ جملہ قصص انبیاء موصوفین علیہم
السلام مین بلا اتلاف حق احدی حقیقت مین نفع اُس شخص کا تہا جسکے واسطے ظاہر او ہم خلاف و ضرر کا تہا پس قیاس
قصۂ جنیہ کا اُن قصون پر قیاس مع الفارق ہی زیادہ اس سے بیفائدہ طول دینا اور کاغذ سیاہ کرنا منظور نہین
آپ خود سمجھ لین اور اگر کچھ حوصلہ جناب کو باقی رہے تو کمترین کو اطلاع فرمائین کہ خدمت مین جناب کے جو رطب و یابس ہو
وہ عرض کیا جاوے۔ اب جواب مین صاحب استقصاء الافحام کے کہ جو متعلق بہ حدیث حوض ہی ایک بات جناب کی
خدمتمین عرض کرتا ہون گستاخی معاف اگر جناب کو اس فن مین توغل نہتا یا آپ اس کوچہ سے ناواقف تہے تب کسواسطے
میری تحریر کو جناب قبلہ و کعبہ سید ابو القاسم صاحب کیخدمت سی لیگئے کمترین نے صرف بنظر تفنن طبع اُن جناب کیخدمت
مین لکہا تہا نہ بطور مباحثہ اور مناظرہ کے پس جناب کو ناحق جوش و غصہ آگیا اور اُس غصہ مین گالیان اصحاب
رسول رب العالمین اور علماء و بزرگان دین کی شان مین فرمائین اور کلمات فحش و ناسزا سے دو چار ورق سیاہ و آلودہ
کئے اس مقام پر ایک شعر امان علی سحر کا جو ایک قصیدہ مین ہی یاد آیا اور بی اختیار دل گدگدایا کہ زبان قلم پر لاؤن الا
اُسمین ایک لفظ ایسا ہی کہ جو خارج اُس شرط سے ہی کہ جسکو بارہا عرض کیا ہی اسواسطے اُسکی عرض سی اعراض کرتا ہون
آپ تامل کرین اور انصاف فرمائین کہ میرا سوال کیا تہا اور آپکا جواب کیا ہی کمترین یہ عرض کرتا ہی کہ صاحب استقصاء
الافحام جو حدیث حوض کو اوپر خلفاء راشدین کے صادق فرماتے ہین ثبوت و صدق اُسکا کسی طرح نہین ہوسکتا

کیونکہ رسول خدا صلعم کو التباس اور عدم علم اُنکا کیونکر ہوا کسواسطے کہ حسب روایات حضرات شیعہ وہ مسلمان ہی نتھی
تب لفظ اصحابی اصحابی کا بیکارا اور لغو ہوتا ہی اور جناب اُسکی جواب مین یہ فرماتے ہین۔ بر فرض تسلیم اگر اصحاب ثلثہ
کما ذہب الیہ الشیعہ اُس سے مراد ہون تو غالبًا حسب مذہب سنیہ کوئی اوسکا مصداق ہوگا۔ خدا سمجھے صاحب ایقاب
کو کہ آپکو ناحق تشویش اور تردد مین ڈالدیا کہ ایسے الفاظ تحریر فرمانے لگی کہ جسکی سمجھ سے لوگ عاجز ہین کاش وہ صاحب
کتاب ایقاب بحث عقد ام کلثوم مین حدیث حوض کی بہی بحث کو لکھدیتے تو آپکی مشکل آسان ہوجاتی۔ آپ تامل کرین کہ
جو شخص ابتدا سے انتہا تک دشمن رسول اور اُسکی آل کا ہو اور انواع قسم کی اذیتین اُس شخص کی ذات سے اُن جناب
کو پہنچی ہون وہ شخص کیونکر سامنے خدا کے ساتھ الفاظ اصحابی اصحابی کی پکارا جائیگا اور رسول واسطے شفاعت اُسکی
کیونکر اوٹھین گے۔ کیا خلفاء راشدین رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین نے معاذ اللہ حسب روایات حضرات شیعہ رسول خدا کو
ایذائین نہین دین اور قصد مار ڈالنے اُن حضرت کا نہین کیا۔ کیا صحیفہ ملعونہ اُن لوگون نے واسطے ایذاء اہل بیت کے
نہین لکھا۔ کیا رسول خدا نے حضرت حذیفہ سے نہین فرمایا کہ منافقین فلان فلان بودند۔ کیا اُنکی شان مین یہ آیہ یحلفون
باللہ ما قالوا ولقد قالوا کلمۃ الکفر وکفروا بعد اسلامہم وہموا بما لم ینالوا نہین اوتری جسکا ترجمہ ملای مجلسی نے
حیات القلوب مین ساتھ اِن الفاظ کے کیا ہی سوگند یاد میکنند بخدا کہ نگفتہ اند وبہ تحقیق کہ گفتند کلمہ کفر او کافر شدند
بعد از اسلام ایشان وقصد کردند امرے را کہ بآن نمیرسند۔ کیا اُنکی بیٹیون نے حضرت رسول کو زہر نہین دیا کیا اُن
لوگون نے وقت طلب دوات وقرطاس کے معاذ اللہ رسول خدا کو گالیان نہین دین کیا اُن لوگون نے قصد گھر
جلانے حضرت سیدہ کا نہین کیا۔ کیا اُن لوگون نے حضرت سیدہ کو ایذائین نہین دین۔ کیا اُن لوگون سے حضرت فاطمہ
اِس جہان سے ناراض نہین گئین کیا اُن لوگون نے حضرت محسن کو شہید نہین کیا۔ کیا اُن لوگون نے معاذ اللہ حضرت
سیدہ کو کوڑے نہین مارے کیا اون لوگون نے نعوذ باللہ حضرت امیر کے گلے مین رسّی نہین باندہی کیا اُن لوگون نے
حضرت شیر خدا کو گھر سے مسجد نبوی تک نہین گھسیٹا وغیرہا۔ باوجود اتنے شواہد وبیّنات کی علی مزعوم الشیعہ پہر بہی رسول
مقبول اُنکی شفاعت چاہینگی۔ اور یہ بہی کتب حضرات شیعہ مین مصرّح ہی کہ جب حضرت سیدہ قبر شریف اپنی سے اوٹھینگی تو
نعش حضرت محسن شہید کی لیکر سب سے پہلے زیر عرش رب العالمین جاکر دہائی دینگی کہ ع لوٹا انہونے مجھکو دہائی خدا کی ہے۔
جیسا ملای مجلسی جلال العیون مین فرماتے ہین۔ اول کسی راکہ در قیامت حکم خواہند کرد محسن فرزند امیر المومنین صلواۃ
اللہ علیہ خواہد بود۔ انتہی علاوہ اِسکے جب حضرت صاحب الامر ظہور فرمائینگے تب خلفای راشدین زندہ ہوکر درخت
بند ہوائے جائین گے اور سزائین دیجاوینگی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسجگہہ موجود ہونگے اور یہ سب تماشا

چنگیز خانی کا اپنی آنکھون کے سامنے ملاحظہ فرمائینگے - بعد سب کھیل اور تماشون کے تب حدیث حوض کی نوبت آویگی
باوجود ایسے قرب زمانہ کے حضرت رسول کو التباس ہو جائیگا اور آیہ وافی ہدایہ یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ
خاطر اقدس سے محو ہو جاویگی کہ جو شناخت مومن اور کافر مین نازل ہوئی ہی اتنے بڑے معرکہ کو آپنے ایک لفظ بر فرض
تسلیم فرما کر ٹال دیا اور جواب سے عہدہ برا ہو گئے ؎ ارے عندلیب نادان نہ ہنسا مجھے کہ انشا + ابھی اور لے رہا ہی تو کچھ اور گا رہی ہے
باقی یہ فقرہ جناب کا تو غالبًا حسب مذہب سنیہ کوئی اسکا مصداق ہوگا ہان جناب ہی جو بعد رحلت آنحضرت صلعم مرتد ہونے
التباس اوسمین ضرور ہی اگر زیادہ تصریح کی ضرورت ہو تو منتہی الکلام ملاحظہ فرمالیجئے - اور معنی لغوی اور عرف عام
اطلاق لفظ اصحاب کو ساتھہ اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ جنکے محامد حضرت سجاد علیہ السلام نے صحیفہ کاملہ مین اور
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے کتاب خصال مین لا تعد ولا تحصے فرمائین اور جنکے حق مین رسول مقبول سمع و
بصر و راس و جسم و روح اپنی سے تشبیہہ دین کہ تفسیر حضرت امام عسکری کی شاہد ہی اُن لوگون کو مصداق اولم تتفکروا
ما بصاحبکم من جنة وقال له صاحبه وھو یحاورہ کا فرمائین اسکے معنی مین قرآن کی تحریف ہوتی ہی معاذ اللہ ائمہ اطہار
کے اقوال کی تکذیب ہوتی ہی نئے نئے معنی گڑھے جاتی ہین بمصداق اسکے ؎ دست بیچارہ چون بجان نہ رسد +
چارہ جز پیرہن دریدن نیست - لیجئے آپ کی خاطر سے آپکی دعوی کو مانے لیتا ہون مگر ساتھ ایک شرط کے کہ اس دعوے
پر آپ قایم رہین ایسا نہو کہ موقع وقت دیکھکر دوسری راہ اختیار فرمائین - لفظ اہلبیت کا جو کلام خدا مین وارد ہی اتفاق
علماء اہل حق یہ ہی کہ اُس سے ازواج نبی اور بنی فاطمہ مراد ہین - الا مجتہدین جناب کے ازواج نبی کو اس صفت سے خارج
فرماتے ہین صرف حضرت سیدہ اور امامین اور جناب امیر علیہم السلام کو داخل کرتے ہین اب مطابق دعوی جناب کے کلام مجید مین جس
جس مقام مین یہ لفظ وارد ہوا ہی حضرات ائمہ معاذ اللہ مراد لئے جاوین بلکہ لفظ اہل بیت کا اوپر گربہ کے کہ اخس و
ارذل حیوانات سے ہے آیا ہی چنانچہ حضرت طوسی تہذیب مین حضرت امام جعفر صادق سے بیچ حق گربہ کے فرماتے ہین
ان علیا قال انما ھی من اھل البیت اب مطابق دعوی جناب کے فضائل لفظ اہل بیت کی ساتھ رذائل کے مبدل کئے جاین
وجعلناھم ائمة یدعون الی النار سے معاذ اللہ ائمہ طاہرین مراد لئے جائین اسکے سوا قولہ تعالی من الذین فرقوا دینھم
وکانوا شیعا کہ جو شان مین مشرکین کی ہے حضرات شیعیان علیؑ پر عاید کیا جاوے حضرت سلمان فارسی اور حضرت ابوذر غفاری
کہ جو مقبول حضرات شیعہ ہین اولم تتفکروا ما بصاحبکم من جنة وقال له صاحبه وھو یحاورہ مین بقول جناب کے داخل ہو سکتے
ہین یا نہین الحمد للہ کہ بارہ ہزار اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین حضرات امامیہ کے یہان مرتد ہو کر تین چار بچ رہے
تھے کہ اونکو ہمارے کنان میان صاحب نے داخل سعیر اور اصحاب نار فرما دیا اور طرہ یہ ہوا کہ حضرات ائمہ معصومین بھی

معاذ اللہ اسمین لپیٹے گئی خلفای راشدین کا کمترین کو اب حضرت پیش امام صاحب سے شکوہ اور گلہ باقی نہین ہا سے
شادم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتی + گو مشت خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد۔ بلیمہ یہ تاویلات جناب کی کچھ مستحدث
نہین ہین اگلے مجتہدین جناب کے بہی اسیطرح کے رکاکت اور ہفوات معانی مین جاری فرما گئے ہین کیا جناب نے معنی حدیث
ہما اماماں عادلان قاسطان کانا علی الحق وماتا علیہ فعلیہما رحمۃ اللہ یوم القیامۃ کہ دونون امام ہین عادل
اور انصاف کرنیوالے دونون حق پر تھے اور مرے حق پر اُن دونون پر ہو رحمت خدا کی قیامت کے دن۔ کہ جو
حضرت خلیفۂ اول اور ثانی کے حق مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے وارد ہی نہین سُنی۔ رسالہ ادلۂ تقیہ
در ثبوت تقیہ سنہ ۱۲۸۲ھ لودہیانہ مین طبع ہوا ہی اور مجتہد سید محمد صاحب کے اوسپر دستخط ہین اُس سے نقل کرتا ہون
علماء اہل سنت نے نقل حدیث مین خیانت کی ہی اور اُن الفاظ کو منتخب کرلیا ہی کہ جو بنظر سرسری موہم مدح شیخین کے
ہین حالانکہ باطناً وہ الفاظ ہی سراپا طعن و تشنیع سے مملو اور مشحون چنانچہ خود صادقؑ نے اُسی حدیث مین اُن الفاظ
کے معنی بتفصیل و توضیح ارشاد فرمائے ہین بعد ایک تقریر پوچ ولچر کے اُس رسالہ مین اصل خیانت کے الفاظ اسطرح
پر منقول ہین۔ واضح ہو کہ اصل حدیث یہ ہی کہ بعض مخالفین نے حضرت سے دربارہ شیخین سوال کیا حضرت نے جوابین
از راہ توریہ یہ ارشاد فرمایا کہ ہما اماماں الخ فلما انصرف الناس قال لہ رجل من خواصہ یا ابن رسول اللہ لقد تعجبت مما
قلت فی حق ابی بکر و عمر فقال نعم ہما اماما اہل النار کما قال اللہ تعالی وجعلنا منہم ائمۃ یدعون الی النار واما العادلان
فعدولہم عن الحق کقولہ تعالی والذین کفروا بربہم یعدلون۔ واما قاسطان فقد قال اللہ تعالی واما القاسطون فکانوا
لجہنم حطبا۔ والمراد من الحق الذی کان مستولیین علیہ ہو امیر المومنین حیث اذیا و غصبا حقہ۔ والمراد من موتہما علی الحق
انہما ماتا علی عداوتہ من غیر ندامۃ عن ذلک۔ والمراد من رحمۃ اللہ رسول اللہ فانہ کان رحمۃ للعالمین سیکون خصماً لہما
ساخطاً علیہما منتقما عنہما یوم الدین خلاصہ اِن کلمات کا یہ ہی کہ جب مجلس مخالفین سے خالی ہوئی تو ایک شخص نے
خواص اصحاب سے امام معصوم کیخدمت مین عرض کی کہ مین اِن کلمات سی جو آپنے حق شیخین مین ارشاد فرمائے بہت
متعجب ہوا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ مین نے اُن دونون کو امام سے اِس سبب سے کہا کہ وہ امام اہل نار تھے چنانچہ
حق تعالی قرآن مین کافرون کو امام اہل نار فرماتا ہی وجعلنا منہم یعنی کافرون کو ہم نے امام اہل نار گردانا ہی۔ اور
عادل اسوجہ سے کہا کہ اُن دونون نے عدول کیا تہا حق سے جیسا کہ خداوند عالم کافرون کو انہین معنون سے عادل
فرماتا ہی والذین کفروا بربہم یعدلون مترجم کہتا ہی کہ کتب احادیث اہل سنت مین وارد ہی کہ پیغمبر برحق نے نوشیروان کو
عادل فرمایا ہی حتی کہ سعدی شیرازی نے اسکو بوستان مین نظم کیا اور کہا ہی سے در آوان عدلش بنازم چنان +

کہ سیّد ہر دوران نوشیروان۔ پس جبکہ مدح عادل نوشیروان کافر کو مفید نہین تو شیخین کو بھی مفید نہوگی اور یہ وجہ بھی انہین
سترّ وجہون سی ہے اور قاسط اسوجہ سے کہا کہ قاسط کے معنی ظالم کے ہین چنانچہ قرآن مین وارد ہی واما القاسطون فکانوا
لجہنم حطباً یعنی ظالم جہنم کی لکڑیان ہین پھر امام معصوم فرماتے ہین یہ جو مینے کہا کانا علی الحق تو اس سے مراد یہ کہ وہ
دونون غالب تھے حق پر اور حق مغلوب تھا اور مراد اُس حق سے کہ جنپر غالب تھے امیر المومنین ہین کہ اُنکو اذیت دی اور
اُنکے حق کو چھین لیا مترجم کہتا ہی کہ اس جملہ مین امام معصوم نے جار مجرور کو متعلق گردانا ہی بلفظ مستولیین کہ وہ خبر خاص ہی
اور محذوف ہے بقرینۂ مقام۔ اور مذہب جمہور نحاۃ کا مانند سیبویہ وغیرہ کے یہ ہی کہ جب خبر خاص پر کوئی قرینہ دلالت کرے
تو حذف اُسکا جائز ہی اور چونکہ امام جعفر صادق علیہ السلام باتفاق جمہور اہل اسلام افصح الفصحا اور از جملۂ عرب عربا ہین
کلام انکا بجاے خود مستند ہوگا خواہ موافق نحاۃ کے ہو خواہ مخالف چہ جاے آنکہ بسبب پائے جانے قرینہ کے کلام
اُن حضرت کا مطابق جمہور نحاۃ کے بھی ہی۔ پس اب جاے اعتراض بھی باقی نرہی اور وہ قرینہ یہ ہی کہ علیٰ کے معنی کلام
مین استعلاء کے ہین اور استعلاء اُنکے محاورہ مین بمعنی غلبہ و استیلا بھی آیا ہی چنانچہ ملاحظہ کتب لغت سی معلوم ہوتا ہی کہ
عرب کہتے ہین علوت الرجل ای غلبت پس معنی کانا علی الحق کے یہ ہونگے کہ کانا غالبین علی الحق والحق مغلوب عنہما
اور یہ جو معصوم نے فرمایا ہی کہ مراد حق سے امام بحق جناب امیر ہین امر حق ہی اور کچھ بعید نہین اسواسطے کہ لفظ حق کا
اطلاق خدا اور رسول اور امام بلکہ موت اور قیامت اور قرآن اور کلمہ اور کلام پر ہوتا ہی کما لا یخفی پس اگر مراد حق سے
مولای برحق ہو خلاف حق لازم نہین آتا اور مخفی نرہے کہ اس مقام مین دو وجہین اور بھی ہین کہ حمل کلام معصوم کا انپر
صحیح ہی وجہ اول یہ ہی کہ علی بمعنی استعلاء ہووے پس معنی کانا علی الحق کے یہ ہونگے کہ وہ دونون کہ عین باطل تھے
حق پر فوقیت لے گئی اور اُنھون نے حق کو پست کر دیا جیسا کہ معصوم دعای صنمی قریش مین ارشاد فرماتے ہین پس بنا بر
طریقۂ جمع بین الحدیثین کے ارادہ اس معنی کا کلام معصوم سے صحیح ہوگا اور یہ نوع استعلاء مستلزم استیلا بھی ہی پس اس
وجہ سے بھی مقدر ہونا لفظ مستولیین کا صحیح ہوگا کما فعلہ المعصوم فتامل وجہ دوم یہ ہی کہ کلام عرب مین علی کو مقام
مخالفت اور مضرّت اور عداوت مین بھی اطلاق کرتے ہین چنانچہ شائع و ذائع ہی کہ بیچ محاورہ عرب کے مقام جواب یا
اعتراض مین کہتے ہین وھذا لنا لا علینا یعنی یہ امر نافع ہی واسطے ہمارے نہ مخالف اور مضر ہمارے اور مشہور ہی کہ جب
اثناء راہ مین لشکر حُر جناب سید الشہدا سے ملاقی ہوا تو حضرت نے حُر سے فرمایا اعلینا ام لنا یعنی تو ہماری کمک کو آیا
ہی یا ہماری عداوت پر کمر باندہی ہی وایضاً قال اللہ تعالیٰ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا لھا ما کسبت وعلیھا ما
اکتسبت قال صاحب الکشاف ینفعھا ما کسبت من الخیر ویضرھا ما اکتسبت من الشر پس بنا بر وجہ اسوجہ کے

معنی کانا علی الحق کے یہ ہونگے کہ وہ دونون مخالف حق کے اور دشمن حق کے تہے اور یہی معنی قول آئندہ مین معصوم
نے فرمائے ہین پس ارادہ اس معنی کا کلام امام سے اس مقام مین بہی صحیح ہوئیگا فافہم پہر معصوم علیہ السلام ارشاد فرماتے
ہین کہ جو مینے کہا ماتا علی الحق مراد اس سے یہ ہی کہ عداوت حق پر مرے یعنی جناب امیر کی عداوت تا دم مرگ انکی دلون
مین رہی اور تا دم مرگ نادم نہوئے اس مقام مین علی کو بمعنی عداوت معصوم نے اطلاق فرمایا ہی جیسا کہ ہم نے وجہ
ثانی مین بیان کیا پہر معصوم فرماتے ہین یہ جو مینے کہا فعلیہما رحمۃ اللہ یوم القیامۃ پس مراد رحمۃ اللہ سے رسول
خدا ہین کہ وہ اُن دونون کے دشمن ہونگے بروز قیامت اور انپر غضبناک ہونگے اور اُن سے روز قیامت کو انتقام
لیوین گے ۔ مترجم کہتا ہی کہ اس مقام مین بہی علی کو معصوم نے مقام عداوت مین ارشاد فرمایا ہی اور رحمت خدا ہونا حضرت
رسالت مآب کا مقام شک و ارتیاب نہین حقتعالیٰ خود فرماتا ہی وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین بہرصورت اہل انصاف
پر معانی ان الفاظ کے ظاہر و باہر ہوئے کہ ہرگز یہ الفاظ مقام مدح شیخین مین وارد نہین ہین بلکہ سراپا یہ حدیث
ردّ و قدح شیخین پر دلالت کرتی ہی انتہی بلفظہ پس جناب ان تاویلات کو ملاحظہ فرماوین کہ آپکی تاویلات سے کہین
بڑہی ہوئی ہین فقط چہوٹے اور بڑے کا فرق ہی زیادہ کیا عرض کرون علاوہ لفظ اصحاب کے لفظ امام کا بہی اوپر
کافر کے اطلاق ہوتا ہی ۔ پس ہر ملحد اور زندیق مطابق معنی امام علیہ السلام حاشا عن جنابہم کلام مجید سے معنی مطابق
اپنے مطلب کے نکال سکتا ہی اور کوئی شخص قابل مدح نہین ہوسکتا ۔ اور حیرت ہی باوجود اسکے کہ حضرت امام علیہ السلام تو
تقیہ سے مصون و مامون تہے پہر صاحب سالہ کو لفظ توریہ لکہنا اوپر امام علیہ السلام کے جہوٹہ کہنا ہی ۔ چنانچہ ملا محمد یعقوب
صاحب کلینی در باب عدم تقیۂ حضرت امام علیہ السلام یون کہتے ہین کہ جو صحیفہ امام جعفر صادق کا تہا اُسمین اُنکے لئے
یہ حکم تہا حدث الناس وافتہم ولا تخافن الا اللہ وانشر علوم اہل بیتک وصدق اباءک الصالحین فانک فی
حرز وامان یعنی تمام مخلوق کو فتوی دو اور اُنسے باتین کرو اور کسی سے سوای خدا کے نہ ڈرو اور اپنے اہل بیت کی
علوم کو منتشر کرو اور اپنے آباء صالحین کی تصدیق کرو اسلئے کہ تم حرز اور امان مین ہو اور طرہ یہ ہی کہ حامد حسین خانصاحب
صاحب استقصاء کہ جنکی تحریر اور تحقیق پر جناب کو نازش ہی وہ لفظ اصحاب کو اوپر اہل بیت کرام علیہم السلام کے اطلاق
فرماتے ہین چنانچہ بحث حدیث اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم مین یون مصرح ہین ۔ مراد از اصحاب در حدیث
اصحابی کالنجوم الخ اہل بیت علیہم السلام اند ۔ گستاخی معاف آپکو لازم ہی کہ اُن جناب کیخدمت مین یہ شعر لکھ بھیجئے
اے عہد شکن با تو اگر کار نبودی + کار دل ما اینہمہ دشوار نبودی ۔ بعد اسکے آپ فرماتے ہین کہ ابن ابی سلول وغیرہ
پر جنکا کفر متفق علیہ ہی اطلاق اصحاب کا مروج تہا ولو مجازاً اول تو یہ قول جناب کا بلا سند ہی مجرد آپ کا بیان کیونکر

مان لیا جاوے دوسرے جناب کیخاطر سے مان لیتا ہون الا آپ یہ تو فرمائین کہ روز محشر رسول مقبول صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم اُس مردود کو پکارینگے کہ اے فرشتو اسکو کہان لئے جاتے ہو یہ تو میرے اصحاب مین سے ہے اور خدا اوسکے
جواب مین فرمائیگا لاتدری ما احدثوا بعدک اور اُسکا جواب رسول مقبول یہ فرمائینگے فاقول کما قال العبد الصالح
وکنت علیھم شھیدا الخ اور اُسکے جواب مین اللہ پاک فرمائیگا فیقال انھم لن یزالوا مرتدین علی اعقابھم یہ سب اثبات
حق کے اقوال ہین یا انیاب اغوال فاعتبروا یا اولی الالباب وقولوا ان ھذا لشئ عجاب حضرت یہ مرحلہ ایسا دشوار
گذار ہے کہ بڑے بڑون نے سپر ڈالدین ہین ہتیار کہولدئے ہین یہ بیچارہ صاحب استقصاء کہ تحریر پالک کے مرد
ہین کس گنتی اور شمار مین ہین ایک تحریر انہین حضرت کی آگی اسکے انشاء اللہ تعالی لکھونگا اوس سے آپ پر ظاہر ہوگا کہ
یہ حضرت انصاف سے کسقدر دور جاتے اور بہاگتے ہین علاوہ اسکے حقیقی اور مجازی کیواسطے قرینہ بہی ضرور ہے کیونکہ
جب معنی حقیقت مہجور اور متعذر ہون تو ایسی صورت مین حقیقت کو ترک کرنا نہین چاہئے کسواسطے کہ مجاز لباس
مستعار ہے اور لباس مستعار بحالت ضرورت کے ہے اور چونکہ بسبب غیر مہجور اور غیر متعذر ہونے حقیقت کی کچھ ضرورت
مستعار کی نہین ہے پس ایسی حالت مین ارادہ مجاز کا اور ترک حقیقت کا مناسب نہین ہے سوای اسکی ارادہ مجاز
کیلئے قرینہ صارفہ ظاہر الدلالۃ ضرور ہے نہ جناب کیطرح رجماً بالغیب کافر و ملحد منافق سب پر اصحاب کا لفظ اطلاق کر دیا
ع تم جسے چاہو چڑہا لو سر پہ اور صفت و ثنا صاحب استقصاء کی جناب کو ضرور چاہئے کسواسطے کہ اس مذہب شیعہ
کی اُنہین کی ذات نے بزعم جناب کے آبرو رکھ لی ورنہ صاحب منتہی نے کوئی دقیقہ بے آبروئی اس مذہب کا اوٹھا
نہین رکھا تھا مجتہد صاحب نے تو جامہ اجتہاد تہ کر ہی دیا تھا سبحان علیخان صاحب مواد حشو ولغو جمع کر ہی گئی تھے ع
قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند صاحب استقصاء نے اپنے سر پگڑی باندہی جو کچھ انکی طبع عالی مین مضامین اگلے
اور پچھلے منجلے ہوئے وہ سب آپکی نزدیک وحی آسمانی ہوئے انکی لطافت تحریر کے دو ایک نمونے عرض کرتا ہون
انصاف فرمائیگا علی بن عیسیٰ اردبیلی امامی اثنا عشری نے اپنی کتاب کشف الغمہ مین یہ حدیث لکھی ہے انہ سئل الامام
ابو جعفر علیہ السلام عن حلیتہ السیف ھل یجوز فقال نعم قد حلی ابو بکرؓ الصدیق سیفہ بالفضۃ فقال الراوی اتقول
ھکذا فوثب الامام عن مکانہ فقال نعم الصدیق نعم الصدیق نعم الصدیق من لم یقل لہ الصدیق فلا صدق اللہ
قولہ فی الدنیا والاخرۃ ترجمہ کسی شخص نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ تلوار کے قبضہ کو حلیہ کرنا درست ہے یا
نہین تب امام نے جواب دیا کہ ہان اسلئے کہ ابو بکر صدیق کی تلوار کے قبضہ پر بہی حلیہ چاندی کا تہا راوی کہتا ہے کہ اُسنے
امام سے عرض کیا کہ یا حضرت آپ بہی ابو بکر کو صدیق کہتے ہین یہ سنتے ہی امام اپنی جگہ سے اوچہل پڑے اور کہنے لگے

*

کہ ہان وہ صدیق ہے ہان وہ صدیق ہے ہان وہ صدیق ہے جو کوئی اُسکو صدیق نہ کہے خدا اُسکی دنیا و آخرت
مین تصدیق نکرے۔ قبل لکھنے لطافت عبارت صاحب استقصاء کے اس حدیث کے باب مین جو گفتگو با خود ہا
علماء شیعہ مین ہوئی ہی کتاب آیات بینات سے التقاط کرکے لکھتا ہون بعد اسکے صاحب استقصاء کی لطافت کو
بیان کرونگا۔ قاضی نور اللہ شوستری نے احقاق الحق مین اس روایت سے انکار کیا ہی کہ کچھ پتہ و نشان اس روایت
کا کشف الغمہ مین نہین ہی بلکہ ایسی روایت کا کشف الغمہ مین موجود ہونا خلاف قیاس ہی اسلئے کہ اُس کتاب
مین پیغمبر خدا اور ائمہ اثنا عشر کا حال لکھا ہی نہ ابو بکر کا تو کیا وجہ تھی کہ مولف اُس کتاب کا ایسی روایت کو لکھتا چنانچہ
الفاظ عبارت قاضی صاحب کے یہ ہین وکذا الحال فیما نقلہ عن راس التعصب الحیف من حدیث حلیتہ السیف
لیس ذلک فی الکتاب عنہ اثر ولا خبر وایضاً لامناسبۃ لذکر ذلک فی ہذا الکتاب المقصود علی ذکر النبی صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم والائمۃ الاثنا عشر وذکر اسمائہم وکناہم واسماء آبائہم وامہاتہم وموالیدہم ووفیاتہم و
معجزاتہم کما لا یخفی علی من طالع ہذا الکتاب اب اس عبارت قاضی صاحب کی تکذیب قول مجتہد صاحب سے کہ جو
طعن لا کلام مین ہی کرتا ہون۔ روایت نعم الصدیق را استناد بکتب شیعیان نمودہ از کتاب کشف الغمہ نقل کردہ
چون اتفاق مراجعت بہ آن کتاب شدہ مصنف آن مولانا الوزیر علی بن عیسی اردبیلی است از ابن الجوزی کہ از
مشاہیر علماء اہل سنت است روایت مذکورہ را نقل کردہ۔ اس تحریر سے موجود رہنا روایت مذکور کا کشف الغمہ
مین ثابت ہوا آب تکذیب توجیہ مجتہد صاحب کی علامہ معز الدین کی عبارت سے کہ جو صدر کتاب امامت مین لکھے
ہین کرتا ہون۔ کہ کتاب کشف الغمہ از تصنیفات وزیر سعید اردبیلی است وانچہ در کتاب مستطاب مذکور است مقبول
طبائع وموافق مخالف است۔ انتہی۔ پس گو کہ صاحب کشف الغمہ نے یہ روایت ابن جوزی سے ہی لکھی ہو لیکن
جبکہ وہ التزام اس امر کا کر چکا ہی کہ جو روایات لکھی جائینگی وہ مقبول فریقین ہونگی۔ پس توجیہ مجتہد صاحب کی بیکار
ہوئی اب لطافت اور متانت صاحب استقصاء کی جسکو پیش امام صاحب ساتھ ان الفاظ کے تعریف فرماتے ہین۔
(اور کتاب مستطاب استقصاء الافحام عجب کتاب متین ہی اور عجب تحقیق لطیف و تفصیل منیف پر مشتمل ہی) سنئے حضرت
اس حدیث کی بحث مین فرماتے ہین۔ اول آنکہ ازین کلام اردستانے نہایت انچہ مستفاد میشود این است کہ انچہ در
کشف الغمہ مذکور است از اہل حق ہم قبول میسازند وبہ رد وانکار آن نمی پردازند واین امر آخر است وبودن روایات
کشف الغمہ از اجماعیات واتفاقیات اہل حق واہل خلاف کہ مخاطب مدعی آن است امر آخر زیرا کہ مفہوم ثانی است
کہ اہل حق در روایت این روایات شریک اند واز قبول کردن آن روایات این معنی مستفاد نمی شود چہ قبول روایات

بانیوجہ ہم متصور است کہ اہل خلاف روایت آن کردہ باشند واہل حق قبول نمودہ باشند وقبول گاہی باین معنی
است کہ این روایت را صحیح میدانیم وانچہ دران مذکور است آنرا حجت میگیریم وگاہے باین معنی کہ چون بآن بر بعضے
مطالب خود احتجاج میکنیم پس برائے این امر قبولش کردہ ایم نہ باین معنی کہ خصم بہ آن بر ما احتجاج نماید۔ دوم آنکہ کلام
زر دستانی محمول بر اصول ومقاصد آن کتاب است یعنی انچہ دران کتاب برای احتجاج واستدلال از اہل خلاف نقل فرمودہ
مقصود بالذات است مقبول اہل حق ہم است نہ اینکہ انچہ مقصود بالذات نیست ومحض استطرادا وتبعا نقل شدہ آنہم مقبول
است ولیاقت حجیت نزد اہل حق دارد حاشا وکلا۔ اس عبارت کو جناب ہماری ملاحظہ کرین قصور معاف مجذوب
کی بڑ معلوم ہوتی ہی یا جانورون کی بولی یا ہذیانات مجانین۔ کسی جگہہ سے یہ نہین معلوم ہوتا کہ حضرت کیا قبول فرماتے
ہین اور کیا انکار کرتے ہین اور بقول آپکی کس جگہہ تنافت ہی اور کس جگہہ لطافت لاحول ولا قوۃ الا باللہ ایسا جواب تو
کوئی نادان شیعہ بھی نہ لکھے گا جیسا کہ حامد حسین خان صاحب سرمایۂ افتخار حضرات شیعہ نے لکھا ہی اس مقام کو صاحب
آیات بینات نے خوب لکھا ہی انتباہًا عرض کرتا ہون۔ صاحب استقصاء الافحام نے کہ جسکی کتاب پر آجکل شیعون کو
بڑا فخر ہی نہایت جودت طبع کو دخل دیا ہی اور اپنی دقیقہ فہمی اور نکتہ سنجی سے اسکا جواب دیا ہی کہ اس کلام زر دستانی
سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ جو کشف الغمہ مین مذکور ہی اُسکو اہل حق بھی قبول کرتے ہین اور اُسکا انکار نہین کرتے اور یہ امر
آخر ہی اور ہونا روایات کشف الغمہ کا اجماعیات اہل حق اور اہل خلاف سے دوسرا امر ہی اسلئے کہ قبول کرنا کبھی
اسلئے ہوتا ہی کہ اپنے واسطے حجت پکڑین نہ کہ اس لئے کہ ہر مخالف اُس سے ہم پر حجت پکڑے علاوہ اسکی کلام زر دستانی
محمول اصول اور مقاصد کتاب کشف الغمہ پر ہی کہ جو مقصود بالذات ہی اور وہ مقبول اہل حق ہی نہ کہ وہ جو مقصود
بالذات نہین ہی وہ بھی مقبول ہی کہین صاحب استقصاء کی اس تحریر کا مطلب نہین معلوم ہوتا اور اس سے یہ مشکل
مسئلہ حل نہین ہوتا۔ ہمارا یہ قول ہی کہ مولف کشف الغمہ مین جو روایت لکھی ہی خواہ وہ اپنے یہان سے لی ہو خواہ
سنیون سے وہ روایت وہی ہی جسکو علماء شیعہ نے قبول کیا ہی اور اس سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ یہ روایت نعم الصلح الخ
بھی مقبول علماء شیعہ ہی خواہ مولف موصوف نے اپنی کسی عالم کی کتاب سے نقل کی خواہ ابن جوزی کے کسی نسخہ سے لی ہو
اور اس سے مجتہد صاحب کی وہ توجیہہ کہ یہ روایت ابن جوزی سے نقل کی ہی باطل ہوتی ہی اور صاحب استقصاء کی
تحریر سے کچھہ مطلب حاصل نہین ہوتا حقیقت مین وہ بیچارہ کیا کرے ایسا بر دمات پڑ گیا ہی کہ نہ کچھہ کہہ سکتا ہی اور نہ
کچھہ جواب دے سکتا ہی اپنے مجتہدین اور علماء کے اضطراب پر حیرت کر کے جہانتک اُس سے ہو سکتا ہی اُنکی بات بناتا ہی اور
چونکہ جھوٹی بات کو کوئی سوای ایسی ابلہ فریب تقریرون کے سچ کر کے دکھلا نہین سکتا اسیواسطے وہ بھی ایسی ہی پوچ

باتون سے اپنا دل خوش کرتا ہی اور نہایت تعجب کی بات ہی کہ ایسی توجیہ لاطائل جو صاحب آستقصاء نے کی ہی کسی لڑکے کی زبان سے بہی نہ نکلے گی یعنی اسکا تو اقرار ہی کرتے جاتے ہین کہ جو کچھ کشف الغمہ مین لکھا ہی وہ مقبول فریقین ہی اور جب اسکو بعض روایات مین اپنے مذہب کے حق مین مضر جانتے ہین تو اُسکی توجیہ اسطرح کرتے ہین کہ مقبولیت سے صرف انہین روایات کی مقبولیت مراد ہی جس سے ہم حجت کرین نہ کہ وہ روایات جس سے مخالف ہم پر حجت کرے یا قبول سے اُن روایات کی مقبولیت مراد ہی جو کہ مقصود بالذات ہین نہ وہ روایات جو کہ مقصود بالذات نہین ہین اور یہ خیال نہین فرماتے کہ ایسی توجیہات پوچ ولچر کو مخالف کب سُننے گا اور وہ ایسی باتون کو کب مانیگا۔ انتہی بلفظہ بعد اسکے اور توجیہات صاحب آستقصاء کو رد کیا ہی بسبب طوالت کے اُسکی اعادہ سے اعراض کیا دوسری متانت اُن حضرت کی اور دکہاتا ہون کتاب عبقات الانوار مین حضرت نے جس جگہہ بحث تشیعیت ہارون الرشید وغیرہ کی فرمائی ہی اور جرح وطعن تحریر فاضل کامل مولوی رشید الدین خان مرحوم پر کی ہی اور شرح عبارت مجالس المومنین فرمائی ہی قابل ملاحظہ کے ہی سب بترتیب درج قرطاس کیجاتی ہی عبارت نقتی رشید الدین خان مرحوم۔ چہارم آنکہ قاتلین ائمہ اطہار واولاد ابرار شان بقبیح ترین انحاء قتل نزد بعضے کبرای امامیہ در زمرۂ رفقیۂ شیعہ داخل اند چنانچہ قاضی نور اللہ شوستری در مجالس المومنین در مجلس ششم کہ معنون است بہ آنکہ مجلس ہشتم در ذکر ملوک نامدار وسلاطین کامگار از فرقۂ ناجیہ اولو البصائر والابصار در ترجمۂ منصور دوانقی فرمودہ چون در اوائل خلافت علویہ با او در مقام خلافت بودند شیعہ را از متابعت او منع کردہ میگفتند کہ خلافت حق آل علی است ابوجعفر مضطر گردیدہ تدبیر حال خود در آن دید کہ با اہل سنت وجماعت موافقت نماید وبہ امداد ایشان ہجوم علویہ را از خود دفع نماید لاجرم در یکی از مجالس از روی خشم قسم یاد کردہ گفت واللہ لارغمن انفی والوفھم وارفع علیھم بنی تیم وعدیؓ یعنی بینی خود وبینی علویہ را بر خاک خواہم مالید وعلی رغم ایشان بنی تیم وبنی عدی را کہ عبارت از ابوبکر وعمر باشند بر حضرت امیر المومنین تقدیم خواہم نمود واظہار مذہب اہل سنت وجماعت خواہم کرد پس بمقتضاء قسم خود عمل نمود در خطبہ ذکر خلفاے ثلثہ را بر ذکر حضرت امیر المومنین تقدیم نمود ودشمنی آل علی را آشکار کرد وبسیار کس از سادات وعلویان را بکشت ودر دیوار جامع منصور کہ در بغداد است بسیاری از بنی فاطمہ را زندہ دفن کرد ومحمد وابراہیم ابنای عبداللہ بن الحسن بن علی بن ابی طالب بروی خروج کردند ولشکر فرستاد تا ایشان را بقتل آوردند واصوب آن بود کہ نظر بہ آن اعمال عقوبت مآل کہ بے شبہ طریق عقو وشفاعت حضرت پیغمبر وآل را بر او مسدود ساختہ ذکر او را درین کتاب نیاریم ومثال او را بہ اہل سنت ارزانی داریم امّا چون مبناے کتاب بر رعایت جانب اعتقاد بود ومعہذا منصور

مذکور در مقامیکه او را خوف زوال نبود اظهار تشیع قولاً و فعلاً می نمود چنانچه بعد ازین مذکور خواهد شد انتهی ما اردنا نقله
و این عبارت پر بشارت با وجود نص بودن آن بر تشیع منصور دوانقی مشتمل بر فواید بسیار است که تنبیه بر بعض آن برای
اهتزاز طبائع ناظرین درکار است از انجمله است غایت حمایت مثل منصور به ذکر بدایت علویه در خلاف در زیدین
برا او و منع نمودن به شیعه از متابعت او و قتلش ایشان را با ضطرار که موهم عذر مسموع از طرف او در قتل و هتک
حرمت و آشکار کردن دشمنی سادات میشود و از انجمله است آنکه تشیع همچو مشرب عذب وسیع المشارب است که با وجود
آشکار اکردن دشمنی آل علی و قتل بسیارے از ایشان و دفن کردن بسیارے از بنی فاطمه زوال نمی پذیرد و از انجمله است
آنکه اعتقاد تشیع با وجود بند شدن راه عفو و شفاعت حضرت پیغمبر و آل از بعض اہل آن مرتفع نمی شود زہی مذہب قوی
بنیاد که استحکامش قوی تر از بنائے ہرمان است۔ و اگرچه لطافت این عبارت بسیار است لیکن روماً للاختصار برہمین
قدر اکتفا رفت۔ و نیز جناب قاضی صاحب در کتاب مذکور در مجلس مر بوز در ترجمۂ ہارون بعد ذکر واقعه حبس کردن
و بشهادت رسانیدن او حضرت موسی کاظم را ارشاد کرده که ہارون با اینهمه اعمال و خامت مآل که بواسطه حب جاه
ازو سرزده در عقیده تشیع راسخ بود و از نصرت آن مذہب مسرور می بود لاجرم بوجهی که در مجلس پنجم گذشت ہموارہ
ہشام ابن الحکم را از تلامذۂ حضرت امام جعفر صادق بود با علمای اہل خلاف در مباحثه مذہب انداختی و ایشان را
در شکنجه مناظرۂ او مالیده ملزم ساختی و به آن مفتخر و مسرور بودی و ہشام را جواہر و عطایا مقرر فرمودی صاحب طرائف
آورده که در ترجمۂ ہارون الرشید از تاریخ نیشاپور که تالیف حاکم ابی عبدالله نیشاپوری است مسطور است که روزے ذکر
آل ابی طالب نزد رشید همی گذشت رشید گفت که عوام توہم کرده اند که من علی و اولاد او را دشمن میدارم واللہ چنین
نیست که ایشان گمان کرده اند و خدا میداند شدت محبت مرا نسبت به علی و حسین و حسن علیہم السلام و معرفتی که مرا الفضل
ایشان حاصل است لیکن چون ما طلب خون ایشان از بنی امیه نمودیم و خدای تعالی ما را سلطنت روی زمین داد و علویین
را نزدیک ساختیم و با ایشان مخالطت نمودیم بر ما حسد بردند و از ہر طرف بر ما خروج کردند و خواستند که سلطنت
را از دست ما بیرون برند انتهی ما اردنا نقله و فوائد ثلثه که آنفاً در عبارت اولی از مجالس المومنین مبین شده ازین عبارت
ہم مستفاد بلکه جنایت قتل امام بحق که از اشد جنایات است بر آن مستزاد و چون از عبارات مجالس المومنین قاضی نور الله
شوستری معاندت و معادات ظاہره شیعه که بعض سلاطین عباسیه باشند با ائمه طاہره و اولاد عالی درجات آنحضرت
واضح پس ثبوت عداوت ظاہره و اساوت باہره از بعض افراد شیعه نسبت با ائمه امجاد از حکم محکم قاضی عدل مستفاد و
داخل کننده ہمچو اعادی بدکردار در زمرۂ شیعه ابرار اولی البصائر والابصار محض به اقوال آن نخاز که از قبیل اقرار العاقل

لنفسه است از اعاظم موالیان حیدر کرارؑ و آن ہمہ کردار عجائب اطوار علماے خود را فراموش کردہ اہل سنت را بمقتضاے
دینداری و انصاف شعاری معرا از ولاے اہل بیت سید الانبیاء گفتن از نوادر روزگار باشد انتہی و این ہمہ فغان
وغزیو فاضل رشید مبنی بر محض تغافل و عدم تدبر و تامل است چہ پر ظاہر است کہ نسبت تشیع عام بہ قائلین ائمہ اطہار و
اولاد ابرار شان ہرگز موجب لوم وطعن و عیب و ثلب و سبب رمز و لمز و ہمز و غمز و نمی تواند شد زیرا کہ قائلین ائمہ علیہم السلام
نزد اہل حق کافر اند و اشقی الاولین و الآخرین پس تشیع عام کہ دران بسیارے از فرق ہالکہ و ضالہ داخل اند اگر با ایشان
منسوب شود ازان حقیت و نجات و تبجیل و تعظیم شان ثابت نمی شود آری از ثبوت تشیع ایشان لائح میگردد کہ ایشان
امام بحق بعد جناب رسالت مآب صلعم حضرت امیر المومنین را میدانستند و خلافت ثلثہ را باطل و چون بسیارے از ائمہ و
اساطین اہل سنت این عباسیہ را خلفاے برحق میدانند و مبالغہ در تبجیل و تعظیم شان مینمایند پس بہ اثبات تشیع عباسیہ صحت
خلافت بی فاصلہ جناب امیر المومنین و افضلیت آن حضرت بر زبان ائمہ و اساطین سنیہ ثابت شود و نیز کثرت معتقدین
خلافت بے فاصلہ جناب امیر المومنین در زمان اول ثابت شود و زعم واہی تفتازانی و امثال او باطل گردد اما
تشبث بعنوان مجلس ہشتم کہ دران صاحب مجالس عباسیہ را ذکر کردہ پس آن ہم بعنوان بے انصافی بعنوان است
زیرا کہ درین عنوان مذکور است یکی ملوک نامدار و دیگر سلاطین کامگار پس از کجا ثابت توان کرد از فرقہ ناجیہ و لوا لفضل
والابصار بیان ہر دو لفظ است بلکہ می گوئیم کہ از فرقہ ناجیہ الخ بیان سلاطین کامگار است و بس بنا برین آن
سلاطین کہ معتقد بجمیع اعتقادات حقہ و کل ضروریات مذہب اہل حق بودند داخل در سلاطین کامگار باشند و کسانیکہ
بسبب مخالفت بعضی عقائد حقہ خارج شدند از اہل حق مثل بنی العباس و غیر ایشان داخل ملوک و وصف شان بہ
نامدار بنا بر شہرت دنیاوی و صیت حکومت است نہ باعتبار دین فتامل و انصف حتی یاتیک الیقین انتہی ما اردنا
نقلہ من العبقات لاولی الالباب من کلام المفتی الرشید و القاضی السعید و سید السادۃ الاطیاب اب آپ مجھکو
اس متانت اور رزانت کا لطف دکھائیں اور لطافت اور نظافت اس تحریر کی مجھکو بتائیں کہ بجز انتشار اور پریشانگوئی
کہین استقرار اور محکمیت کلام مین نہین سراپا خامہ فرسائی اور محض طول عمل کیا ہے حاجت شرح کی نہین اصل مطلب سنئے
کہ حضرت نے تین رنگ بدلے ہین اول شیعہ عام و خاص دوم ملوک نامدار سے مراد شیعہ عام سوم سلاطین کامگار سے
مراد شیعہ خاص یعنی اثنا عشریہ بجز اس دعوے محض کے دگر ہیچ فماھی الا اضحوکۃ الناس و مواد الفساد و صورۃ الوسواس
حتی یفضح علیھا المجانین و یباھی بھا الشیاطین علاوہ دیگر قبائح کہ بیان انکا تطویل ہے چند باتین عرض کرتا ہون کہ
حضرت نے ہارون الرشید کی شیعیت کو عام قرار دیا ہے اور ثبوت اسکا کچھ نہین بلکہ علی الرغم شیعیت خاص اسکی ثابت

ہی کیونکہ قاضی صاحب فرماتے ہین۔ ہمواره ہشام بن الحکم را کہ تلامذۂ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام بود
با علماے اہل خلاف در مباحثہ مذہب انداختی وایشانرا در شکنجۂ مناظره او مالیده ملزم ساختی و بہ آن مفتخر و مسرور
بودی وہشام را جواہر وعطایا مقرر فرمودے۔ اور دوسری جگہہ خود یون رقمطراز ہین۔ آرے از ثبوت تشیع
ایشان لازم میگردد کہ ایشان امام برحق بعد جناب رسالت مآب صلعم حضرت امیر المومنین را میدانستند و خلافت
ثلثہ را باطل۔ آپ غور فرمائین کہ ہشام بن الحکم جو تلامذۂ حضرت جعفر صادق اور شیعہ خاص سہی ہے اور جسکی تعریف
مین مجتہدین لکھنؤ بہی تر زبان رہے ہارون الرشید اُسکے مباحثات اور اُسکے الزامات سے جو وارد علی اہل الخلاف
ہون خوش ہو اور اُس پر مسرور و مفتخر ہو اور باعانت اور صلہ اُسکے اُسکو جواہر وعطایا مقرر فرماوے اور عقیدۂ
حقیت خلافت بلافصل جناب امیر و بطلان خلافت حضرات ثلثہ کہ جو اصل الاصول اور اخص العقائد اور اعظم الفروعیات
مذہب اثنا عشری مین ہی اور بقول قاضی صاحب بنای کتاب بر رعایت جانب اعتقاد ہی ایسے عقیدۂ شریفہ کو دل
مین رکہکر ساتھ خواص شیعہ کے مساہم اور مشارک ہو پہر بہی عوام شیعہ مین داخل اور خواص شیعہ سے خارج سمجہا جاوے
اے منصفین صادقین سچ فرماؤ کہ کیا فرق اوسکا باوجود ان وجوہ کثیره کے خواص شیعہ سے رہا خصوصیت اور
وحدت اُسکی تو خود ابتہاج و افتخار الزامات و مباحات ہشام بن الحکم سے ثابت ہو چکی اور کچہہ شک نہین کہ معاونت
اور مفاخرت اور مسرت اُسکی ان اُمور مین ثمرۂ موافقت اور نتیجہ رغبت بلکہ وحدت سمجہی گئی پس جو ہشام کو کہا
وہی اوسکو کہو خدا اُنکو انصاف دے اور قلب صاف و شفاف و لاجواب عندنا الاہل الاعتساف باقی رہی یعنی
ملوک نامدار و سلاطین کامگار کے ۵ کیا کہون کچہہ کہا نہین جاتا + اور چپ بہی رہا نہین جاتا۔ ان حضرت کو
کس سے تشبیہہ دون اور انکے اقوال کو کیا کہون سفسطہ کہون یا شقشقہ کیا کہون بے سر و بن سراسیمہ و تشتتانہ
فرمایا ہے ہین میری سمجہہ مین کچہہ نہین آتا کہ کہان سے اخذ و ایجاد اس معنی کا کیا ہی یہ معنی حضرت کے شکم زاد ہین معلوم ہوتا
ہی کہ ورانتہ حدیث کبر بطنی سے حضرت نے بکر فکر سے پیدا کیے ہین ورنہ ظاہر عبارت ملای شوستری سے کنایتہ یا
صراحتہ کہین پتہ نہین چلتا اور تفرقہ نہین پایا جاتا۔ اب آپ ہی انصاف کرین کہ بجز انتشار و اضطرار و تذبذب
و تزلزل کے کہان متانت و استقرار اور کس جگہہ رزانت و وقار اس تحریر لطیف اور تفصیل منیف مین پایا جاتا ہی
اب کہان تک سید صاحب کی تحریر کی ادہیڑ بن کرون جناب کی ملالت کا بہی خیال ہی چونکہ اس بحث مین ذکر
رجعت حضرت صاحب الامر دالزمان کا ایک جگہہ آگیا ہی ایک لطیفہ مولانا حیدر علی صاحب کا کہ جو رسالہ اُنموذج مین
مین لکہا ہی بے اختیار یاد آیا چونکہ خالی از فائده نہین اسواسطے عرض کرتا ہون۔ بنارس کے کوتوال مرزا پانچو

نے جب روایتین رجعت کی سنین اور امام مہدی کا طمطراق سے آنا اور شیخین مغطلین کا قبرون سے نکالا جانا سنا ایک
چھنگاڑ ایسی ماری کہ امام باڑہ ہل گیا لوگون نے سبب پوچھا کہا صاحبو جبھی تک امید تھی اس ریاست کی کہ صدیق و
فاروق نہ آئے تھے اونہون نے جب شیر خدا کو قابو مین کر لیا تو یہ مہدی بیچارہ اُنکی سامنے کیا کر سکیگا خلافت مین کیا
چلیگا ہاے رجعت مین جو آس بندہی تہی وہ بہی ٹوٹ گئی۔ بحث کتاب وجیزۂ سبحان علیخان مین جو جناب نے یہ فقرہ لکھا
ہے (کہ فرقہ ناجیہ خلافت ثلثہ کو خلافت رسول کب جانتے ہین) یہ تحریر جناب کی عدم واقفیت حدیث ائمہ اطہار پر
دلالت کرتی ہی یا ایک معمولی جواب ہے جسکو علما جناب کے ہمیشہ لکھا کرتے ہین اول حدیث جناب امیر کی اثبات خلافت
حضرت خلیفہ اول مین کتاب نہج البلاغت مین مشہور اور معروف ہے اصل عبارت عربی بسبب طوالت کے نہین لکھتا صرف
ترجمہ پر اکتفا ہوتا ہی۔ خدا انعام کرے فلان (یعنی ابوبکر) پر جسنے کجی کو راست کیا جسنے امراض نفسانیہ کی دوا کی۔
جسنے سنت کو پیغمبر کے قایم کیا اور بدعت کو دُور کیا اس دنیا سے پاکدامن کم عیب خلافت کی خوبی پائی اور اُسکے فساد
سے پہلے رحلت کی خدا کی اطاعت کو اچھی طرح ادا کیا۔ اور موافق حق کے پرہیزگاری کو پورا کیا کوچ اس دنیا سے
اور چھوڑ گیا آدمیون کو شاخ در شاخ راہون مین کہ نہ گمراہ ہدایت پاتا ہی اور نہ راہ پانیوالا یقین حاصل کرسکتا ہی۔ اب
جناب کے ہاتھ انصاف کہ فرقۂ ناجیہ کا دعوی عدم تعارف خلافت رسول مین صحیح ہی یا ارشاد جناب امیر علیہ السلام کا
اثبات خلافت مین درست ہی۔ اس حدیث جناب امیر مین جو حضرت صاحب تقلیب المکائد نے خدشات لکھی ہین اور
جواب اسکا مولانا حیدر علی صاحب نے ازالۃ الغین مین تحریر کیا ہی اگر لکھون تو طول ہوا اور خارج از بحث گفتگو خلافت مین
شروع ہو جاوے اسواسطے جناب کیخدمت مین عرض کرتا ہون کہ اگر کتب مذکورہ جناب کو دستیاب ہو جاوین تو
ملاحظہ فرما لیا جائے ورنہ اس کمترین کو آگاہ کیا جائے کہ اُنکی مشکل آسان کر دیجاوے دویم وہ حدیث اصحابی کالنجوم
کی جسکو اوراق سابق مین عرض کر چکا ہون جب خلافت اُنکی حق نہوے تو ہدایت پانا اُن لوگون سے کیسا سویم
حدیث ہما اماماں عادلان کہ جسکی بحث اوپر ہو چکی ہی اگر خلافت اُنکی حق نہ تہی تو لفظ امام و عادل وغیرہ کا زبان
امام علیہ السلام کیسا چہارم حدیث حلیۃ السیف کی دیکھئے لفظ صدیق کا کیسا اور خلافت حقہ کے دلالت کرتا ہی
پنجم حدیث امام موسی رضا علیہ السلام کی کہ جسکو ابن بابویہ قمی نے کتاب معانی الاخبار مین نقل کیا ہی عن الحسن ابن علی
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان ابا بکر منی بمنزلۃ السمع و ان عمر منی بمنزلۃ البصر و ان عثمان منی بمنزلۃ
الفواد یعنی امام حسن علیہ السلام روایت کرتے ہین کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر بمنزلہ میرے سمع کے
ہی اور عمر بمنزلہ بصر کے اور عثمان بمنزلہ دل کے پس جو شخص کہ سمع و بصر و دل پیغمبر خدا ہو وہ کیونکر قابل خلافت کی نہو اور

فرقہ ناجیہ کا نہ ماننا یہ دلیل اوپر عدم نجات اُسکی کے ہی ع تا نہ بخشد خدائے بخشندہ۔ ششم دعا صحیفہ کاملہ کہ جسکو حضرات
شیعہ ہر روز بجاے قرآن کے تلاوت کرتی ہین حضرت امام سجّاد علیہ السلام سے ساتھ ان الفاظ کے موجود ہی اول جسکا یہ ہی
اللھم واصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاصۃ الذین احسنوا الصحابۃ والذین ابلوا البلاء الحسن فی نصرہ اور آخر
اُسکا یہ ہی اللھم وصل علی التابعین من یومنا الی یوم الدین وعلی ازواجھم وعلی ذریاتھم انکے الفاظ پر بتامل نظر فرمائیے
اور دلمین سوچئے کہ یہ الفاظ کن امور پر دلالت کرتے ہین مفہم حدیث کلینی کی جسکے مصداق حضرت سید محمد صاحب مجتہد
بھی ہین ساتھ اس عبارت کے (و نہایت انچہ ازین حدیث ظاہر می شود این است کہ مہاجرین ماذون بجہاد کسری و
قیصر بودند) بعد اسکے جو تاویلین مجتہد صاحب نے تحریر کی ہین ان در مولانا حیدر علی صاحب نے ازالۃ الغین مین اسکا جواب دیا
ہی بسبب طوالت کے عرض نہین کرسکتا الا امام جعفر علیہ السلام نے اپنے کلام سے خلافت خلفاء راشدین کے ثابت
ایسی کی کہ تمامی روی زمین کے حضرات شیعہ جمع ہون تب بہی ابطال خلافت کا نکر سکین اسکے سوا بہت احادیث اثبات
خلافت خلفاء راشدین رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کتب شیعہ مین موجود ہین کتب کلامیہ ملاحظہ فرمائیے بملاحظہ اُنکے وسوسہ
عدم انعقاد اجماع و خدشہ اختلاف اقوال صحابہ جو قبل انعقاد اجماع ہوا تہا سب دفع ہو جائیگا۔ بتائید عبارت وغیرہ
آپ نے ایک فہرست قایم کی ہی کہ یہ خلافت تو ایسی تہی کہ جسمین اولاد رسول کی تذلیل اور اذیت مباح سمجھی جاتی تہی اور
بنت رسول کی حق تلفی ہوتی تہی دروازہ گرایا جاتا تہا خانہ اہل بیت رسول پھونکا جاتا تہا الی آخرہ ایک رقم غصب فدک
کو آپنے اس فہرست مین مندرج کیون نہین فرمایا کیا یہ رقم جناب کے نزدیک اُن رقوم مندرجہ فہرست بالا سے اشنع سمجھی
جاتی ہی علماء نے تو جناب کے کچھ بہی حقیقت آگے غصب خلافت کے نہین سمجھی ہی کیا جناب نے ارشاد سراپا رشاد قاضی
نور اللہ شہید ثالث کا مصائب النواصب مین نہین دیکھا ترجمہ اُنکے اقوال کا ازالۃ الغین سے عرض کرتا ہون۔ انچہ
دعوی کرد از برائے خود از امامت از روی ظلم و جور و تعدی و خلاف بر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و بدفع امامی کہ
نصب کرد او را خدا و رسول خدا و استیلای او بر امور مسلمانان پس خلاف خدا و رسول اعظم است نزد حقتعالی از اغتصاب ہزار
فرج از زنان مومنہ چہ جای فرج واحد۔ اب جناب کو لازم ہی کہ آیندہ اگر اتفاق تسوید تحریر کا ہو فہرست مذکورہ بالا مین
بکشادہ پیشانی اس رقم بے بہا فرج کو بہی درج فرمائے گا کہ باعث سرور و خنکی چشم حضرات شیعہ کا ہوگا استغفر اللہ یہ کیسی
بوی محبت اہل بیت کی حضرات شیعہ کے دماغ مین سمائی ہی کہ جس سے در پردہ بلکہ کہلم کہلا دشمنی پائی جاتی ہی مصرع
ستم در پردہ کرتے ہو بظاہر پیار کرتے ہو۔ دیکھئے لفظ ۲۰ و ۲۰۰ و ۳ پر جناب نے کیا کچھ نہ فرمایا کسی کا ازار بند کھولا کسی کا
پاجامہ اوتارا اب اس تحریر پر قاضی صاحب کے حق مین کیا کچھ فرمائین گے کیا عرض کردن ہر وقت ادب مانع ہوتا ہی دنن

اس ازار بند اور پاجامہ کا جواب ایسا دیتا کہ کچھ دنون یاد رہتا افسوس ؎ ز جوش شکوۂ بیداد دوست تیر ستم
مباد مہر سکوت از دہن فرو ریزد + جناب نے اس فہرست مین پرانا سوگنامہ حضرات شیعہ کا درج فرمایا کہ جسکو سنتے ہی سنتے
کان اہل حق کے بہر گئے اور جوابدیتے دیتے منہہ تہک گئے بلکہ حضرات شیعہ کی بہی آنکھون مین روتے روتے ناسور ہو گئے
بقول کسی شاعر کے ؎ سیل اشکم رفتہ رفتہ در گلو زنجیر شد + طفل دامنگیر ما آخر گریبان گیر شد - کوئی نیا مرثیہ فرمایا
ہوتا کوئی نیا نوحہ ارشاد کیا ہوتا کہ آنسو بہی پونچہے جاتے - جناب من یہ وہ خلافت حقہ ہی کہ اگر یہ خلافت قایم نہوتی
تو حضرات شیعہ کی امامت نہ گانہ بہی قایم نہوتی - معاذ اللہ آپ صدیق اکبر اور فاروق اعظم کی نسبت ایسا فرماتے
ہین حق تلفی ہوتی تہی دروازہ گرایا جاتا تہا خانہ اہل بیت پہونکا جاتا تہا - غور کیجئے کہ جب لقب صدیق اور فاروق
حضرت خلیفہ اول و ثانی کا منہج المقال بروایت فضیل کہ منجملہ اجلۂ اصحاب ائمہ اطیاب سے ہے ذیل حدیث ان ۱۲ الجنۃ یشتاق
الی ثلاثۃ مین معترف ہو تب یہ لقب اوپر رحمت اور شفقت کے دلالت کریگا یا اوپر بغض اور ظلم اور نقمت کے اور غدر اور
طائف الملوکی جو یہ نسبت خلفاء کے تحریر فرمائی مجہکو حیرت ہوئی کہ آپ یہ تقریر عالمانہ اور محققانہ فرماتے ہین یا تجاہل
عارفانہ کیون جناب کسکی خلافت کے عہد مین عرب سے عجم تک فتح ہو کر دائرہ اسلام مین عرصۂ زمین در آیا کسکی خلافت
مین ہمالیہ پہاڑ تک پہریرہ نشان اسلام کا اوڑایا گیا کسکے خلافت کے زمانہ مین حضرت شہربانو تشریف لا کر امام سجاد
علیہ السلام کی مان بنائی گئین کسکے خلافت مین مرتدین کا سر اوڑایا گیا کسکی خلافت مین منکرین رسول کا قلع قمع کیا گیا بقول
استاد ؎ درید و برید و شکست و ببست + یلان را سر و سینہ و پا و دست - یہی معنی خلافت و کار نبوت کے ہین
یہی فضل عند اللہ اور یہی رشد خالصاً لوجہ اللہ مقبول و پسندیدہ ہی کیسا دین جگمگا گیا کیسے کیسے کفرہ و فجرہ مثل مردہ
شیاطین سوختۂ شہاب ثاقب اسلام اور واصل و فانی فی النار بواسطہ حسام ہوئے وذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء
اگر طائف الملوکی ہوئی تو بعد اس خلافت حقہ کے ہوئی بقول شخصے طویلہ مین لیتا و ہو گیا نہ ایک ملک فتح ہو کر داخل
حوزۂ اسلام ہوا نہ کہین اسلام شائع ہوا نہ کہین بلاد مفتوحہ مین امن و امان رہی بلکہ فتح کئے ہوئے ملک کسیقدر اطاعت
اسلام سے جاتے رہے یہانتک کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے خلع بیعت فرمایا اور بخوف از دیاد فتنہ و فساد گہر بیٹہ رہی
کہ جب حضرت امام حسین عم نے جو کچہہ فرمایا کتب کلامیہ مین دیکہہ لیجئے یا مجتہد صاحب سے پوچھ لیجئے بخدا کمترین اس قسم کی تحریرات
سے بہت دور ہی میرا یہ طریقہ نہین ہی یہ مذہب نہین ہی یہ کیش نہین ہی یہ ملت نہین وبال اسکا اوپر گردن تحریر حضرت پیش امام
صاحب کے ہی اور آیہ کریمہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک الآیہ جناب نے اثبات خلافت جناب امیر مین تحریر فرمایا
بلیاختہ تحریر ملا مجلسی کی کہ جو رسالہ رجعتیہ ذیل حدیث ششم مین ہی یاد آئی اگرچہ یہ عقیدہ اہل سنت والجماعت کا بیان

ملا صاحب کی زبان سے بی لگاؤ ہے معاذ اللہ نہ کسی سنّی کا ایسا بیان ہی اور نعوذ باللہ نہ ایسا عقیدہ ہے مثل مشہور
نقل کفر کفر نہ باشد لکھتا ہون - شیخ صدوق محمد بن بابویہ قمی وغیرہ از اکابر محدثین رضوان اللہ علیہم اجمعین بہ سند معتبر
از سعد بن عبد اللہ قمی روایت کردہ اند کہ او گفت روزے مبتلا شدم بمباحثہ بد ترین نواصب و بعد از مناظرات بسیار گفت
وای بر تو و اصحاب تو شما گروہ روافض مہاجران و انصار را طعن میکنید و انکار محبت پیغمبر نسبت بہ ایشان مینمائید -
اینک ابو بکر بہ سبب سبقت در مسلمان شدن از ہمہ صحابہ بہتر بود و از بسکہ پیغمبر او را دوست میداشت در شب غار او را با خود برد
و چونکہ میدانست کہ او بعد از آنحضرت خلیفہ خواہد بود کہ مبادا او تلف شود و امور مسلمانان بعد از و معطل شوند حضرت
امیر المومنین بن ابی طالب را بر جاے خود خوابانید برای آنکہ میدانست کہ اگر کشتہ شود ضررے بہ امور مسلمانان نمیرسد
انتہی بقدر الضرورۃ آپ اسکا جواب عاقلانہ ارشاد فرمائے گا مگر ایسا نہ فرمائیگا جیسا کہ ملّا صاحب نے خود بذیل اسی تحریر
کے بزبان حضرت صاحب الامر والزمان علیہ السلام حاشا عن جنابہم لکھا ہی ورنہ بڑی مشکل آپکو پڑیگی واقعی حضرت ملّا
صاحب جہونٹھ کی توڑے اور طوفان کے پڑاڑے اپنی تحریرات مین باندہا کرتے ہین بہادر خان اُنکے ہاتھ لگ گیا تہا
اُسکے خوش کرنیکو ایسی باتین گڑہا کرتے تہے چنانچہ حدیث اول و دوم رسالہ مذکور کی اوپر اس امر کے شاہد حال ہی
کیا آپ حضرت نصیر الدین حیدر بادشاہ کی اچہوتیون سے واقف و آگاہ نہین ہین یہ سب کرشمے حضرت مجتہد صاحب
کی تہے اور کتابون سے اُسے ثابت کیا تہا بہر حال اس تحریر ملا صاحب کو دفع کیجیئے مین انشاء اللہ تعالی کتب حضرات
شیعہ سے ثابت کرتا ہون کہ کوئی پیغمبر از آدم ابو البشر تا حضرت خاتم خیر البشر حضرت علی فرعوم شیعہ سے خوش نہ تہا او
اُنکی خلیفہ ہونیسے کوئی راضی نہ تہا - پہلی بسم اللہ حضرت آدم نے حسد کیا اور نکث میثاق فرمایا علی ہذا جتنے پیغمبر سابق
گذرے اُن سب کا یہی حال تہا چنانچہ کتب کلامیہ موجود ہین دیکھ لیا جاوے اور عداوت آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
کی تو کالشمس فی رابعۃ النہار آشکار ہی کہ خداوند عالمیان نے جب حکم واسطے نصب امامت کی حجۃ الوداع مین فرمایا کہ
انصب علیا للائمۃ و نبہ امتک علی خلافتہ حضرت رسول مقبول نے یہ ارشاد کیا ان اللہ یعلمو بعض اصحابی لعلی انی اخاف
منہم ان یجتمعوا علی اضراری اسی حیص و بیص مین جبرئیل امین آسمان پر گئے اور آئے اور آنحضرت اُسیطرح ٹالا کیے آخر
جب خدا نے دہمکایا یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک الآیہ تب بمجبوری آنحضرت نے یا ایہا الناس ان علیا امیر المومنین
و خلیفۃ رسول رب العالمین لیس لاحد ان یکون خلیفۃ من بعدی سواہ اور رسول خدا نے اس خلافت سے اپنی رسالت
کا استعفا دیا حیات القلوب موجود ہی عبارت اُسکی یہ ہی - کہ حضرت فرمود دحی نمود بسوی من کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم
یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک و ان لم تفعل فما بلغت رسالتہ و اللہ یعصمک من الناس سبب نزول

آن بود کہ جبرئیل نازل شد برمن سہ مرتبہ وہر مرتبہ از جانب خداوند سلام رسانید وعرض نمود کہ درین مقام بایستم
واعلام نمایم ہر سفید وسیاہ را بانکہ علی بن ابی طالب برادر من ووصی من وخلیفہ من است وپیشوای امت من است
بعد از من ومحل او از من محل ہرونؑ است از موسیٰؑ مگر آنکہ پیغمبرے بعد از من نیست ووالی بامر شماست باز بیان فرمود
وقصہ زکوۃ را در عین رکوع فرمود پس سوال کردم از جبرئیل کہ از جناب مقدس آلہی استعفا نماید از برای من از تبلیغ این
رسالت زیراکہ میدانستم کہ پرہیزگاران کم اند ومنافقان بسیار انتہی بلفظہ بلکہ مناقب مرتضوی مین یہ لکھا ہے کہ
رب العالمین کی درگاہ سے خطاب ہوا کہ اے محمدؐ زود تر علیؑ کو خلیفہ کرو ورنہ نام تیرا دفتر رسالت سے خارج کردونگا
معاذ اللہ تو آپ ہی فرمائے کہ حکم خدا مین اسطرح کا حیلہ وحوالہ کس بات پر دلالت کرتا ہی جبکہ آنحضرت کو سخت مجبوری
ہوئی اور عہدۂ رسالت کی نکلجانے کا بہی خوف ہوا تب لفظ خلیفہ کا زبان پر آیا فاعوذ بک رب من ہمزات الذین
یمکرون واعوذ بک رب ان یحضرون۝ علاوہ اسکے قول صاحب قبقاب کا کہ جو متعلق خلافت حجۃ الوداع کے ہے
عرض کرتا ہون - خلاصہ یہ کہ کتاب حزن المومنین مین باین عبارت موجود ہی کہ کلینی وابن بابویہ وشیخ طوسی وشیخ
مفید واکثر محدثین خاصہ وعامہ باسانید معتبرہ از امام زین العابدین وامام باقر وامام جعفر علیہم السلام وغیر ایشان
روایت کردہ اند کہ چون مرض پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شدت نمود جناب امیر المومنین حضرت عباس عم خود را طلب
نمود ودران روز خانۂ آنحضرت پُر از اصحاب مہاجر وانصار بود سر مبارک خود را در دامن حضرت علی علیہ السلام گذاردہ
عباس پیش روے حضرت استادہ بآستین خود مگس از روی مبارکش دور مینمود پس آنحضرت دیدہ کشود وفرمود ای عم المولف

درین ایام شاید مصطفے را رہ عدم گیرد
رسول اللہ دنیا میرود امروز یا فردا
بیا سنج گفت عباس اے پیمبر کو توانائی
محمد را انبر اوا است علی جانشین باشد

رہ ملک عدم بی گفتگوی ہم غم گیرد
مکان قلب چو سروش لب جوئی اگر گیرد
کہ این کا ہشید خوبر گردن این کو الم گیرد
وصی مصطفے باید کہ صید چو من خدم گیرد

ازین دنیای فانی رو نہد در گلشن باقی
قبول الرتبہ مین کن اے عم وزغم وا ان برہا
سر شاہنشہی فرماندہی ہمچون جناب تو
نشیند گر کسے غیر از علی بر جای پیغمبر

جہان جاودان را سر بسر زیر نگین گیرد
عمو باید برادر زادہ را ہم غم گیرد
کنند با نیش دار او دکف جام جم گیرد
ہمان باشد کہ شبنم در تکلف جای یم گیرد

انتہی بعبارتہ - اس کلام سے صاف ہویدا ہی کہ جناب امیرؑ بروز غدیر خلافت مصیر نہ تھے چہ جای فصل وبلا فصل والا خیر الناس
حضرت عباسؓ پر واثقت اور خلافت کو کیون عرض کرتے اور حضرت عباس جناب خیر الناس کو لیاقت جناب امیرؑ کی کیون
جتاتے فافہم ولا تکن من المتشاغبین بلکہ کمترین کو کتب علمائے شیعہ سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ خدا بہی عداوت سے جناب امیرؑ
کی خالی نہ تہا کہ اصرار جناب امیرؑ سے پہلو تہی فرمائی اور کچہہ جواب نہ دیا - چنانچہ ملا مجلسی حق الیقین مین بیچ بحث نصب خلافت
کے فرماتے ہین - پس یا محمدؐ علیؑ را بہ مردم بشناسان وعہد وپیمان را بر ایشان تازہ گردان کہ ترا درین زودی می برم بسوے

خویش حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ترسید از منافقان کہ کفر خود را اظہار کنند و پراگندہ شوند زیرا کہ کینہ ہای ایشان
را نسبت بامیر المومنین علیہ السلام میدانست و سوال کرد از جبرئیل علیہ السلام کہ خدا او را از شر ایشان نگاہ دارد پس تاخیر
کرد اظہار امامت آنحضرت را تا بہ مسجد خیف باز جبرئیل آمد و تاکید کرد و خبر نگاہداشتن از شر ایشان نیاورد انتہی بلفظہ
معاذ اللہ یہ تو وہ طوفان باندہا ہوا اُس یہودی بچہ کا ہی بقول شخصے ع اے ابن سبا اینہمہ آوردۂ تست۔ جس کو
حضرات شیعہ نی بے سمجھے بوجھے قبول فرمایا ہی۔ اب اس عبارت ملا صاحب کو بغور اور تامّل ملاحظہ کرین کہ خدا نے بہی
نگاہداشتن از شر ایشان سے کیسی خاموشی اختیار فرمائی نصب امامت کیواسطے یہ شوراشوری اور نگاہداشتن از شر ایشان
سے بیدلی رسولؐ تو مخوف تہے معاذ اللہ خدا بہی ڈر گیا بقول حضرت صاحب قوت قدسیہ مصنف تحفہ اثناعشریہ کہ ع
این امامت نشد قیامت شد۔ اب جناب کو چاہیے کہ اول قول کو اپنے کہ (فرقۂ ناجیہ خلافت ثلثہ کو خلافت رسول
کب جانتے ہین) ساتھ اس عبارت کے تبدیل فرمائے کہ (فرقۂ ناجیہ خلافت ثلثہ بلکہ خلافت علیؓ کو خلافت رسول
کب جانتے ہین) کہ جنہون نے خلاف وصیت خدا و رسول کے کام کیا۔ رسول نے بحکم خدا اُنکو گہر بیٹہنے کا حکم فرمایا
اونہون نے خلاف اُسکے وکیل فدک کو اوکھاڑ اوٹہایا۔ اور خالد بن ولید کے پیلا ذوالفقار کا مارا اور گالیان دین
حضرات خلفا کو مسجد نبوی مین اور کوچہ بکوچہ خود پہرے واسطے اخذ بیعت کے اور حضرت سیدہ کو بہی پہرایا اور حصہ
لیا اُنکے مال غنائم سے اور نماز پڑہی اُنکے پیچہے ہمیشہ اور صلاح و شورے مین رہی ساتہ اُنکے اور بر سر منبر اُنکی برے کہنے والے
کو حکم کوڑے مارنیکا دیا وغیرہا۔ ابہی آپنے کتب خاندانی اپنی ملاحظہ نہین فرمائین ورنہ ہر دم ازین باغ برے میرسد
تازہ تر از تازہ ترے میرسد۔ قصور معاف مجہکو حسب روایات شیعہ سوای شیطان لعین کے اور کوئی دوست جناب امیرؓ کا نہین
معلوم ہوتا بخلاف انبیاء علیہم السلام کے چنانچہ شیخ صدوق شیعہ کتاب عیون الرضا مین اُس مردود کی دوستی کی روایت
بیان کرتے ہین اور کمترین منتہی الکلام سے اُسکو نقل کرتا ہی قال کنت جالسا عند باب الکعبہ واذا شیخ محدوب قد
سقط حاجباہ علی عینیہ من شدۃ الکبر فی یدہ عکاز وعلی راسہ برنس احمر مدرّاتہ من الشعر فدنا الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم مسند ظہرہ بالکعبہ فقال یا رسول اللہ ادع لی بالمغفرۃ فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاب سعیک یا شیخ وضلّ
عملک۔ فلما ولی الشیخ قال لی یا ابا الحسن اتعرفہ قلت اللہم لا قال ذلک اللعین ابلیس قال علی علیہ السلام فعدوت
خلفہ حتی لحقتہ وصرعتہ الارض وجلست علی صدرہ ووضعت یدی فی حلقہ لاخنقہ فقال لا تفعل یا ابا الحسن فانی
من المنظرین الی یوم الوقت المعلوم واللہ یا علی انی لاحبک وما ابغضک احد الا شرکت اباہ فی امہ فصار ولد الزنا فضحکت
وخلیت سبیلہ۔ خلاصہ اش اینکہ جناب امیر فرمود نشستہ بودم بر در کعبہ کہ ناگاہ آمد پیرے پشت خمیدہ و ابروان بر چشمان

او از غایت پیری رسیده و در دست او عصا و بر سر او کلاه سرخ و بر آن کلاه مدرات از موبها - پس قریب شد آن
پیر بطرف رسول خدا در آن حالیکہ آنحضرت تکیہ کردہ بود پشت خود را از دیوار کعبہ پس گفت آن پیر یا رسول اللہ دعا
کن برای مغفرت من - پس فرمود رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ سعی تو ضائع است ای پیر و گم است عمل تو پس
ہرگاہ پشت داد آن پیر فرمود پیغمبر یا ابا الحسن پنداشتی این پیر را گفتم اے بار خدایا نہ پنداشتم فرمود رسول ہمین است
ابلیس لعین گفت علی پس دویدم عقب او تا آنکہ گرفتم او را و کشتی کردم بزمین افگندم و نشستم بر سینہ او و نہادم ہر دو دست
او را بر حلق او تا مخنوق کنم گلوے او را پس گفت ابلیس لعین چنین مکن یا ابا الحسن بتحقیق کہ من از مہلت یافتگان ام
تا روز معلوم و قسم خدا یا علی بتحقیق کہ من ہر آئینہ دوست میدارم ترا و بغض نکرد ترا کسے از اہل عالم مگر کہ شریک شدم
پدر او را در مادر او پس پیدا شد آن بغض کنندہ تو ولد الزنا پس فرمود حضرت علی خندیدم و گذاشتم او را - پس اس
جملہ واللہ یا علی انی لاحبک پر جو شیخ صدوق نے تحریر کیا ہی غور کیجیئے کہ کیسی گاڑہی دوستی جتا تا ہی اس لعین کو
حضرت صدوق نے کیسا پکا شیعہ بنا دیا - افسوس بسبب اُس شرط مذکور کے اور ترک ادب کی خدمتمین حضرت صدوق
صاحب ور جناب کے کچہہ عرض نہین کر سکتا آپ کو لازم ہی کہ اوپر اس آیہ وافی ہدایہ کے عمل فرمائیے یا ایہا الذین امنوا
لا تتخذوا الذین اتخذوا دینکم ہزوا و لعبا من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم والکفار اولیاء واتقوا اللہ ان کنتم مومنین ترجمہ
اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت پکڑو اُن لوگون کو جو پکڑتے ہین دین تمہارا ٹھٹہا اور کہیل اُن لوگون مین سے
کہ دئے گئے ہین کتاب پہلے تم سے اور نہ کافرون کو دوست اور ڈرو اللہ سے اگر ہو تم ایمان والے تمسخر اور مضحکات
کے سوا ایسی روایت کس امر پر محمول کیجاوے - باوجود دعوی محبت اہل بیت علیہم السلام یہ ستم ظریفی علماء قوم اپنے
کے کیونکر گوارا فرماتے ہین یہ تو صریح دشمنی ہی آور رجال حضرات ائمہ علیہم السلام کا مجتہدین جناب کے ساتھ مطابق مضمون
اس شعر کے صادق آتا ہی ؎ دلم مانند گنجشکے بدست طفل نادانی + کہ از جان دوست تر دارد و لیکن دشمن جانی -
بعد اسکے استدلال تحریر و جیزۂ سبحان علیخانصاحب خلاف آہنگ قصہ جمل مین آیت وقرن فی بیوتکن الخ کو آپنے
تحریر کیا بے اختیار شعر مشہور ع چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا - یاد آگیا کہان بیان و جیزۂ سبحان علیخانصاحب
اور کہان قصہ جمل و نہروان خانصاحب فیصلہ ثالثی باغ فدک مین کرتے ہین اور آپ اوسکے جواب مین قصے پرانے
جمل و قرطاس وغیرہ کے سناتے ہین وہ فقرہ مفتی امیر حیدر صاحب مرحوم مغفور کا کہ جسکو خط ثانی مین بنام قبلہ و
کعبہ سید ابو القاسم صاحب مدظلہ العالی کے لکہا ہی (کہ کلامیست) الی آخرہا صادق آتا ہی اگر یہی معنی جواب کے ہین
تو ہر عامی متصدی جواب کا ہو سکتا ہی نقل است شاعرے بود کہ خود را بہ بدیہہ گوئی شہرۂ آفاق میدانست روزی

در محفل پادشاہ گذارش افتاد و اظہار بدیہہ گوئی خود پیش پادشاہ کرد پادشاہ بشاعری کہ ملازم قدیم او بود
اشارہ برائے امتحانش فرمود شاعر ملازم مصرعے گفت مصرعہ رفتار تو شرمندہ کند کبک دری را[۲] معنی مصرع آخر
برسید ند در جواب گفت کہ معنی نمیدانم الا مصرعہ بدیہہ گفتم کہ در وزن و قافیہ برابر است - وہی کیفیت تحریر جنیرہ
خانصاحب ورجواب جنگ جمل وغیرہ کی ہی - جنابمن - یہ قصے پرانے ہین کہ جسکی ایک ایک بات کا لاکھ لاکھ طرح
سے جواب دیا گیا ہی پھر بھی وہ آپکے نزدیک نئی ہین کتب کلامیہ فریقین تہجی سے دیکھ لیجیے کہ یہ سب مرحلے طی ہو جاتین
گالیان دینا اور بات ہی اور جواب کا دینا اور بات یہ جملہ مدت سے مشہور ہی - چون خصم از دلیل فرو ماند سلسلۂ
خصومت بجنباند - جناب بہ نسبت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا یہ طعن فرماتے ہین - اور باوجود حکم محکم
جناب الہی وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاہلیۃ اونٹ پر سوار ہو کی بمقابلہ وصی برحق رسول میدان جنگ
مین تشریف لائین الی آخرہ علاوہ اُن جوابات کے کہ جو کتب اہل حق مین دئے گئے ہین ایک بات عرض کرتا ہون
کہ حضرت صدیقہ رض نے تو خلاف حضرت سیدہ کے کوئی فعل نہین کیا کیونکہ اس رسم و رواج تبرج کو حضرت سیدہ رض مطابق
اقوال حضرات شیعہ کے کئی برس پیشتر مروج فرما گئی ہین کہ مجمع اصحاب رض مین کہ جسمین سیکڑون نامحرم تھے باوجود حکم
محکم جناب الہی وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاہلیۃ مقنعۂ مطہرہ سر پر باندھکر اور چادر عصمت اوڑھ کر زنان
ہاشمیہ کو ساتھ لیکر بمقابلۂ خلیفۂ برحق رسول مسجد نبوی مین تشریف لائین اور کلمات شجاعانہ اور دشنامہاے مغلظانہ
فرما کر جناب امیر کو معاذ اللہ جنین پردہ نشین و خائن بنایا شاہد اس بیان کا قول ملا مجلسی ہی کہ جو حق الیقین مین
فرماتے ہین - چون ابوبکر عزم کرد برآنکہ منع کند فدک را از فاطمہ و این خبر بحضرت فاطمہ رسید مقنعۂ مطہرہ را بر سر بست
و چادر عصمت را در بر کرد و روانہ شد با گروہے از خدمتگاران و زنان و خویشان خود و چادرش می پیچید از حیا و
رفتارش از رفتار حضرت رسالت پناہ ہیچ فرق نمی تواند کرد تا در مسجد نزد ابوبکر آمد و او در میان گروہی از مہاجرین
و انصار نشستہ بود پس پردۂ سفیدی در پیش روی مبارکش کشیدند و در پس پردہ نشست و نالۂ جانسوزی کشید کہ
خروش از مردم برخاست و صدای گریہ و زاری بلند شد پس لحظہ صبر فرمود کہ صداہای فرو نشست و شروع کرد بخطبہ
الی آخرہ اور بعد اسکے وہی کلمات حق مین جناب امیر کے کہ مثل جنین رحم پردہ نشین شدہ و مثل خائنان در خانہ گریختہ
فرمائے کیون جناب جنگ جمل مین اسقدر شور و غوغا اور تقریر حضرت سیدہ پر سکوت فواویلاہ واعجباہ واحیرتاہ دوا
اسفاہ واحسرتاہ ۵ وجہ منع بادہ ای واعظ چہ کافر نعمتے است + منکر می بودن و ہمرنگ مستان زیستن -
باقی آپنے روایات مذہبی اپنے کو بمقام خلاف مدعا اپنے اقرار تسلیمی از قبیل لو سلمنا جو قرار دیا ہی اور حدیث لعن حضرت

[۲] آن شخص بفور در جواب او مصرعہ گفت عرفتار تو شرمندہ کند کبک دری را -

عثمان رضی اللہ عنہ منجانب حضرت عایشہ صدیقہ رضؓ والزام قصہ صلح حدیبیہ واقوال حضرت عمرؓ نسبت صلح مذکور
ومجبور ومضطر ہوکر بیعت کرنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اوپر خلافت حضرت صدیق اکبرؓ کے بزعم خود ہماری کتب
سے نقل وثابت کیا ہے بہت سی باتین کہ اُسمین تحریف اور بعض روایات ضعیفہ سے براہ مغالطہ استدلال
کیا ہے اور بعض مقام کا آپ نے مطلب نہین سمجھا ہے اسکا جواب لکہنا کمترین کو دشوار نہین مگر چونکہ بحث
ان سب امور کی بکمال شرح وبسط کتب فریقین مین موجود ہے اور اصل بحث یعنی نکاح حضرت اُم کلثوم سے
اسکو علاقہ نہین اور باوجود قصد اختصار کے جسقدر لکہا گیا وہی طول ہوگیا اعادہ اس بحث کا تحصیل حاصل بلکہ
تطویل لاطائل تصور کرکے اوس سے اعراض کرتا ہون کیونکہ بفحوای فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا
حسب مقولہ جناب سید محمد ابوالقاسم ماموں صاحب قبلہ تصفیہ ان امور کا بدون ظہور حضرت امام آخرالزمان علیہ السلام
دنیا مین نہوسکیگا پہر اس مین گفتگو بیفائدہ ہے وما علینا الا البلاغ ط فختمت الدعوۃ وحصلت الفراغ ط ھذا
ماتیسر لی ایجازا الھدایۃ اھل الضلال ط مع عدم البضاعۃ وقلۃ الفرصۃ وتوزع الحال ط واللہ تعالیٰ
ارجوان ھدیٰ بھا المنافقین الطاغین ط ویرقم دینہ المتین ویخفف طائفۃ الشیاطین ط لانی لا اقدر
علی جمع الاھتداء بقلوب اھل العداوۃ والبغضاء لما قال تعالیٰ مخاطبًا برسولہ الھادی انک لا تھدی
من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء ط فبیدہ التوفیق والارشاد انہ الحکم العدل وسع الفواد ط وحملت
تلک الاعباء والاثقال ط بامتثال الامر الجلیل المتعال ط قد اسرنی بھا قبلۃ المنیۃ والامال ط حضرۃ الخال
جم المکارم والمراحم ط الجناب السید ابوالقاسم ط صاحب لازلت مستریحا فی ظلال مکرماتہ ط ومرزوقا
مشروبا بامواہب مرحماتہ ط آمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ط

تمت

## قطعہ تاریخ جناب سید علی احسن صاحب احسن عرف شاہ میان نبیرہ مولف مدظلہ العالی

قبلہ ام حضرت جدّ امجد
ذات او آیہ رحمت پیدا
جمع فرمود کتابے زیبا
باجناب عمرؓ ابن الخطاب

کعبہ ام مظہر فیض سرمد
ایزدی فضل وکرامت پیدا
درزواج شرف آلؑ عبا
زینت منبر وفخر محراب

خاتم وقایم اجداد عظام
اسم پاکش برکات حسن است
اُم کلثوم سراپا تطہیر
حال این عقد بطرز محمود

بلبل نیکوی اسلاف کرام
شبلی عہد وفرید زمن است
بنت شاہ نجف خیبر گیر
از براہین غریب فرمود

شبہ خصم کہ بُد بے سر و پا — شدہ مستاصل و حق شد بالا — عجب این نسخہ ز کلکش آمد — طرز تحریر چہ دلکش آمد
کلماتش ہمہ وحیِ متلو — سخنش جملہ حدیثِ مقرو — فقرہایش ہمہ سیفِ قاطع — دعویش جملہ دلیلِ ساطع
للہ الحمد درین عہد بہین — طبع گردید بہ نیکو آئین — کردم احسن زپئے سال چو غور — ہاتفی گفت بگوشم فی الفور
ہست این مصرعہ سالش کافی — گشت مطبوع دلیل شافی ۱۳۱۳ھ

## تقریظ جناب مولوی محمد جہانگیر خان صاحب شکوہ آبادی

سبحان اللہ صحیفہ ہی یا مرقعۂ نور ـ نسخہ ہی یا جلوۂ طور ـ ہر دلیل مدلل بدلایل ساطعہ ارباب نظر کی آنکھوں مین گھر کر رہی ہی ہر شان ہمیشان بحج قاطع مثل تیغ فاروقی معرکہ عدو دین مبین کو اصحاب بصر کی نگاہون مین سر ـ حجلۂ تہذیب مین عروس ادب عالی نسب نے بصد حلیۂ زیب و حلۂ زینت بوجہ احسن آراستگی حاصل کی ہی منصۂ حسن انتظام پر نوشاہ والا مناقب مزین محراب مناصب علم کلام نے بہزار شوکت و صولت پیراستگی کامل ـ اصل مین امر حق کا اظہار نقل مین مختصر کا اختصار ـ چہرۂ حسن ایمان کا گلگونہ خوشۂ خرمن ایقان کا نمونہ ـ ثمرۂ شجرۂ مبانی نتیجۂ دوحۂ معانی **مثنوی**

ہر نکتہ از و شگفتہ باغے — افروختہ تر ز شب چراغے
لفظش چو طراوتِ جوانی — معنیش چو آبِ زندگانی

قاطع الزام فاسدۂ اہل عناد ـ دافع اتہام کاسدۂ اہل فساد وثیقہ دقیقہ مثبت قرابت حقیقی ـ نمیقہ انیقہ مظہر رفاقت تحقیقی ـ چراغ دل افروز سالکان مسالک ہدایت و وفاق ـ داغ جگر سوز ناسکان مناسک ضلالت و نفاق ـ یعسوب مومنان صداقت کیش ـ سرکوب منکران منافقت اندیش **مثنوی**

ہر کہ رخسار او ندید چہ دید — وانکہ نشنید از و سخن چہ شنید
حرف نیکان ہمہ تولائیش — بر بدان ضربت تبرائیش

دعوی بیدلیل کس حساب مین ہی چشم انصاف کھولکر دیکھو تو کماحقہٗ اثبات عقد نیرین سعدین خانۂ شرافت کا اس نادر کتاب ـ ظاہر مین سوالات کا جواب ہی ـ باطن مین کتب معتبرہ حضرات شیعہ کا انتخاب ـ چونکہ وصف اس بحث منطوق لازم الوثوق کا امکان بشر سے مافوق ہی اسلئے نام نامی و اسم گرامی اس جوہر معدن علم کلام گوہر مخزن مبحث تمام کا اہم بامسمی القول الصحیح الموثوق فی عقد سیدتنا ام کلثوم مع سیدنا الفاروق ـ مضامین لطیف خفی مین جلی ہین ـ کیون نہو آخر تو اسکے مولف عمدۃ المتکلمین زبدۃ المناظرین خلاصۂ خاندان سیادت ذی سخن جناب مولوی سید برکات حسن صاحب دام اللہ برکاتہ ماہروی ـ مرد شریف نجیب الطرفین ـ خاص الخاص اولاد حسنین ـ حق یہ ہی کہ جناب ممدوح نے بموداے و تذل من تشاء کی خوب ہی تحریرات سید بلگرامی کی تردید کی اور براہ حمایت و ہمدردی اسلامی بمقتضاے و تعز من تشاء فرقہ ناجیہ اہل سنت کی خاطر خواہ تائید بارک اللہ جزاک اللہ ـ فی الواقعی تعریف و توصیف اس ثمرۂ قلم و نتیجہ رقم کی دائرہ طاقت تقریر و احاطۂ بلاغت تحریر سے باہر ہی ـ مین کیا اور میری تقریظ و تاریخ کیا بقول شخصے المامور معذور **قطعۂ تاریخ**

خاص برکات حسن خوبی سے — چھپ چکا جب یہ بو العجب موثوق
اس قران سعد مہر و مہ کا سال — پوچھا حق سے تو یون ہوا منطوق
تمام — سال اس نو عروس زیبا کا
عقد کلثوم ہی مع الفاروق — شد
۱۳۱۳ھ

# غلطنامہ کتاب القول الصحیح الموثوق فی عقد سیدتنا ام کلثوم مع سیدنا الفاروق

| | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| [illegible] | [illegible] | …مارہرلوی | المارہروی | ۹ | ۲۰ | ہمجوابہ | ہمخوابہ | ۱۸ | ۲۱ | للغرقلۃ | للفرقۃ |
| [illegible] | [illegible] | …ن کہ | کہنان میان مین | ۱۰ | ۱۱ | استعاب | استیعاب | ،، | ،، | غضب | غصب |
| [illegible] | [illegible] | …نا | پہونچا | ۱۱ | ۱۴ | نشناسی | نناسے | ۱۹ | ۱ | غضبت | غصبت |
| [illegible] | ۳ | حضرہ | …یدتنا | ،، | ۱۹ | عیر | عیر | ،، | ۳۰ | اغتضاب | اغتصاب |
| ،، | ،، | ضرۃ | سیدنا | ۱۲ | ۱۵ | الاملاء | فی الاملاء | ،، | ۶ | موصوعیت | موضوعیت |
| ،، | ۵ | اعتذار | اعتذار بخدمات | ۱۳ | ۱۱ | بالاۓ خطبہ | خطبہ بالاۓ خطبہ | ،، | ،، | بکار | پکار |
| ،، | ۷ | انماز | انماض | ۱۴ | ۱۰ | السید | لسید | ،، | ۱۰ | رسول کی | رسولکی چھین لی |
| ۴ | ۶ | تہی | تہے | ،، | ۱۱ | العادبات | العاویات | ،، | ۱۳ | ثبوت | ثبوت نکاح |
| ،، | ۷ | الرہبانیہ | الرہبانیہ | ،، | ۱۵ | عمر | عمر نے | ،، | ۱۶ | عضمت | عصمت |
| ،، | ۱۴ | منسوخ | معوّج | ۱۵ | ۷ | خطبما | خطبہما | ،، | ۱۸ | سیدلوگ | سیدلولاک |
| ،، | ۱۵ | روحہما | مروحہما | ،، | ۱۰ | •کشف | فکشف | ۲۰ | ۱ | تنی | ہل یستوی |
| ،، | ۱۶ | آئے تھے | آئی تھی | ،، | ۱۵ | کہرا | کہا | ،، | ۴ | معجولہ | مجعولہ |
| ،، | ۱۷ | اثناءعشریہ | اثناعشریہ | ،، | ۱۷ | شاخ | شارح | ،، | ۱۵ | طور | طول |
| ،، | ۲۱ | تضعّ | تصنّع | ۱۶ | ۱۶ | عندالمقحف | عندالمصنف | ،، | ۱۷ | جناب | چنانچہ جناب |
| ۵ | ۱ | اثناءعشریہ | اثناعشر | ۱۷ | ۱۰ | عیت | عیب | ،، | ،، | چشم | جشم |
| ،، | ۲ | تموبہیات | تمویہات | ۱۸ | ۲ | غضب | غصب | ۲۱ | ۱۳ | فعیلے | فعلے |
| ،، | ۱۴ | متجرین | متبحرین | ،، | ،، | جلیفہ | خلیفہ | ،، | ۱۸ | بودند | نشستہ بودند |
| ،، | ۱۵ | خیمیت | ختمیت | ،، | ۵ | نصب | انصف | ۲۲ | ۱ | عور | غور |
| ،، | ،، | تشتعین | تشیّعین | ،، | ۱۰ | استعاب | استیعاب | ،، | ۷ | یہم | یصر |
| ۴ | ۳ | نبوی باین | نبوی مین باین | ،، | ،، | زیاض | ریاض | ،، | ،، | الیثی | الیشئ |
| ،، | ۰ | مین تو | تو | ،، | ۱۱ | مقبرہ | معتبرۂ | ،، | ۱۷ | ان تاخذالا وحدنا | ان تلخذالا من وجدنا |
| ۴ | ۶ | کوشش | جوشش | ،، | ،، | بنت عمیس | بنت ابوبکر اسما بنت عمیس | | | | |
| ،، | ۶ | وہی | مجبوری وہی | ،، | ۱۲ | عمرکی عمرنے | عمرنے | ۲۳ | ۱۱ | ابتعاع | ابتغاء |
| ،، | ۱۳ | علمان | عالمان | ،، | ۱۳ | ہمہ السعد | ہمہ السعدا | ،، | ،، | ابتعاع | ابتغاء |
| ۴ | ۴ | الیہ | الا | ،، | ۲۰ | عضبت | غصبت | ،، | ۱۰ | متکشرہ | تناشرہ |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۲۳ | ۱۲ | یقنیاً | یقیناً |
| ۲۴ | ۱۰ | تنبہہ | متنبہہ |
| " | ۱۴ | لیکم | انما ولیکم |
| ۲۵ | ۶ | مخاطت | مخاطب |
| " | ۹ | لیھرہ | لیھجو |
| " | ۱۴ | اقوال | اقوال کا بوالہ |
| " | ۱۵ | شک ہی | شک ہا ہی انتہے |
| ۲۶ | ۲ | مشلک | مشکک |
| " | ۱۰ | تحریہ | تحریر |
| " | ۱۲ | خلافت | خلاف |
| ۲۷ | ۱۴ | تارب | تدرب |
| " | ۱۶ | نفر | نظر |
| " | ۲۰ | فصاحت | فصاحت کے |
| ۲۹ | ۲۱ | محبت اہلبیت | عداوت اہلسنت |
| ۳۰ | ۶ | السحو | النحو |
| " | ۱۳ | ہجرت کے | ہجرت کو |
| ۳۱ | ۱۲ | زعنم | زعم |
| ۳۲ | ۳ | سبب | لبیب |
| " | ۱۷ | جناب | جو جناب |
| ۳۳ | ۲۱ | ذکرہا | ذکرنا |
| ۳۴ | ۲ | سوالحال | سوء الحال |
| " | ۳ | جث | بحث |
| ۳۵ | ۳ | نکلاح | المنکاح |
| " | " | نکلاح | النکاح |
| " | ۱۱ | دفع المغالطہ | دفع المغالطہ کی / وقع المغالطہ |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۳۵ | ۱۹ | جو | چو |
| ۳۶ | ۱۳ | لامحالہ | پس لامحالہ |
| ۳۷ | ۱۷ | اسیر | اسر |
| ۳۸ | ۱۱ | بعضے | گو بعضے |
| ۳۹ | ۱ | ڈھکوسون | ڈھکوسلون |
| " | ۳ | استعاب | استیعاب |
| " | ۱۴ | والسب | والسبب |
| ۴۱ | ۳ | بجدّی | بجدّے |
| ۴۳ | ۶ | المنصیہ | المضیہ |
| " | ۸ | عضباہ | عضبناہ |
| " | ۱۸ | دم | روم |
| " | ۲۱ | اغتضاب | اغتصاب |
| " | " | [illegible] | خدا و تغیر احکام و تبدیل فرایض خدا چنانچہ گزشت اعظم است نزد حقتعالی و اقطع و اشنع۔ |
| ۴۵ | ۲ | ظاہر | بظاہر |
| ۴۶ | ۵ | رجعیہ | رجعتیہ |
| " | ۶ | غیف | سخیف |
| ۴۷ | ۱۶ | [illegible] | کہ صبر و رضا حضرات علیہم التحیۃ والبرکات بعطای حضرت کبریا انہیں پر ختم ہے کہ با وصف۔ |
| " | ۱۷ | غابیت | غایت |
| ۴۸ | ۱۱ | یعوب | یعسوب |
| " | ۲۰ | [illegible] | رسول انام کے تحریر فرمائے اور دشمن رسول انام و اہلبیت کرام۔ |
| ۴۹ | ۲۱ | مذہب | در مذہب |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۵۰ | ۳ | صاحب قول | قوا[illegible] |
| " | ۸ | ام کلثوم | [illegible] |
| " | ۱۰ | ام کا[illegible] | [illegible] |
| " | ۲۱ | [illegible]ب | [illegible] |
| ۵۱ | ۹ | تین | باتین |
| ۵۵ | ۴ | قلم | قلتم |
| " | ۲۰ | "ن | نہین |
| ۵۷ | ۳ | خلائق | خالق |
| " | ۹ | یقیتہ | تقیتہ |
| " | ۱۷ | شیطانون | شیطان |
| " | ۱۹ | جنیتاً | خبثیاً |
| ۵۸ | ۹ | قداغیتی | قداعیتی |
| ۶۳ | ۱۹ | امام سے | امام |
| ۶۶ | ۵ | فاعتروا | فاعتبروا |
| ۶۸ | ۱۷ | مین | نے |
| ۶۹ | ۱۳ | علویہ | او علویہ |
| ۷۰ | ۲۳ | فجاز | فجار |
| ۷۱ | ۴ | غمزو | غمز |
| ۷۴ | ۳ | خلاصۃ | خاصۃ |
| " | ۱۸ | اغتصاف | اعتقا[illegible] |
| " | ۲۳ | اوترارا | اوتارا |
| ۷۵ | ۲۲ | الئک الاایہ | الیک الاایہ |
| ۷۸ | ۱۴ | اور کوئی | معاذ اللہ اور کوئی |
| " | ۱۸ | مدارج | وعلیہ [illegible] |
| " | ۲۱ | جلسۃ | جلست |
| ۷۹ | ۱ | مدرات | مدرعہ |